ماہنامہ

التبلیغ

راولپنڈی

مارچ 2019ء - جمادی الاخریٰ 1440ھ (جلد 16 شمارہ 06)

جلد 16 شمارہ 06

مارچ 2019ء - جمادی الاخریٰ 1440ھ

ماہنامہ التبلیغ راولپنڈی

بشرفِ دعا

حضرت نواب محمد عشرت علی خان قیصر صاحب رحمہ اللہ

وحضرت مولانا ڈاکٹر تنویر احمد خان صاحب رحمہ اللہ

مدیر
مفتی محمد رضوان

ناظم
مولانا عبدالسلام

مجلسِ مشاورت

مفتی محمد یونس
مفتی محمد ناصر
مولانا طارق محمود

فی شمارہ........ 25 روپے

سالانہ........ 300 روپے

پبلشرز

محمد رضوان

سرحد پرنٹنگ پریس، راولپنڈی

خط وکتابت کا پتہ

ماہنامہ التبلیغ پوسٹ بکس 959

راولپنڈی پوسٹ کوڈ 46000 پاکستان

قانونی مشیر

چوہدری طارق محمود بابر

(ایڈووکیٹ ہائی کورٹ)

مستقل رکنیت کے لئے اپنے مکمل ڈاک کے پتہ کے ساتھ سالانہ فیس صرف 300 روپے ارسال فرما کر گھر بیٹھے ہر ماہ ماہنامہ ''التبلیغ'' حاصل کیجئے

ڈاک کا پتہ تبدیل ہو جانے یا ماہنامہ موصول نہ ہونے کی صورت میں رکنیت نمبر کا حوالہ دے کر فوری اطلاع کریں

اس دائرہ میں سرخ نشان آپ کی رکنیت ختم ہونے کی علامت ہے، آئندہ شمارہ رکنیت فیس موصول ہونے پر ارسال کیا جاسکے گا

برائے رابطہ...... ادارہ غفران ٹرسٹ چاہ سلطان گلی نمبر 17

عقب پٹرول پمپ وچمڑا گودام راولپنڈی صوبہ پنجاب پاکستان

فون: 051-5507530-5507270 فیکس: 051-5702840

www.idaraghufran.org

Email: idaraghufran@yahoo.com

www.facebook.com/Idara Ghufran

ترتیب وتحریر

صفحہ

آئینۂ احوال............اپنی اولاد کو انٹرنیٹ کی وبا سے بچائیے.........مفتی محمد رضوان 3

درسِ قرآن(سورہ بقرہ: قسط173).................. ''حکمت'' کا عطا کیا جانا

''خیرِ کثیر'' کا عطا کیا جانا ہے..................... // // 5

درسِ حدیث .... للّٰہی تعلق ومحبت والوں کی شفاعت وفضیلت...... // // 12

مقالات ومضامین: تزکیۂ نفس، اصلاحِ معاشرہ واصلاحِ معاملہ

فقہی اختلافی مسائل میں شاہ ولی اللہ کا موقف (قسط1)..........مفتی محمد رضوان 17

افادات وملفوظات..................................... // // 24

سائنس کے میدان میں مسلمانوں کا عروج وزوال (قسط1)..........مولانا شعیب احمد 33

ماہِ صفر: نویں نصف صدی کے اجمالی حالات وواقعات...........مولانا طارق محمود 39

علم کے مینار: ..اسلامی فقہ کی ابتدائی تاریخ وترویج (قسط5)......مفتی غلام بلال 41

تذکرۂ اولیاء:.............حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی بعض کرامات.........مفتی محمد ناصر 45

پیارے بچو!...............جلد بازی کا انجام!............مولانا محمد ریحان 52

بزمِ خواتین ......رہائش اور خرچہ میں خواتین کے اختیارات.........مفتی طلحہ مدثر 54

آپ کے دینی مسائل کا حل.............کعبہ کو دیکھنے کے

وقت دعاء کا حکم (قسط5).................................ادارہ 61

کیا آپ جانتے ہیں؟........... صفائی ستھرائی

(Cleanliness) کے آداب (پانچویں وآخری قسط)..........................مفتی محمد رضوان 75

عبرت کدہ ... حضرت موسیٰ کی فرعون اور آلِ فرعون کو دوبارہ نصیحت...مولانا طارق محمود 78

طب وصحت .... ''کَمْأَۃُ'' اور اس کے پانی سے متعلق اطباء

ومحدثین کی آراء.......................................حکیم مفتی محمد ناصر 83

اخبارِ ادارہ .... ادارہ کے شب وروز.................... // // 87

اخبارِ عالم ...... قومی وبین الاقوامی چیدہ چیدہ خبریں.........مولانا غلام بلال 89

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

آئینۂ احوال

مفتی محمد رضوان

اپنی اولاد کو انٹرنیٹ کی وبا سے بچایئے

موجودہ زمانے میں انٹرنیٹ کی وبا نے ہمارے معاشرے کے بڑے حصے کو اپنی لپیٹ میں لے لیا ہے، اور اس کی زد میں پڑھے لکھے اور دینی ذہن رکھنے والے لوگوں کا بڑا طبقہ بھی آ گیا ہے۔

بچوں کا مسئلہ تو درکنار، نوجوان اور بعض بزرگ حضرات بھی اس وبا میں مبتلا ہیں، انٹرنیٹ کی وبا سے ہماری مراد، انٹرنیٹ کا بوقتِ ضرورت اور بقدرِ ضرورت کا جائز استعمال نہیں ہے، بلکہ لایعنی اور ناجائز استعمال ہے، جس کا آج کے دور میں عامۃ الناس کی طرف سے تناسب، بامقصد اور جائز استعمال سے کہیں زیادہ ہے، اور اس کے نتیجے میں نہ صرف یہ کہ زندگی کا قیمتی وقت برباد ہو رہا ہے، بلکہ اسی کے ساتھ صحت وتن درستی کو بھی نقصان پہنچ رہا ہے، اور قیمتی مال ودولت بھی اس کی نذر ہو رہا ہے، اور بے حیائی وفحاشی کی وجہ سے ایک مسلمان کے دین وایمان کا نقصان سب سے اہم ہے۔

موجودہ زمانے کے انٹرنیٹ پر بے حیائی وفحاشی پر مشتمل مختلف طرح کے شیطانی ونفسانی زہریلے جراثیم موجود ہیں، جن زہریلے جراثیم کا نفس وشیطان تقاضا کرے، اور وہ اس پر موجود نہ ہوں، ایسا بہت کم ہے، بے حیائی اور فحاشی کے حوالہ سے انٹرنیٹ کے ذریعے تمام حدود پامال ہو چکی ہیں۔

پہلے زمانے میں نظر اور کانوں وغیرہ کے ذریعے سے زنا کے مواقع، زندگی میں بہت کم میسر آتے تھے، لیکن اب انٹرنیٹ کے ذریعے ہمہ وقت نفس وشیطان کی من پسند ہر چیز بآسانی میسر ہے، دنیا جہان کے کسی کونے میں بھی بے حیائی کا کوئی نیا سے نیا اور پرانے سے پرانا، منظر انٹرنیٹ کی دنیا میں موجود ہو، نیٹ کے ذریعے اس تک بآسانی رسائی ممکن ہے۔

اسی وجہ سے ''کل جدید لذیذ '' یعنی ''ہر نئی چیز کی لذت، زیادہ ہوتی ہے'' کے مطابق انٹرنیٹ کی لذت کبھی ختم ہونے کا نام نہیں لیتی، ہر مرتبہ میں کوئی نئی سے نئی چیز سامنے آتی ہے، بلکہ انٹرنیٹ کے ذریعے سے ایک زہریلے سانپ کو دیکھنے کا ارادہ کیا جاتا ہے، تو اس کے ساتھ ہی دسیوں ایسے

زہریلے سانپوں کا پٹارا کھل کر سامنے آ جاتا ہے کہ جن کے دیکھنے یا سننے کا مقصد وارادہ بھی نہیں کیا ہوتا، بلکہ وہ حاشیہ وخیال میں بھی نہیں ہوتے۔

اس صورتِ حال کے نتیجے میں سب سے زیادہ نقصان اس نسل کا ہو رہا ہے، جو اَبھی تعلیم وتربیت کے مرحلہ سے گزر رہی ہے، لیکن اس کی تعلیم وتربیت کا اصل ذریعہ انٹرنیٹ بن گیا ہے، چھوٹے سے موبائل کی شکل میں یہ سہولت ہمہ وقت اور ہر جگہ بآسانی میسر ہے، خواہ گھر ہو یا بازار، سفر ہو یا حضر، بستر ہو یا بیتُ الخلاء، جلوت ہو یا خلوت، کوئی جگہ شاید ہی ایسی باقی رہ گئی ہو کہ جو انٹرنیٹ کے زہریلے جراثیم سے محفوظ ہو، اور اس کی بناء پر موجودہ نسل کی نہ صحیح تربیت ہو پارہی ہے، اور نہ ہی صحیح تعلیم، اور اس نسل کی صحت وتن درستی جس نوعیت کی ہے، وہ بھی ڈھکی چھپی نہیں، انٹرنیٹ کی وبا سے بچوں کی بینائی کمزور ہو رہی ہے، دماغ، کمپیوٹر اور موبائل کی شعاعوں سے متاثر ہو رہا ہے، بے جا شہوت ابھرنے اور قوتِ خاص کے ضائع ہونے کی وجہ سے شادی بیاہ اور توالد وتناسل کی صلاحیت وقابلیت متاثر اور کمزور ہو رہی ہے، جس کے بے شمار واقعات آئے دن سامنے آ رہے ہیں۔

اور کیا کیا نقصانات نہیں ہیں، جو اِس انٹرنیٹ کی وجہ سے نوجوان اور نوخیز نسل کو پیش نہیں آ رہے۔

یہ وبا یوں تو ساری انسانیت کے لیے آج ایک ناسور بن چکی ہے، لیکن مسلم امہ کے لیے اس کی ہلاکت خیزی کہیں بڑھ کر ہے، کیونکہ آسمانی ہدایت اور آفاقی تمدن کی روشنی صرف اسی کے پاس ہے، اور اسی نے انسانیت کو دوبارہ یہ روشنی بانٹنی ہے، یہ خدا گر اندھیروں میں کھو گئی، تو یہ بہت بڑا انسانی المیہ ہوگا۔

ان حالات میں سخت ضرورت ہے کہ اس انٹرنیٹ کی وبا سے جہاں تک ممکن ہو، اپنی اولاد کو بطورِ خاص بچانے کی کوشش کی جائے، اس کے نقصانات سے وقتاً فوقتاً اِن کو آگاہ کیا جائے، ان کی اس سلسلے میں نگرانی کی جائے، اور خود بھی اس وبا سے اپنے آپ کو بچایا جائے، ورنہ اولاد اور ماتحتوں کو نصیحت کرنے کا اثر کم ہی ہوتا ہے۔

اللہ تعالیٰ سے دعاء ہے کہ وہ ہمیں اس زمانے میں انٹرنیٹ کے ذریعے رونما ہونے والی وبا سے خود اور اپنے ماتحتوں، خاص کر اولاد کو محفوظ رکھنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

(سورہ بقرہ: قسط نمبر173،آیت نمبر269) مفتی محمد رضوان

’’حکمت‘‘ کا عطا کیا جانا’’خیرِ کثیر‘‘ کا عطا کیا جانا ہے

یُؤۡتِی الۡحِکۡمَۃَ مَنۡ یَّشَآءُ ۚ وَ مَنۡ یُّؤۡتَ الۡحِکۡمَۃَ فَقَدۡ اُوۡتِیَ خَیۡرًا کَثِیۡرًا ؕ وَ مَا یَذَّکَّرُ اِلَّاۤ اُولُوا الۡاَلۡبَابِ(سورة البقرة، رقم الآية ٢٦٩)

ترجمہ: عطا کرتا ہے وہ حکمت، جس کو چاہتا ہے، اور جس کو عطا کر دی جائے حکمت، تو یقیناً عطا کر دی گئی، اس کو خیرِ کثیر، اور نہیں نصیحت حاصل کرتے، مگر عقلوں والے ہی (سورہ بقرہ)

تفسیر وتشریح

سورہ بقرہ کی مذکورہ آیت میں اللہ تعالیٰ نے جس کو وہ چاہے، اس کو حکمت عطا کرنے کا ذکر فرمایا ہے، اور پھر فرمایا کہ جس کو حکمت عطا کر دی جائے تو یقیناً اس کو ’’خیرِ کثیر‘‘ عطا کر دی گئی، اور پھر فرمایا کہ نصیحت تو عقل والے ہی حاصل کرتے ہیں، یعنی عقل والے ہی حکمت حاصل ہونے کی کوشش و دعا کرتے ہیں، اور درحقیقت عقل والے ہی اس کے اصل مستحق ہوتے ہیں، کیونکہ وہی اس خیرِ کثیر کی اہمیت کو سمجھتے ہیں اور اس کی قدر کرتے ہیں۔

اس آیت سے معلوم ہوا کہ ’’حکمت‘‘ دراصل بہت بڑی نعمت ہے، اسی لیے اس کے اللہ کی طرف سے عطا کیے جانے کا ذکر کیا گیا اور ساتھ ہی اس کو ’’خیرِ کثیر‘‘ فرمایا گیا۔

اب رہا یہ کہ ’’حکمت‘‘ کسے کہا جاتا ہے؟

تو اس میں اہلِ علم حضرات کے مختلف اقوال ہیں، اور اس میں شدید اختلاف ہے۔

لیکن غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ ’’حکمت‘‘ ایک انتہائی جامع لفظ ہے، جس سے مراد، کسی بھی دنیا و آخرت کے کام کی صحیح سمجھ و فہم اور بطورِ خاص دین کی صحیح سمجھ و فہم ہے، اور دین کا اصل منبع قرآن ہے، جس میں ’’حکمت‘‘ کی نعمت بھی وافر مقدار میں موجود ہے، اس لیے کئی آیاتِ قرآنی میں

قرآن مجید کی شکل میں بھی حکمت کے نازل کرنے کا ذکر آیا ہے، نیز کئی آیاتِ قرآنی میں مختلف نبیوں کو حکمت عطا کیے جانے کا ذکر آیا ہے۔

اور غالباً اسی نعمت کو''تفقہ فی الدین'' یعنی دین کی صحیح سمجھ اور دین کا صحیح فہم کہا جاتا ہے، جس کے متعلق حدیث میں ہے کہ''جس کے ساتھ اللہ خیر کا ارادہ فرماتا ہے، اس کو تفقہ فی الدین کی نعمت عطا فرما دیتا ہے (ملاحظہ ہو: بخاری، رقم الحدیث ۷۱)

حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے سورہ بقرہ کی مذکورہ آیت کی تفسیر میں مروی ہے کہ حکمت سے مراد قرآن مجید کی صحیح سمجھ وفہم ہے (ملاحظہ ہو: سنن الدارمی، رقم الحدیث ۳۳۸۸)

اور حضرت کعب سے مروی ہے کہ تم قرآن کو لازم پکڑلو، کیونکہ وہ عقل کی فہم ہے، اور حکمت کا نور ہے، اور علم کا منبع ہے (ملاحظہ ہو: سنن الدارمی، رقم الحدیث ۳۳۸۰)

قرآن مجید میں کئی مقامات پر حکمت کا ذکر آیا ہے، اور اس حکمت کی نعمت کو مختلف انبیاء وغیرہ کو عطا کیے جانے کا بھی ذکر آیا ہے۔

چنانچہ سورہ بقرہ میں یہ آیت گزر چکی ہے کہ:

وَقَتَلَ دَاوُدُ جَالُوْتَ وَاٰتٰهُ اللّٰهُ الْمُلْكَ وَالْحِكْمَةَ وَعَلَّمَهٗ مِمَّا يَشَآءُ (سورة البقرة، رقم الآية ۲۵۱)

ترجمہ: اور قتل کر دیا داؤد نے جالوت کو، اور عطاء کی، اس (داؤد) کو اللہ نے بادشاہی اور حکمت، اور تعلیم دی اس کو ان چیزوں کی، جو اللہ نے چاہیں (سورہ بقرہ)

سورہ آلِ عمران میں اللہ تعالیٰ نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی والدہ کو پیشگی بتلایا کہ:

وَيُعَلِّمُهُ الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ وَالتَّوْرَاةَ وَالْإِنْجِيلَ (سورة آلِ عمران، رقم الآية ۴۸)

ترجمہ: اور تعلیم دے گا اللہ اس (عیسیٰ) کو کتاب کی اور حکمت کی اور تورات کی اور انجیل کی (سورہ آلِ عمران)

سورہ نسآء میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ:

فَقَدْ آتَيْنَا آلَ إِبْرَاهِيمَ الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ وَآتَيْنَاهُمْ مُلْكًا عَظِيمًا (سورة النسآء، رقم الآية ۵۴)

ترجمہ: پس بلاشبہ عطا کردی ہم نے آلِ ابراہیم کو کتاب اور حکمت، اور عطا کردیا ہم نے ان کو ملکِ عظیم (سورہ نساء)

سورہ مائدہ میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ:

وَإِذْ عَلَّمْتُكَ الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ وَالتَّوْرَاةَ وَالْإِنْجِيلَ (سورة المائدة، رقم الآية ١١٠)

ترجمہ: اور جب تعلیم دی میں نے تجھے (اے عیسیٰ) کتاب کی اور حکمت کی اور تورات کی اور انجیل کی (سورہ مائدہ)

سورہ لقمان میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ:

وَلَقَدْ آتَيْنَا لُقْمَانَ الْحِكْمَةَ أَنِ اشْكُرْ لِلَّهِ وَمَنْ يَشْكُرْ فَإِنَّمَا يَشْكُرُ لِنَفْسِهِ وَمَنْ كَفَرَ فَإِنَّ اللَّهَ غَنِيٌّ حَمِيدٌ (سورة لقمان، ١٢)

ترجمہ: اور تحقیق یقیناً عطا کردی ہم نے لقمان کو حکمت، یہ کہ شکر کرو تم اللہ کے لیے، اور جو شخص شکر کرے گا، تو وہ صرف شکر کرے گا اپنے آپ کے فائدہ کے لیے، اور جو کفر کرے گا، تو بے شک اللہ غنی ہے، حمید ہے (سورہ لقمان)

سورہ ص میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ:

وَشَدَدْنَا مُلْكَهُ وَآتَيْنَاهُ الْحِكْمَةَ وَفَصْلَ الْخِطَابِ (سورة ص، رقم الآية ٢٠)

ترجمہ: اور مضبوط کردیا ہم نے اس (داؤد) کی سلطنت کو، اور عطا کی ہم نے اس کو حکمت، اور خطاب کا فیصلہ (یعنی فیصلہ کی قوت) (سورہ ص)

سورہ زخرف میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ:

وَلَمَّا جَاءَ عِيسَى بِالْبَيِّنَاتِ قَالَ قَدْ جِئْتُكُمْ بِالْحِكْمَةِ (سورة الزخرف، رقم الآية ٦٣)

ترجمہ: اور جب آیا عیسیٰ واضح نشانیوں کے ساتھ، تو کہا اس نے (اپنی قوم کو) کہ یقیناً لے آیا میں تمہارے پاس حکمت کو (سورہ زخرف)

مذکورہ آیات سے معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت لقمان، آلِ ابراہیم، حضرت داؤد، اور حضرت

عیسیٰ علیہم الصلاۃ والسلام کو حکمت عطا کی تھی، اور قرآن مجید میں محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی حکمت کی تعلیم دینے کا مختلف آیات میں ذکر آیا ہے۔

چنانچہ سورہ بقرہ میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ:

كَمَآ اَرْسَلْنَا فِيْكُمْ رَسُوْلًا مِّنْكُمْ يَتْلُوْا عَلَيْكُمْ اٰيٰتِنَا وَيُزَكِّيْكُمْ وَيُعَلِّمُكُمُ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ وَيُعَلِّمُكُمْ مَّا لَمْ تَكُوْنُوْا تَعْلَمُوْنَ (سورة البقرة، رقم الآية ١٥١)

ترجمہ: جس طرح بھیجا ہم نے رسول کو تم میں سے جو تلاوت کرتا ہے، تم پر ہماری آیات کی اور پاک کرتا ہے تم کو اور تعلیم دیتا ہے، تم کو کتاب کی اور حکمت کی اور تعلیم دیتا ہے، تم کو، ان چیزوں کی کہ تم ان کو نہیں جانتے تھے (سورہ بقرہ)

سورہ آلِ عمران میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ:

لَقَدْ مَنَّ اللّٰهُ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ اِذْ بَعَثَ فِيْهِمْ رَسُوْلًا مِّنْ اَنْفُسِهِمْ يَتْلُوْا عَلَيْهِمْ اٰيٰتِهٖ وَيُزَكِّيْهِمْ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ. وَاِنْ كَانُوْا مِنْ قَبْلُ لَفِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ (سورة آل عمران، رقم الآية ١٦٤)

ترجمہ: البتہ یقیناً احسان کیا اللہ نے مومنوں پر، جب بھیجا ان میں رسول، ان ہی میں سے، جو تلاوت کرتا ہے، ان پر اس (اللہ) کی آیات کی، اور تزکیہ کرتا ہے ان کا، اور تعلیم دیتا ہے، ان کو کتاب کی اور حکمت کی، اگرچہ تھے وہ، اس سے پہلے یقیناً کھلی گمراہی میں (سورہ آلِ عمران)

اور سورہ جمعہ میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ:

هُوَ الَّذِيْ بَعَثَ فِي الْاُمِّيّٖنَ رَسُوْلًا مِّنْهُمْ يَتْلُوْا عَلَيْهِمْ اٰيٰتِهٖ وَيُزَكِّيْهِمْ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ. وَاِنْ كَانُوْا مِنْ قَبْلُ لَفِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ (سورة الجمعة، رقم الآية ٢)

ترجمہ: وہی ہے جس نے بھیجا غیر پڑھے لکھوں میں رسول کو ان میں سے، جو تلاوت کرتا ہے، ان پر اس کی آیات کی، اور تزکیہ کرتا ہے ان کا، اور تعلیم دیتا ہے، ان کو کتاب

کی اور حکمت کی، اگرچہ تھے وہ، اس سے پہلے یقیناً کھلی گمراہی میں (سورہ جمعہ)

تلاوتِ کتاب، تعلیمِ کتاب اور تعلیمِ حکمت اور تزکیہ، یہی وہ مقاصد ہیں جن کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو سونپے جانے کی دعا حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اس طرح فرمائی تھی کہ:

رَبَّنَا وَابْعَثْ فِيهِمْ رَسُولًا مِّنْهُمْ يَتْلُوا عَلَيْهِمْ آيٰتِكَ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ وَيُزَكِّيهِمْ(سورة البقرة ، رقم الآية ١٢٩)

ترجمہ: اے ہمارے رب اور بھیج دیجیے ان میں رسول کو ان میں سے جو تلاوت کرے ان پر آپ کی آیات کی اور تعلیم دے ان کو کتاب کی اور حکمت کی اور تزکیہ کرے ان کا (سورہ بقرہ)

کئی آیاتِ قرآنی کی رو سے قرآن مجید کی شکل میں اللہ نے اپنی عظیم حکمت کو نازل فرمایا ہے، بلکہ قرآن مجید، حکمتوں کا خزینہ ہے۔

چنانچہ سورہ بقرہ میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ:

وَاذْكُرُوا نِعْمَتَ اللَّهِ عَلَيْكُمْ وَمَا أَنْزَلَ عَلَيْكُمْ مِنَ الْكِتَابِ وَالْحِكْمَةِ يَعِظُكُمْ بِهِ(سورة البقرة، رقم الآية ٢٣١)

ترجمہ: اور یاد کرو تم اللہ کی نعمت کو اپنے اوپر، اور جو نازل کیا اس نے تم پر کتاب کو، اور حکمت کو، نصیحت کرتا ہے وہ تم کو اس کے ذریعہ سے (سورہ بقرہ)

سورہ نسآء میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ:

وَأَنْزَلَ اللَّهُ عَلَيْكَ الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ وَعَلَّمَكَ مَا لَمْ تَكُنْ تَعْلَمُ وَكَانَ فَضْلُ اللَّهِ عَلَيْكَ عَظِيمًا (سورة النسآء، رقم الآية ١١٣)

ترجمہ: اور نازل کیا اللہ نے آپ پر کتاب کو، اور حکمت کو، اور تعلیم دی اس نے آپ کو ان چیزوں کی کہ نہیں جانتے تھے ان کو آپ، اور ہے اللہ کا فضل آپ پر انتہائی عظیم (سورہ نساء)

سورہ احزاب میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ:

وَاذْكُرْنَ مَا يُتْلَى فِي بُيُوتِكُنَّ مِنْ آيَاتِ اللَّهِ وَالْحِكْمَةِ (الاحزاب، رقم الآية ٣٤)

ترجمہ: اور ذکر کریں وہ (عورتیں) اس کا جو تلاوت کیا جاتا ہے، ان کے گھروں میں یعنی اللہ کی آیات اور حکمت (سورہ احزاب)

سورہ نحل میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ:

ادْعُ إِلَى سَبِيلِ رَبِّكَ بِالْحِكْمَةِ وَالْمَوْعِظَةِ الْحَسَنَةِ (سورة النحل، رقم الآية ١٢٥)

ترجمہ: دعوت دیجیے، اپنے رب کے راستے کی طرف حکمت کے ساتھ اور عمدہ نصیحت کے ساتھ (سورہ نحل)

مذکورہ آیات سے معلوم ہوا کہ قرآن مجید حکمت کے مضامین پر مشتمل ہے، جس سے دنیا و آخرت کے اعتبار سے دانائی و عقل مندی اور بصیرت و عبرت میں اضافہ ہوتا ہے۔

حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: إِنَّ مِنَ الشِّعْرِ حِكْمَةً (بخاری، رقم الحديث ٦١٤٥)

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بعض شعر، حکمت پر مشتمل ہوتے ہیں (بخاری)

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ بعض اشعار میں بھی حکمت کی بات ہوتی ہے، لیکن سب اشعار میں نہیں ہوتی۔

حضرت لقمان سے مروی ہے کہ خاموشی، حکمت سے تعلق رکھتی ہے (ملاحظہ ہو: مستدرک حاکم، رقم الحدیث ۳۵۸۲)

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ جس مجلس میں حکمت کی تبلیغ کی جائے، وہ بہت اچھی مجلس ہے (ملاحظہ ہو: سنن الدارمی، رقم الحدیث ۲۹۵)

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: " لاَ حَسَدَ إِلَّا فِي اثْنَتَيْنِ: رَجُلٌ آتَاهُ اللَّهُ مَالًا فَسُلِّطَ عَلَى هَلَكَتِهِ فِي الحَقِّ، وَرَجُلٌ آتَاهُ اللَّهُ الحِكْمَةَ فَهُوَ يَقْضِي بِهَا وَيُعَلِّمُهَا (بخاری، رقم الحديث ٧٣)

ترجمہ: نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کہ حسد صرف دو چیزوں میں ہوتا ہے، ایک وہ شخص جس کو اللہ نے مال عطا کیا، اور اس کو راہ حق پر خرچ کرنے کی قدرت دی، اور دوسرا وہ شخص جسے اللہ نے حکمت عطا کی، اور وہ اس کے ذریعہ فیصلہ کرتا ہے اور اس کی دوسروں کو تعلیم دیتا ہے (بخاری)

بعض روایات میں ”حکمت“ کے بجائے قرآن کے الفاظ ہیں (ملاحظہ ہو: صحیح البخاری، رقم الحدیث: ۷۵۲۹)

اس سے معلوم ہوا کہ حکمت کی نعمت سے دنیا وآخرت کے معاملات میں صحیح فیصلے کرنا آسان ہو جاتا ہے اور حکمت کے مطابق فیصلے کرنا اور اس کی دوسروں کو تعلیم دینا قابلِ رشک عمل ہے۔

بعض احادیث میں یہ مضمون آیا ہے کہ:

”ہر آدمی کے سر میں حکمت ہوتی ہے، اور وہ حکمت فرشتے کے قبضے میں ہوتی ہے، پس اگر وہ آدمی تواضع اختیار کرتا ہے، تو اس فرشتے کو (اللہ کی طرف سے) حکم دیا جاتا ہے کہ اس کی حکمت کو اونچا کردو، اور جب وہ آدمی تکبر اختیار کرتا ہے، تو اس فرشتے کو (اللہ کی طرف سے) حکم دیا جاتا ہے کہ اس کی حکمت کو نیچا کر دو“۔ [۱]

اس سے معلوم ہوا کہ حکمت کا خزانہ تو ہر آدمی کے سر میں موجود ہوتا ہے، لیکن اس نعمت سے مستفید ہونے اور اس نعمت میں اضافہ ہونے کی توفیق تواضع اور عاجزی اختیار کرنے سے حاصل ہوتی ہے، اور اس کے برعکس تکبر اختیار کرنے سے اس نعمت سے محرومی لازم آتی ہے۔

پس حکمت کو حاصل کرنے اور بڑھانے کا آسان اور عمدہ ذریعہ یہ ہے کہ ہر شخص اپنے اندر حقیقی اور سچی تواضع وعاجزی پیدا کرے، اور مصنوعی اور بناوٹی تواضع سے اپنے آپ کو بچائے، کیونکہ یہ تواضع نہیں، بلکہ دراصل تکبر اور بھیڑ کی صورت میں بھیڑیا ہے۔

---

[۱] عن ابن عباس، عن رسول الله صلى الله عليه وسلم قال: " ما من آدمي إلا في رأسه حكمة بيد ملك، فإذا تواضع قيل للملك: ارفع حكمته، وإذا تكبر قيل للملك: ضع حكمته (المعجم الكبير للطبراني،رقم الحديث ١٢٩٣٩)

قال الهيثمي: رواه الطبراني وإسناده حسن (مجمع الزوائد، تحت رقم الحديث ١٣٠٦٩)

وقال المنذري: رواه الطبراني والبزار بنحوه من حديث أبي هريرة وإسنادهما حسن (الترغيب و الترهيب، تحت رقم الحديث ٤٣٩٦)

Idara Ghufran

درسِ حدیث

مفتی محمد رضوان

احادیثِ مبارکہ کی تفصیل وتشریح کا سلسلہ

للّٰہی تعلق ومحبت والوں کی شفاعت وفضیلت

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کی ایک لمبی حدیث میں روایت ہے کہ:

وَإِذَا رَأَوْا أَنَّهُمْ قَدْ نَجَوْا، فِي إِخْوَانِهِمْ، يَقُولُونَ: رَبَّنَا إِخْوَانُنَا، كَانُوا يُصَلُّونَ مَعَنَا، وَيَصُومُونَ مَعَنَا، وَيَعْمَلُونَ مَعَنَا، فَيَقُولُ اللَّهُ تَعَالَى: اذْهَبُوا، فَمَنْ وَجَدْتُمْ فِي قَلْبِهِ مِثْقَالَ دِينَارٍ مِنْ إِيمَانٍ فَأَخْرِجُوهُ، وَيُحَرِّمُ اللَّهُ صُوَرَهُمْ عَلَى النَّارِ، فَيَأْتُونَهُمْ وَبَعْضُهُمْ قَدْ غَابَ فِي النَّارِ إِلَى قَدَمِهِ، وَإِلَى أَنْصَافِ سَاقَيْهِ، فَيُخْرِجُونَ مَنْ عَرَفُوا، ثُمَّ يَعُودُونَ، فَيَقُولُ: اذْهَبُوا فَمَنْ وَجَدْتُمْ فِي قَلْبِهِ مِثْقَالَ نِصْفِ دِينَارٍ فَأَخْرِجُوهُ، فَيُخْرِجُونَ مَنْ عَرَفُوا، ثُمَّ يَعُودُونَ، فَيَقُولُ: اذْهَبُوا فَمَنْ وَجَدْتُمْ فِي قَلْبِهِ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ مِنْ إِيمَانٍ فَأَخْرِجُوهُ، فَيُخْرِجُونَ مَنْ عَرَفُوا " (بخاری، رقم الحدیث ۷۴۳۹)

ترجمہ: جب (پل صراط سے بحفاظت نجات پا جانے والے مومن) دیکھیں گے کہ اپنے مومن بھائیوں میں سے، انہیں نجات مل گئی ہے، تو کہیں گے کہ اے ہمارے رب (دنیا میں) کچھ ہمارے مومن بھائی تھے، جو کہ ہمارے ساتھ نماز پڑھتے تھے اور روزہ رکھتے تھے اور ہمارے ساتھ (فلاں فلاں نیک) کام کیا کرتے تھے (مگر وہ اپنی بعض بداعمالیوں کی وجہ سے سزا پانے کے لیے جہنم میں ہوں گے) تو اللہ تعالیٰ فرمائے گا کہ جاؤ جس کے دل میں ایک دینار کے برابر ایمان پاؤ، اسے جہنم سے نکال لو اور اللہ ان کی صورتوں کو آگ پر حرام کردے گا، چنانچہ وہ لوگ ان کے پاس آئیں گے، اس حال میں کہ بعض لوگ قدم تک اور بعض آدھی نصف پنڈلیوں تک آگ میں ڈوبے ہوں گے، جن کو یہ پہچانیں گے، ان کو جہنم سے نکال لیں گے، پھر دوبارہ آئیں گے تو اللہ

تعالیٰ فرمائے گا کہ جاؤاور جس کے دل میں نصف دینار کے برابر ایمان پاؤ، اسے جہنم سے نکال لو، چنانچہ وہ جن کو پہچانیں گے، ان کو نکال لیں گے، پھرلوٹ آئیں گے، تو اللہ تعالیٰ فرمائے گا، جاؤ جس کے دل میں ذرہ برابر ایمان پاؤ، اسے بھی نکال لو، چنانچہ وہ جن کو پہچانیں گے، ان کونکال لیں گے (بخاری)

اس سے معلوم ہوا کہ چندلوگوں کا ایک دوسرے کے ساتھ مل کر دین کا کام کرنا، اورایک دوسرے کے ساتھ دین کی وجہ سے تعلق رکھنا، آخرت میں کام آئے گا، اور اگر ان میں سے کسی ایک کی بداعمالیوں کی وجہ سے مواخذہ ہوگا، تو اس کے دوسرے ساتھی آخرت میں اس کی شفاعت کریں گے، جس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ دین کے لیے ایک دوسرے سے تعلق ومحبت رکھنا بہت عظیم عمل ہے۔اسی وجہ سے کئی احادیث میں، اللہ کے لیے محبت رکھنے کے اور بھی کئی عظیم الشان فضائل آئے ہیں، بشرطیکہ یہ للّٰہی محبت کسی دنیاوی غرض اور بالخصوص غرضِ فاسد پرمبنی نہ ہو۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: إِنَّ اللهَ يَقُولُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ: أَيْنَ الْمُتَحَابُّونَ بِجَلَالِي، الْيَوْمَ أُظِلُّهُمْ فِي ظِلِّي يَوْمَ لَا ظِلَّ إِلَّا ظِلِّي (مسلم، رقم الحديث ٢٥٦٦ "٣٧"، مسند احمد، رقم الحديث ٧٢٣١)

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ قیامت کے دن، اللہ فرمائے گا کہ کہاں ہیں میری عظمت وجلال کی وجہ سے آپس میں محبت کرنے والے؟ آج کے دن میں ان کو اپنے سائے میں جگہ عطا کروں گا، یہ ایسا دن ہے کہ میرے سائے کے علاوہ کوئی سایہ نہیں (مسلم، مسند احمد)

اس حدیث سے اللہ کی رضا کے لیے آپس میں محبت کرنے کی عظیم فضیلت معلوم ہوئی۔

حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ:

حَقَّتْ مَحَبَّتِي لِلْمُتَحَابِّينَ فِيَّ، وَحَقَّتْ مَحَبَّتِي لِلْمُتَزَاوِرِينَ فِيَّ، وَحَقَّتْ مَحَبَّتِي لِلْمُتَبَاذِلِينَ فِيَّ، وَحَقَّتْ مَحَبَّتِي لِلْمُتَصَافِينَ فِيَّ

الْمُتَوَاصِلِيْنَ(مسند احمد، رقم الحديث ٢٢٠٠٢)

ترجمہ: (اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ) میری محبت ان لوگوں کے لئے ثابت ہوچکی ہے، جو صرف میری وجہ (یعنی میرے حکم) سے ایک دوسرے سے محبت رکھتے ہیں، اور میری محبت ان لوگوں کے لئے ثابت ہوچکی ہے، جوصرف میری وجہ (یعنی میرے حکم) سے ایک دوسرے کی زیارت کرتے ہیں، اور میری محبت ان لوگوں کے لئے ثابت ہوچکی ہے، جوصرف میری وجہ (یعنی میرے حکم) سے ایک دوسرے پر خرچ کرتے ہیں، اور میری محبت ان لوگوں کے لئے ثابت ہوچکی ہے، جوصرف میری وجہ (یعنی میرے حکم) سے صف بصف (نماز و جہاد اور دوسرے اجتماعی دین کے کاموں میں) کھڑے ہوتے ہیں، اور ایک دوسرے سے صلہ (یعنی جوڑ وتعلق) رکھتے ہیں (مسند احمد)

مذکورہ حدیث میں ایک دوسرے سے للّٰہی محبت اور اس کے تقاضوں پر عمل کرنے والوں کی عظیم فضیلت معلوم ہوئی۔

حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: إِنَّ لِلّٰهِ عِبَادًا يُجْلِسُهُمْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ عَلٰى مَنَابِرَ مِّنْ نُوْرٍ، يَغْشَى وُجُوْهَهُمُ النُّوْرُ، وَيُلْقٰى عَنْهُمُ السَّيِّئَاتُ حَتّٰى يَفْرَغَ اللّٰهُ مِنْ حِسَابِ الْخَلَائِقِ قِيْلَ: مَنْ هُمْ؟ قَالَ: اَلْمُتَحَابُّوْنَ فِي اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ(مسند الشاميين للطبراني، رقم الحديث ٨٢٦)

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ اپنے کچھ بندوں کو قیامت کے دن نور کے منبروں پر بٹھائے گا، ان کے چہروں کو نور ڈھانپ لے گا، اور ان سے برائیوں (اور قیامت کی سختیوں) کو ہٹالیا جائے گا، یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ مخلوق کے حساب سے فارغ ہوجائے، عرض کیا گیا کہ وہ کون لوگ ہوں گے؟ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ عزوجل کے لئے محبت کرنے والے (طبرانی)

مذکورہ احادیث و روایات سے معلوم ہوا کہ یہ فضیلت اللہ عزوجل کے لئے مخلصانہ محبت کرنے

والوں کے حق میں وارِد ہے۔

اور اللہ کے لئے محبت کرنے والوں کا مفہوم عام ہے، جس میں اس محبت کے تقاضے کی بنیاد پر ایک دوسرے کی زیارت کرنا بھی داخل ہے۔

بعض دوسری روایات میں اللہ کے لیے ایک دوسرے مسلمان کی زیارت کرنے کی بھی عظیم فضیلت آئی ہے، کیونکہ اس میں بھی دوسرے مسلمان سے اللہ کے لیے محبت کرنا پایا جاتا ہے۔

چنانچہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ:

أَنَّ رَجُلًا زَارَ أَخًا لَهُ فِي قَرْيَةٍ أُخْرٰى، فَأَرْصَدَ اللّٰهُ لَهُ، عَلٰى مَدْرَجَتِهِ، مَلَكًا فَلَمَّا أَتٰى عَلَيْهِ، قَالَ: أَيْنَ تُرِيْدُ؟ قَالَ: أُرِيْدُ أَخًا لِيْ فِيْ هٰذِهِ الْقَرْيَةِ، قَالَ: هَلْ لَّكَ عَلَيْهِ مِنْ نِعْمَةٍ تَرُبُّهَا؟ قَالَ: لَا، غَيْرَ أَنِّيْ أَحْبَبْتُهُ فِي اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ، قَالَ: فَإِنِّيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ إِلَيْكَ، بِأَنَّ اللّٰهَ قَدْ أَحَبَّكَ كَمَا أَحْبَبْتَهُ فِيْهِ (صحیح مسلم) [1]

ترجمہ: ایک آدمی کسی دوسری بستی میں اپنے بھائی کی زیارت کے لئے گیا، تو اللہ نے اس کے لئے آگے ایک فرشتہ کو بھیجا، جب وہ شخص فرشتہ کے پاس سے گزرا، تو فرشتے نے کہا کہ آپ کہاں جانا چاہتے ہیں؟ تو اس نے کہا کہ میں اس بستی میں اپنے بھائی کے پاس جانا چاہتا ہوں، فرشتے نے کہا کہ کیا آپ کا اس پر کوئی احسان ہے، جس کا آپ بدلہ چاہتے ہو؟ تو اس نے کہا کہ نہیں، سوائے اس کے کہ میں اس سے اللہ عزوجل کے لئے (نہ کہ دنیاوی اور نفسانی غرض سے) محبت رکھتا ہوں، اس فرشتے نے کہا کہ میں آپ کی طرف اللہ کا قاصد بن کر آیا ہوں، بے شک اللہ آپ سے اسی طرح محبت فرماتا ہے، جس طرح آپ اپنے اس بھائی سے (مخلصانہ اور بے غرض) محبت کرتے ہو (مسلم)

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

---

[1] رقم الحدیث ۲۵۶۷ "۳۸"، کتاب البر و الصلة و الآداب، باب فی فضل الحب فی الله.

أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: مَا مِنْ عَبْدٍ مُسْلِمٍ أَتٰى أَخًا لَهُ يَزُوْرُهُ فِي اللّٰهِ إِلَّا نَادَاهُ مُنَادٍ مِّنَ السَّمَاءِ: أَنْ طِبْتَ، وَطَابَتْ لَكَ الْجَنَّةُ، وَإِلَّا قَالَ اللّٰهُ فِي مَلَكُوْتِ عَرْشِهٖ: زَارَ فِيَّ وَعَلَيَّ قِرَاهُ، فَلَمْ أَرْضَ لَهُ بِقِرًى دُوْنَ الْجَنَّةِ (مسند ابی یعلیٰ الموصلی) [1]

ترجمہ: نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو مسلمان بندہ بھی اپنے بھائی کی اللہ کی رضا کی خاطر زیارت کرنے کے لئے آتا ہے، تو آسمان سے ندا دینے والا یہ ندا دیتا ہے کہ تو خوش نصیب ہے، اور جنت تیرے لیے خوب ہے، نیز یہ بھی کہ اللہ اپنے عرش کے فرشتوں سے فرماتا ہے کہ میری رضا کے لئے اس نے زیارت کی ہے، اور میرے ذمہ ہی اس کی مہمانی ہے، اور میں اس کے لئے جنت کے علاوہ کسی مہمانی کو پسند نہیں کرتا (ابو یعلیٰ، بزار)

پیچھے احادیث میں اللہ کی رضا کے لیے ایک دوسرے پر خرچ کرنے والوں کی بھی فضیلت گزر چکی، یہ بھی ایک دوسرے سے للّٰہی محبت کی ایک شکل ہے، اور اس میں ایک دوسرے کی اخلاص سے دعوت اور تعاون اور ہدیہ لینا دینا بھی داخل ہے، اسی لیے حدیث میں ہدیہ کے لین دین کو آپس میں محبت پیدا ہونے کا ذریعہ بتلایا گیا ہے (مسند احمد، رقم الحدیث ۹۲۵۰)

مذکورہ احادیث و روایات سے کسی مسلمان بھائی کی اللہ کی رضا کے لیے زیارت کرنے کی عظیم فضیلت معلوم ہوئی۔

اور یہ بات پہلے ذکر کی جا چکی ہے کہ مذکورہ فضیلت اللہ کے لیے مخلصانہ محبت رکھنے والوں کے لیے ہے، کیونکہ مومن کا کسی سے محبت یا بغض رکھنا صرف اللہ ہی کے لیے ہونا چاہئے، اور اس کو احادیث کو میں کامل اور مضبوط ایمان کی نشانی اور محبوب ترین عمل بتلایا گیا ہے۔ [2]

---

[1] رقم الحدیث ۴۱۴۰، ج۷ص۱۶۶، مسند انس بن مالک، مسند البزار، رقم الحدیث ۶۴۶۶.

[2] عن أبي أمامة، عن رسول الله صلى الله عليه وسلم أنه قال: من أحب لله، وأبغض لله، وأعطى لله، ومنع لله فقد استكمل الإيمان (سنن ابی داؤد، رقم الحدیث ۴۶۸۱)

قال شعيب الارنؤوط:

حديث صحيح، وهذا إسناده حسن (حاشية سنن ابی داؤد)

مقالات ومضامین

مفتی محمد رضوان

فقہی اختلافی مسائل میں شاہ ولی اللہ کا موقف (قسط1)

حضرت شاہ ولی اللہ صاحب محدث دہلوی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ:

أَن أَكثـر صورالخلاف بَين الْفُقَهَاء لَا سِيمَا فِي الْمسَائِل الَّتِي ظهر فِيهَا أَقْوَال الصَّحَابَة فِي الْجَانِبَيْنِ كتكبيرات التَّشْرِيق وتكبيرات الْعِيدَيْنِ وَنِكَاح الْمحرم وَتشهد ابْن عَبَّاس وَابْن مَسْعُود والإخفاء بالبسملة وبآمين والاشفاع والايتار فِي الْإِقَامَة وَنَحْو ذَلِك انما هُوَ فِي تَرْجِيح أحد الْقَوْلَيْنِ.وَكَانَ السّلف لَا يَخْتَلِفُونَ فِي أصل الْمَشْرُوعِيَّة وانما كَانَ خلافهم فِي أولى الْأَمريْنِ وَنَظِيره اخْتِلَاف الْقُرَّاء فِي وُجُوه الْقرَاءَات وَقد عللوا كثيرا من هَذَا الْبَاب بِأَن الصَّحَابَة مُخْتَلِفُونَ وَأَنَّهُمْ جَمِيعًا على الْهدى وَلذَلِك لم يزل الْعلمَاء يجوزون فَتَاوَى الْمُفْتِينَ فِي الْمسَائِل الاجتهادية ويسلمون قَضَاء الْقُضَاة ويعملون فِي بعض الأحيان بِخِلَاف مَذْهَبهم وَلَا ترى أَئِمَّة الْمذَاهب فِي هَذِه الْمَوَاضِع إِلَّا وهم يصححون القَوْل ويبينون الْخلاف يَقُول أحدهم هَذَا أحوط وَهَذَا هُوَ الْمُخْتَار وَهَذَا أحب إِلَيّ وَيَقُول مَا بلغنَا الا ذَلِك وَهَذَا كثير فِي الْمَبْسُوط وآثار مُحَمَّد رَحمَه الله وَكَلَام الشَّافِعِي رَحمَه الله.ثمَّ خلف من بعدهمْ خلف اختصروا كَلَام الْقَوْم فتأولوا الْخلاف وثبتوا على مُخْتَار أئمتهم وَالَّذِي يرْوى عَن السّلف من تَأْكِيد الْأَخْذ بِمذهب أَصْحَابهم وَألا يخرج عَنْهَا بِحَال فان ذَلِك إِمَّا لأمر جبلي فان كل إِنْسَان يحب مَا هُوَ مُخْتَار أَصْحَابه وَقَومه حَتَّى فِي الزي والمطاعم أَو لصولة نَاشِئَة من مُلَاحظَة الدَّلِيل أَو لنَحْو ذَلِك من الْأَسْبَاب فَظَنهُ

الْبَعْض تعصبا دينيا حاشاهم من ذَلِك. وَقد كَانَ فِي الصَّحَابَة وَالتَّابِعين وَمن بعدهمْ من يقْرَأ الْبَسْمَلَة وَمِنْهُم من لَا يقرؤها وَمِنْهُم من يجْهر بهَا وَمِنْهُم من لَا يجْهر بهَا وَكَانَ مِنْهُم من يقنت فِي الْفجْر وَمِنْهُم من لَا يقنت فِي الْفجْر وَمِنْهُم من يتَوَضَّأ من الْحجامَة والرعاف والقيء وَمِنْهُم من لَا يتَوَضَّأ من ذَلِك وَمِنْهُم من يتَوَضَّأ من مس الذّكر وَمَسّ النِّسَاء بِشَهْوَة وَمِنْهُم من لَا يتَوَضَّأ من ذَلِك وَمِنْهُم من يتَوَضَّأ مِمَّا مسته النَّار وَمِنْهُم من لَا يتَوَضَّأ من ذَلِك وَمِنْهُم من يتَوَضَّأ من أكل لحم الابل وَمِنْهُم من لَا يتَوَضَّأ من ذَلِك. مَعَ هَذَا فَكَانَ فعضهم يُصَلِّي خلف بعض مثل مَا كَانَ أَبُو حنيفَة وَأَصْحَابه وَالشَّافِعِيّ وَغَيرهم رَضِي الله عَنْهُم يصلونَ خلف أَئِمَّة الْمَدِينَة من الْمَالِكِيَّة وَغَيرهم وان كَانُوا لَا يقرؤون الْبَسْمَلَة لَا سرا وَلَا جهرا وَصلى الرشيد إِمَامًا وَقد احْتجم فصلى الإِمَام أَبُو يُوسُف خَلفه وَلم يعد وَكَانَ أفتاه الامام مَالك بِأَنَّهُ لَا وضوء عَلَيْهِ. وَكَانَ الإِمَام أَحْمد بن حَنْبَل يرى الْوضُوء من الرعاف والحجامة فَقيل لَهُ فان كَانَ الامام قد خرج مِنْهُ الدَّم وَلم يتَوَضَّأ هَل تصلى خَلفه فَقَالَ كَيفَ لَا أُصَلِّي خلف الامام مَالك وَسَعِيد بن الْمسيب. وَرُوِيَ أَن أَبَا يُوسُف وَمُحَمّد كَانَا يكبران فِي الْعِيدَيْنِ تَكْبِير ابْن عَبَّاس لِأَن هَارُون الرشيد كَانَ يحب تَكْبِير جده. وَصلى الشَّافِعِي رَحمَه الله الصُّبْح قَرِيبا من مَقْبرَة أبي حنيفَة رَحمَه الله فَلم يقنت تأدبا مَعَه وَقَالَ أَيْضا رُبمَا انحدرنا إِلَى مَذْهَب أهل الْعرَاق. وَقَالَ مَالك رَحمَه الله للمنصور وَهَارُون الرشيد مَا ذكرنَا عَنهُ سَابِقًا. وَفِي الْبَزَّازِيَّة عَن الامام الثَّانِي وَهُوَ أَبُو يُوسُف رَحمَه الله أَنه صلى يَوْم الْجُمُعَة مغتسلا من الْحمام وَصلى بِالنَّاسِ وَتَفَرَّقُوا ثمَّ أخبر بِوُجُود فَأْرَة ميتَة فِي بِئْر الْحمام فَقَالَ إِذا تَأْخُذ

بِقول إِخْوَانِنَا من أهل الْمَدِينَة اذا بلغ المَاء قُلَّتَيْنِ لم يحمل خبثا انْتهى. وَسُئِلَ الامام الخجندى رَحمَه الله عَن رجل شَافِعِيّ الْمَذْهَب ترك صَلَاة سنة أَو سنتَيْن ثمَّ انْتقل إِلَى مَذْهَب أبى حنيفَة رَحمَه الله كَيفَ يجب عَلَيْهِ الْقَضَاء أيقضيها على مَذْهَب الشَّافِعِي أَو على مَذْهَب أبي حنيفَة فَقَالَ على أَى الْمذهبين قضى بعد أَن يعْتَقد جَوَازهَا جَازَ. وفي جامع الفتاوى أنه إن قال حنفي إن تزوجت فلانة فهي طالق ثلاثا ثم استفتى شافعيا فأجاب إنها لا تطلق ويمينه باطل فلا بأس باقتدائه بالشافعي في هذه المسألة لأن كثيرا من الصحابة في جانبه

(الانصاف فی بیان اسباب الاختلاف ،ص۱۰۸ الیٰ ۱۱۰ ،باب حکایة حال الناس قبل المائة الرابعة وبیان سبب الاختلاف بین الأوائل والأواخر فی الانتساب الخ)

ترجمہ: فقہائے کرام کے درمیان اختلاف کی اکثر صورتیں خاص طور پر ان مسائل میں، جن میں صحابۂ کرام کے درمیان بھی جانبین میں اختلاف تھا، جیسا کہ تکبیراتِ تشریق اور تکبیراتِ عیدین کی تعداد، اور احرام کی حالت میں نکاح ہونے کا مسئلہ، اور ابنِ عباس اور ابنِ مسعود رضی اللہ عنہما کا تشہد، اور بسم اللہ اور آمین کا آہستہ پڑھنا، اور اقامت کا جفت اور طاق کہنا، اور اس طرح کے دیگر دوسرے مسائل کہ ان میں دو قولوں میں سے ایک کے راجح ہونے میں اختلاف ہے۔ اور (واقعہ یہ ہے کہ) سلف کا ان مسائل کے مشروع اور جائز ہونے میں اختلاف نہیں تھا، بلکہ ان کا اختلاف دونوں کاموں میں سے ایک کے بہتر ہونے میں تھا، جس کی نظیر قرائت کے طریقوں میں قراء کا اختلاف ہے، اور فقہائے کرام نے اس باب میں اکثر یہ علت بیان کی ہے کہ صحابۂ کرام کا ان مسائل میں اختلاف تھا، جبکہ واقعہ یہ ہے کہ تمام کے تمام صحابۂ کرام ہدایت پر تھے، اور اسی وجہ سے علمائے کرام ہمیشہ اجتہادی مسائل میں مختلف مفتیوں کے فتاویٰ کو جائز قرار دیتے رہے، اور مختلف قاضیوں کے فیصلے تسلیم کرتے رہے، اور بعض

اوقات اپنے مذہب کے خلاف پر بھی عمل کرتے رہے، اور اس طرح کے مسائل میں ائمۂ مذاہب ایک قول کی تصحیح کرتے ہیں، اور اختلاف کو بیان کرتے ہیں، کوئی یہ کہتا ہے کہ یہ احوط قول ہے، کوئی کہتا ہے کہ یہ مختار قول ہے، کوئی کہتا ہے کہ یہ قول مجھے زیادہ پسند ہے، کوئی کہتا ہے کہ ہمیں یہی بات پہنچی ہے، مبسوط اور امام محمد اور امام شافعی رحمہما اللہ کے کلام میں کثرت سے یہ چیز پائی جاتی ہے۔ پھر ان (معتدل وانصاف پسند لوگوں) کے بعد وہ لوگ آ گئے، جنہوں نے اپنی قوم (یعنی اپنے مسلک کے فقہاء) کے کلام پر اختصار کیا، اور انہوں نے اختلاف کی تاویل کی، اور جس بات کو ان کے ائمہ نے مختار قرار دیا، وہ اس پر جم گئے، اور جو بات ان کے سلف سے مروی ہے کہ اپنے اصحاب کے مذہب کو مضبوطی سے پکڑیں، اور اس سے کسی حال میں نہ نکلیں، تو یہ ایک فطری امر ہے، کیونکہ ہر انسان اس چیز کو پسند کرتا ہے، جو اس کے اصحاب اور قوم کا پسندیدہ ہوتا ہے، یہاں تک کہ رہن سہن اور کھانے پینے میں یا کسی دلیل کے ملاحظہ کرنے کے بعد کوئی نتیجہ ظاہر ہونے میں، یا اسی طریقہ کے دوسرے اسباب میں، پس بعض نے اس کو دینی تعصب خیال کرلیا (اور وہ تعصب کی بنیاد پر ان مسائل کو بیان ونقل کرنے لگے) جس سے سلف وفقہاء پاک ہیں۔ اور صحابہ اور تابعین میں اور ان کے بعد ایسے حضرات تھے کہ بعض نماز میں بسم اللہ کی قرائت کرتے تھے، اور بعض نہیں کرتے تھے، اور بعض بلند آواز سے قرائت کرتے تھے، اور بعض بلند آواز سے نہیں کرتے تھے، اور بعض فجر میں قنوت پڑھتے تھے، اور بعض فجر میں قنوت نہیں پڑھتے تھے، اور بعض حجامہ اور نکسیر اور قے سے وضو ٹوٹنے کے قائل تھے، اور بعض ان چیزوں سے وضو ٹوٹنے کے قائل نہیں تھے، اور بعض عضوِ تناسل کو چھونے اور عورتوں کو شہوت سے چھونے سے وضو ٹوٹنے کے قائل تھے، اور بعض ان چیزوں سے وضو ٹوٹنے کے قائل نہیں تھے، اور بعض آگ پر پکی ہوئی چیز کے کھانے سے وضو ٹوٹنے کے قائل تھے، اور بعض اس سے وضو ٹوٹنے کے قائل نہیں تھے، اور بعض اونٹ کے گوشت کو کھانے سے وضو ٹوٹنے کے قائل تھے، اور بعض

اس سے وضوٹوٹنے کے قائل نہیں تھے۔اس کے باوجود وہ ایک دوسرے کے پیچھے نماز پڑھا کرتے تھے، جیسا کہ امام ابوحنیفہ اور آپ کے اصحاب اور امام شافعی وغیرہ، مالکیہ وغیرہ، ائمہٴ مدینہ کے پیچھے نماز پڑھا کرتے تھے، جبکہ وہ حضرات بسم اللہ نہ تو سراً پڑھتے تھے، اور نہ جہراً، اور ہارون الرشید نے حجامہ کرانے کے بعد (وضو کیے بغیر) نماز میں امامت کرائی، اور امام ابو یوسف نے ان کے پیچھے نماز پڑھی، اور اس کا اعادہ نہیں کیا، اور امام مالک نے ہارون الرشید کو یہ فتویٰ دیا تھا کہ حجامہ کرنے کے بعد وضو نہیں ٹوٹتا۔

اور امام احمد بن حنبل نکسیر اور حجامہ سے وضوٹوٹنے کے قائل تھے (جبکہ فاحش خون نکلے) ان سے کہا گیا کہ اگر امام کا خون نکل جائے، اور وہ وضو نہ کرے، تو کیا آپ اس کے پیچھے نماز پڑھ لیں گے، تو امام احمد بن حنبل نے فرمایا کہ میں امام مالک اور سعید بن مسیّب کے پیچھے کیسے نماز نہ پڑھوں گا (جو کہ نکسیر اور حجامہ کرانے پر بہت زیادہ خون نکلنے سے وضوٹوٹنے کے قائل نہیں) اور امام ابو یوسف اور امام محمد کے بارے میں مروی ہے کہ وہ عیدین کی نماز میں ابنِ عباس کی تکبیرات کہتے تھے (جن کی مقدار حنفیہ کی معروف چھ تکبیرات سے زیادہ تھی) کیونکہ ہارون الرشید اپنے دادا کی تکبیر کو پسند کیا کرتا تھا۔اور امام شافعی رحمہ اللہ نے امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کی قبر کے قریب فجر کی نماز پڑھی، تو انہوں نے امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کے ادب میں قنوت نہیں پڑھا، اور فرمایا کہ بعض اوقات ہم اہلِ عراق کے مذہب کی طرف عدول کر لیتے ہیں۔اور امام مالک رحمہ اللہ نے منصور اور ہارون الرشید سے جو کچھ فرمایا، وہ ہم پہلے ذکر کر چکے ہیں۔اور بزازیہ میں ہے کہ حنفیہ کے دوسرے امام یعنی امام ابو یوسف رحمہ اللہ کے بارے میں یہ مروی ہے کہ انہوں نے جمعہ کے دن حمام سے غسل کر کے لوگوں کو نماز پڑھائی، اور لوگ چلے گئے، پھر (امام ابو یوسف کو) یہ خبر دی گئی کہ حمام کے کنویں میں مرا ہوا چوہا پایا گیا ہے، تو امام ابو یوسف نے فرمایا کہ تو ہم اس صورت میں اپنے اہلِ مدینہ کے بھائیوں کے قول پر عمل کریں گے کہ جب پانی ''قلتین'' (یعنی دو بڑے مٹکوں) کی مقدار کو پہنچ جائے، تو وہ

ناپاک نہیں ہوتا، بزازیہ کی بات ختم ہوئی۔اورامام خجندی رحمہ اللہ سے شافعی المذہب شخص کے بارے میں سوال کیا گیا، جس نے ایک یا دوسال تک نماز چھوڑے رکھی، پھر وہ امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کے مذہب کی طرف منتقل ہوگیا کہ اس پر نماز کی قضاء کس طرح واجب ہوگی، کیا وہ امام شافعی کے مذہب کے طریقہ پر قضاء نماز پڑھے گا، یا امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کے مذہب کے طریقہ پر قضاء نماز پڑھے گا؟ توانہوں نے جواب میں کہا کہ جس مذہب کے مطابق بھی نماز ادا کرلے گا، جبکہ اس کے جائز ہونے کا اعتقاد رکھتا ہو، تو نماز درست ہوجائے گی، اور جامعُ الفتاویٰ میں ہے کہ اگر کوئی حنفی یہ کہے کہ اگر میں نے فلانی عورت سے نکاح کیا تو اسے تین طلاق ہیں، پھراس نے شافعی سے فتویٰ لیا، جس نے اسے یہ فتویٰ دیا کہ اس کی بیوی کو طلاق نہیں ہوگی، اوراس کی یہ شرط باطل ہوگی، تواس مسئلہ میں اس کو شافعی عالم کی اقتداء کرنے میں کوئی حرج نہیں، کیونکہ بہت سے صحابہ اسی جانب ہیں (الانصاف)

معلوم ہوا کہ فقہی مذاہب یا مسالک کے درمیان جو اختلاف ہے، وہ بہت قریب کا ہے، ان میں شدت یا جمود اختیار کرنا اور ایک دوسرے کی ٹانگیں کھینچنے کا طرزِعمل اپنانا درست نہیں۔

مولانا سید ابوالحسن علی ندوی صاحب رحمہ اللہ، حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمہ اللہ کے تجدیدی کارناموں کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ:

’’ہر مذہب کے پیرو اپنے مذہب کے متعلق یہ خیال قائم کیے ہوئے تھے کہ ان کے مذہب کا سو فیصدی صحیح ہونا تو اصل حقیقت ہے، باقی بشریت کی بناء پر غلطی کا امکان ضرور ہے، کسی نے اس طرزِفکر کو بڑے بلیغ انداز میں اس جملہ سے ادا کیا ہے:

’’مذہبنا صواب یحتمل الخطاء، ومذہب غیرنا خطاء، یحتمل الصواب‘‘

(ہمارا مذہب اصل میں تو درست اور حق ہے، خطاء کا احتمال ہے، اور دوسرے کا مذہب اصلاً ناصواب ہے، صحت کا احتمال ہے) اس طرزِفکر کا نتیجہ یہ تھا کہ مذاہبِ اربعہ (حنفی،

مالکی، شافعی، حنبلی) کے درمیان (جن کو امت نے عام طور پر سندِ قبول عطا کی، اور جن کے متعلق اہلِ حق واہلِ علم کے درمیان شروع سے یہ اصولی طور پر تسلیم کیا جاتا رہا ہے کہ حق ان میں دائر ہے، ان کے بانی اور مؤسس ائمۃ الھدیٰ اور امت کے پیشوا تھے، اور یہ مذاہبِ حقانی ہیں) خلیج روز بروز عمیق اور وسیع ہوتی چلی جارہی تھی، ان پر عمل کرنے والوں کے درمیان اختلاف، منافرت تک اور بحث ومناظرہ بعض اوقات مجادلہ اور مقاتلہ تک پہنچ جاتا تھا، اس سے زیادہ سخت معاملہ ان اہلِ علم کے ساتھ ہوتا تھا، جو کلی یا جزئی طور پر عبادات میں حدیث پر عمل شروع کردیتے تھے، اس کی ایک مثال اسی بارہویں صدی کے ایک سلفی عالم ومحدث مولانا شیخ محمد فاخر زائرالہ آبادی (1120ھ تا 1164ھ) ہیں، جو (بعض مصنفین کی روایت کے مطابق) اپنے اتباعِ حدیث وسلفیت کی وجہ سے عوام کی ناراضگی کا نشانہ بنے۔ حضرت شاہ ولی اللہ صاحب رحمہ اللہ کے مجددانہ کارناموں میں ایک کارنامہ اور خدمتِ حدیث اور انتصار للسنة ہی کے سلسلۂ زریں کی ایک اہم کڑی ان کی فقہ وحدیث میں تطبیق کی اور پھر مذاہبِ اربعہ میں جمع وتالیف کی کوشش تھی، اس سے اس بشارتِ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کی تصدیق ہوتی ہے، جس میں کہا گیا تھا کہ "تم سے خدا اس امت کی شیرازہ بندی کے خاص نوع کا کام لے گا" (تاریخ دعوت وعزیمت، حصہ پنجم، ص۱۹۷، ۱۹۸، باب ششم: بعنوان "تطبیق بین الفقہ الحدیث، مطبوعہ: مجلس نشریاتِ اسلام، کراچی)

حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمہ اللہ نے جو تجدیدی کارنامہ انجام دیا تھا، آج برِّ صغیر اور پاک وہند کے مختلف سلسلے ان ہی کی فکر پر قائم ہونے کا دعویٰ کرتے ہیں، لیکن اس کی حقیقت سے دور ہیں، بلکہ جو کوئی حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمہ اللہ کے اس تجدیدی کارنامہ کو پیش کرے، یا اپنائے، الٹا اس کو ہی موردِ الزام ٹھہرایا جاتا ہے، اور خود ذرا ذرا سے فروعی مسائل میں امت کے شیرازہ کو منتشر کیا جاتا ہے، مباحثے، مجادلے، اور "العیاذ باللہ" سب وشتم اور ایک دوسرے کی مار پیٹ سب منکرات تک کو برداشت کیا جاتا ہے۔

(جاری ہے..........)

مقالات ومضامین

مفتی محمد رضوان

افادات وملفوظات

نیو اسلام آباد ائیر پورٹ پر نمازِ قصر کا حکم

(16/ جمادی الاولیٰ/1440ہجری 23/ جنوری/2019عیسوی، بروز بدھ)

اب سے کچھ عرصہ پہلے تک اسلام آباد انٹرنیشنل ائیر پورٹ ''چکلالہ ائیر بیس'' کے ساتھ ملحق تھا، جو کہ راولپنڈی کی شہری حدود میں داخل تھا اور اسی کے مطابق اس کا حکم بیان کیا جاتا تھا، لیکن اب کچھ عرصہ قبل اسلام آباد کا انٹرنیشنل ائیر پورٹ دوسری جگہ تعمیر ہو گیا ہے، اور اکثر جہاز وہاں سے ہی پرواز کرتے اور اترتے ہیں، البتہ کچھ مخصوص جہازوں کی آمد ورفت چکلالہ ایئر بیس کے ایئر پورٹ پر بھی ہوتی ہے۔

اسلام آباد کا موجودہ یا نیو انٹرنیشنل ائیر پورٹ جس جگہ قائم ہوا ہے، وہ جگہ تاحال اسلام آباد کی شہری حدود اور راولپنڈی کی شہری حدود، دونوں سے باہر ہے، اور دونوں شہروں کی آبادی کا اس ائیر پورٹ سے کسی طرف سے اتصال نہیں ہے، ممکن ہے کہ آئندہ جلد یا بدیر اتصال ہو جائے۔

اس لیے اب سوال پیدا ہوا کہ اس جدید اسلام آباد انٹرنیشنل ائیر پورٹ پر اسلام آباد اور راولپنڈی کے باشندوں کے شرعی مسافر ہونے کا حکم لگایا جائے یا مقیم ہونے کا حکم لگایا جائے؟

اس سلسلہ میں بعض اہلِ علم کی رائے یہ ہے کہ اس ائیر پورٹ کو اسلام آباد ائیر پورٹ کا نام ہونے کی وجہ سے اسلام آباد کی فِناء میں داخل مانا جائے، اور اسلام آباد شہر کے مقیم کو یہاں پر قصر وسفر کا حکم نہ دیا جائے۔

لیکن غور کرنے سے اس رائے کا راجح ہونا معلوم نہ ہو سکا، جس کی وجہ یہ ہے کہ اگر کوئی ائیر پورٹ کسی شہر یا آبادی کی حدود میں داخل ہو، یا اس کے ساتھ متصل ہو تو اس کو تو اس شہر وآبادی کا حکم دینے میں تامل نہ ہونا چاہیے۔

لیکن اگر وہ ائیرپورٹ نہ تو کسی شہر وآبادی کی حدود میں واقع ہے اور نہ ہی اس سے متصل ہے، تو صرف کسی شہر کے ائیرپورٹ کا نام ہونے کی وجہ سے اس کو اس شہر کا حصہ یا فناء قرار دینا درست اور راجح معلوم نہیں ہوتا، کیونکہ اولاً تو حنفیہ کے نزدیک سفر کے سلسلے میں فناء کو شہر کا حکم اس وقت حاصل ہوتا ہے، جب کہ وہ شہر کی آبادی سے متصل ہو، اگرچہ جمعہ کے قیام کی حیثیت سے وہ آبادی کا حصہ شمار ہوتا ہے، اور یہاں موجودہ ائیرپورٹ فی الوقت اسلام آباد یا راولپنڈی شہر کی آبادی میں داخل یا اس سے متصل نہیں۔

دوسرے ائیرپورٹ کی کسی شہر کی طرف نسبت مخصوص مصالح اور حکومتی انتظامات پر مبنی ہوتی ہے، جس سے اس کا اس شہر کا حصہ یا فناء ہونا لازم نہیں آتا۔

ورنہ تو دنیا میں بے شمار ائیرپورٹ ایسے ہیں کہ جو کسی شہر کے نام سے منسوب ہیں، لیکن وہ اس شہر سے سینکڑوں کلومیٹر کے فاصلہ پر واقع ہیں اور اس شہر اور ائیرپورٹ کے درمیان دوسری مستقل آبادیاں بھی واقع ہیں، جو نہ اس شہر کا حصہ اور نہ اس کی فناء ہیں اور ان حالات میں اس شہر سے بنیتِ سفر کسی جگہ جانے والا مسافر ہو جاتا ہے، جبکہ وہ آگے مسافتِ سفر پر جانا چاہتا ہو۔

علاوہ ازیں ائیرپورٹ کو کسی مخصوص شہر کے مصالح میں سے قرار دے کر اس کو اس مخصوص شہر کی فنا قرار دینا بھی درست نہیں، کیونکہ فناء کا تعلق اس مخصوص شہر کی مخصوص ضروریات ومصالح سے ہوتا ہے، جبکہ کسی علاقہ میں واقع ائیرپورٹ کا تعلق اس کے قرب وجوار کے مختلف شہروں اور آبادیوں کے مصالح سے ہوتا ہے۔ [1]

اسی وجہ سے جس طرح اس ائیرپورٹ سے اس مخصوص شہر کے لوگ اپنی سفری ضروریات پوری کرتے ہیں، اسی طرح قرب وجوار کے دوسرے شہروں اور آبادیوں کے مکین بھی پورے کرتے ہیں، اور ائیرپورٹ کو کسی مخصوص شہر یا آبادی کی طرف اس شہر کی شہرت یا علاقے کا مرکزی شہر ہونے وغیرہ کی وجہ سے منسوب کیا جاتا ہے، البتہ اگر وہ اس شہر کی آبادی کے اندر یا متصل ہو تو پھر اس کی طرف نام کی نسبت سے زیادہ قوی تعلق کی وجہ سے اس شہر کا حکم حاصل ہوتا ہے، جیسا کہ

---

[1] فی الخلاصة والخانية أنه الموضع المعد لمصالح المصر (البحر الرائق شرح كنز الدقائق، ج ۲، ص ۱۵۲، باب صلاة الجمعة)

گزرا۔لہٰذا اسلام آباد کے موجودہ اور نیو انٹرنیشنل ائیر پورٹ کو اسلام آباد یا راولپنڈی شہر کا حصہ یا فنا قرار دینا راجح معلوم نہیں ہوتا۔اب اصول وقواعد کا تقاضا یہ ہے کہ اسلام آباد اور راولپنڈی کا مقیم اگر سفرِ شرعی کی نیت سے اس ائیر پورٹ پر پہنچے تو مسافر ہو،اسی طرح اگر کوئی اسلام آباد یا راولپنڈی کا باشندہ سفر کرتے ہوئے اس ائیر پورٹ پر اترے تو وہ بھی مسافر ہو اور مذکورہ دونوں قسم کے افراد اس ائیر پورٹ پر نماز قصر کریں۔

لیکن دوسری طرف ایک مسئلہ یہ بھی ہے کہ ہوائی جہاز اس ائیر پورٹ پر اترنے سے پہلے بعض اوقات اسلام آباد یا راولپنڈی شہر کی فضائی حدود سے گزرتا ہے،اسی طرح اس ائیر پورٹ سے روانہ ہوتے وقت بھی اسلام آباد یا راولپنڈی کی شہری حدود سے گزر کر پھر آگے جاتا ہے،جس کی تصدیق اس ائیر پورٹ کے بعض کارندوں سے بھی ہوئی اور ائیر پورٹ کی طرف والی اسلام آباد اور راولپنڈی کی آبادی میں مشاہدہ کرنے سے بھی ہوئی۔

تاہم تمام جہازوں کے روانہ ہونے اور اترنے کے لیے یکساں قاعدہ وقانون مقرر نہیں ،اور نہ ہی اس کو مقرر کیا جانا عملاً ممکن ہے، کیونکہ موسم ،آب وہوا اور جہاز کے بڑا چھوٹا ہونے ، یا ائیر پورٹ کے مخصوص رن وے کے مشغول ہونے یا کسی دوسرے جہاز کے اس وقت اترنے یا روانہ ہونے یا اس طرح کی دوسری وجوہات کی بناء پر مختلف جہازوں کی پرواز کو اس وقت کی مخصوص مصلحت کی وجہ سے مختلف راستوں سے گزرنا اور مختلف سائز کے سرکل کاٹ کر بلندی پر پہنچنا پڑتا ہے۔

اور فقہائے کرام نے یہ مسئلہ بیان فرمایا ہے کہ اگر کوئی مقیم شخص سفر کی نیت سے نکلے ،لیکن شرعی مسافت کے طے کرنے سے پہلے اس کو اپنے وطنِ اصلی سے گزرنا پڑے،تو وہ مسافر نہ ہوگا، کیونکہ اس کا مسافتِ شرعی طے کرنے سے پہلے اپنے وطن میں داخل ہونا،اس کے مسافر ہونے کے لیے مانع ہے،اپنے وطنِ اصلی میں داخل ہونے والا بہرحال مقیم ہوجاتا ہے،خواہ اس کی نیت گزرنے کی ہو،ٹھہرنے کی بھی نہ ہو۔

چنانچہ بہشتی زیور میں ہے کہ:

مسئلہ...... تین منزل (یعنی مسافتِ شرعی پر) جانے کا ارادہ ہے، لیکن پہلی منزل

یا دوسری منزل پر (یعنی مسافتِ شرعی مکمل ہونے سے پہلے) اپنا گھر پڑے گا، تب بھی مسافر نہیں ہوئی (بہشتی زیور، حصہ دوم، صفحہ ۱۵۸، مسافرت میں نماز پڑھنے کا بیان، مطبوعہ: دارالاشاعت کراچی، تاریخِ طبع: مارچ 2002ء)

اور ’’الفتاویٰ الکاملیة‘‘ میں ہے:

اذا جاوز المسافر عمران مصره، فلما سار بعض الطريق ، تذكر شيئا فی وطنه، فعزم علی الرجوع الی الوطن لاجل ذلک ، ان کان ذلک وطنا اصليا ، بان كان مولده وسكن فيه ، او لم يكن مولده، ولكنه تأهل به ، وجعله دارا ، يصير مقيما بمجرد العزم الی الوطن، لانه رفض سفره قبل الاستحكام، حيث لم يصر ثلاثة ايام ولياليها ، فيعود مقيما، يتم صلاته الی الوطن، واذا خرج من هنا الی السفر بعد ذلک، يقصر الصلاة (الفتاویٰ الكاملية فی الحوادث الطرابلسية، للشيخ محمد كامل بن مصطفیٰ الحسنی، ص ۱۴، كتاب الصلاة، مطبوعة، مكتبة حقانية، پشاور)

ترجمہ: جب مسافر اپنے شہر کی آبادی سے باہر نکل گیا، پھر جب اس نے کچھ راستہ طے کرلیا، تو اسے اپنے وطن میں کوئی چیز یاد آ گئی، جس کی وجہ سے اس نے اپنے وطن کی طرف لوٹنے کا ارادہ کرلیا، اگر وہ اس کا وطنِ اصلی ہو کہ وہ اس میں پیدا ہوا ہو، اور اس میں رہتا ہو، یا وہ اس میں پیدا تو نہ ہوا ہو، لیکن اس نے وہاں تأہل اختیار کرلیا ہو، اور اس نے اس کو اپنی رہائش گاہ بنالیا ہو، تو وہ اپنے وطن کی طرف لوٹنے کا صرف ارادہ کرنے کی وجہ سے مقیم ہوجائے گا، کیونکہ اس کا سفر مستحکم ہونے سے پہلے ختم ہوگیا، کیونکہ تین دن اور تین رات کا سفر ابھی طے نہیں ہوا تھا، پس وہ مقیم شمار ہوگا، جو اپنے وطن تک نماز پوری پڑھے گا، اور جب یہاں سے اس کے بعد سفر کی طرف نکلے گا، تو نماز قصر کرے گا (الفتاویٰ الکاملیة)

مذکورہ عبارت میں ’’**يصير مقيما بمجرد العزم الی الوطن، لانه رفض سفره قبل**

الاستحکام ‘‘ کے الفاظ سے معلوم ہوا کہ جب سفر کے استحکام سے قبل وطن کی طرف لوٹنے کے صرف عزم کرنے سے مقیم ہوجاتا ہے، تو جس مقیم کا پہلے سے اس کا عزم ہو، تو وہ ابتداء سے ہی مسافر شمار نہیں ہوگا، مگر اس صورت میں ہی جب کہ اپنے وطن سے خروج اختیار کرلے گا، جیسا کہ مذکورہ عبارت میں یہ الفاظ’’اذا خرج من هنا الى السفر بعد ذلك ‘‘اس پر دلالت کرتے ہیں۔

دوسری طرف فقہائے کرام واصحابِ علم نے کسی آبادی کے اوپر والے حصہ اور فضائی مقام کو بھی اس کی محاذات میں نیچے والے علاقہ کا حکم دیا ہے۔

چنانچہ اگر کوئی ہوائی جہاز سے حرم کے لیے سفر کرنے والا ایسے علاقہ کے اوپر سے پرواز کرتے ہوئے گزرے، جس کے نیچے محاذات میں میقات واقع ہے، تو اس کو احرام باندھنے کا حکم دیا جاتا ہے۔اس لیے جب کسی شہر کا باشندہ اپنے شہر سے نکلنے کے بعد مسافتِ شرعی کی مقدار طے کرنے سے پہلے اپنے شہر کی فضائی حدود سے گزرے گا، تو وہ اس وقت تک مسافر نہ ہوگا، جب تک اپنے شہر کی فضائی حدود سے خارج نہ ہوجائے، اب اگر کسی کو اپنے جہاز کے متعلق یقینی طور پر علم ہو کہ وہ ائیرپورٹ سے روانہ ہونے کے بعد اپنے شہر کی حدود سے گزرے گا یا نہیں گزرے گا۔اور اسی طرح آنے والے مسافر کو بھی علم ہو، تو وہ اسی کے مطابق عمل کرے گا، لیکن پہلے سے اس کا علم ہونا مشکل ہے۔اور اگر علم نہ ہو تو پھر دونوں احتمال ہوں گے، مسافر ہونے کا بھی اور نہ ہونے کا بھی اور ایسی صورت میں جبکہ قصر واتمام میں شک پیدا ہوجائے، فقہائے کرام نے اتمام کرنے یعنی پوری نماز پڑھنے کو ترجیح دی ہے۔چنانچہ’’الفتاویٰ الهندية‘‘میں ہے:

وفى الفتاوى العتابية لو شك فى صلاته أنه مسافر أو مقيم يصلى أربعا ويقعد على الثانية احتياطا، كذا فى التتارخانية (الفتاوى الهندية، ج ا،ص ۱۳۱، كتاب الصلاة، الباب الثانى عشر)

ترجمہ: اور فتاویٰ عتابیہ میں ہے کہ اگر نماز میں شک ہوا کہ وہ مسافر ہے یا مقیم ہے، تو وہ چار رکعتیں پڑھے گا، اور دو پر احتیاطاً قعدہ بھی کرے گا، تاتارخانیہ میں اسی طرح ہے (ہندیہ)

اس لیے ہمارے نزدیک مذکورہ صورت میں راجح اور احتیاط پر مبنی یہ ہے کہ اسلام آباد اور راولپنڈی کا باشندہ زیرِ بحث ائیرپورٹ پر پہنچ کر پوری نماز پڑھے، خواہ یہاں سے روانہ ہوتے وقت نماز پڑھنی پڑے، یا واپسی کے وقت۔ فقط۔

محرم کے بغیر سفر پر علامہ انور شاہ کشمیری کا موقف

(17/ جمادی الاولیٰ/ 1440 ہجری 25/ جنوری/ 2019 عیسوی، بروز جمعہ)

بندہ محمد رضوان کا ایک فقہی رسالہ ''محرم کے بغیر سفر کا حکم'' کے نام سے ہے، جو علمی و تحقیقی رسائل کی تیسری جلد میں شائع ہو چکا ہے، اس رسالہ میں موجودہ دور کے اندر ضرورت کے وقت محرم کے بغیر سفر کے حکم پر روشنی ڈالی گئی ہے، اور فتنہ لازم نہ آنے کی صورت میں مخصوص شرائط کے ساتھ اس کی اجازت دی گئی ہے، اور اس سلسلہ میں نصوص کے ساتھ مختلف فقہائے کرام اور اہلِ علم حضرات کے اقوال کو بھی ذکر کیا گیا ہے، اور مشائخ دیوبند میں سے بطورِ خاص علامہ انور شاہ کشمیری رحمہ اللہ کی ''فیض الباری'' اور ''العرف الشذی'' کی عبارات اور ان کی ضروری توضیح وتشریح کو بھی نقل کیا گیا ہے۔

اس کے بعد اس موضوع پر علامہ انور شاہ کشمیری رحمہ اللہ کے ملفوظات میں بھی مولانا سید احمد رضا بجنوری کا تحریر کردہ کلام دستیاب ہوا، جس سے علامہ کشمیری کے اس موقف کی مزید تائید اور توضیح ہوتی ہے، جو ''فیض الباری'' اور ''العرف الشذی'' میں بیان کیا گیا ہے، اور ساتھ ہی رسالہ میں بیان کردہ موقف کی بھی مزید تائید ہوتی ہے۔ اس لیے مناسب معلوم ہوا کہ اس کو قارئین اور اہلِ علم کے سامنے پیش کیا جائے، تاکہ جو حضرات تحقیق کے متلاشی ہیں، ان کی تحقیق کا مزید سامان ہو، جہاں تک معترضین و معاندین کا تعلق ہے، تو ان کا مقصد نہ تو تحقیق ہوتا ہے، نہ ہی ان کو مطالعہ کی ضرورت ہوتی، بلکہ ان کا اصل مقصد اعتراض برائے اعتراض ہوتا ہے، اس طرح کی ضد و عناد پر مبنی صفات والوں کو تو نبیوں کی پیش کردہ دعوت و ہدایت سے بھی تسلی نہ ہوئی، پھر بندہ کی کیا حیثیت ہے؟

مولانا سید احمد رضا بجنوری رحمہ اللہ، علامہ انور شاہ کشمیری رحمہ اللہ کے ''ملفوظات'' میں لکھتے ہیں:

''حضرت (علامہ انور) شاہ صاحب رحمہ اللہ نے فرمایا کہ ممانعت سفر بلا محرم کی تمام

احادیث عام اسفار حاجات سے متعلق ہیں۔ سفر حج فرض سے ان کا تعلق نہیں ہے۔ لہٰذا اگر فتنہ کا گمان نہ ہو اور دوسری حج کو جانے والی ثقہ عورتوں کا بھی ساتھ ہونے سے اطمینان ہو تو بغیر محرم کے بھی فریضۂ حج ادا کر سکتی ہے، اور دوسرے اسفار میں بھی فتنہ پر مدار ہے۔ اگر تین دن سے کم کے سفر میں خوفِ فتنہ ہو تو وہ بھی بغیر محرم کے جائز نہ ہوگا۔ میرے نزدیک حنفی مذہب کی بھی یہی تحقیق ہے، اگرچہ کسی نے اس کی صراحت نہیں کی، حضرت رحمہ اللہ نے یہ بھی فرمایا کہ علماء نے مسئلہ سفرِ حج کو بھی احادیث ممانعت سفر بغیر محرم کے تحت ذکر کر دیا ہے، اور امام طحاوی وغیرہ نے بھی ایسا ہی کیا ہے، میرے نزدیک یہ صحیح نہیں ہے۔ (واضح ہو کہ امام ترمذی رحمہ اللہ ممانعت سفر کی حدیث لاتسافرالخ کو آخر کتاب میں ابواب الرضاع میں لائے ہیں، کتاب الحج میں بھی نہیں لائے اور امام بخاری رحمہ اللہ ابوابِ سفر میں لائے (ص ۱۴۸) پھر کتاب الحج میں بھی لائے ہیں (ص ۲۵۰) جہاں ترغیب ہے حج نفل کی بھی اور امام مالک رحمہ اللہ نے بھی امام احمد کی طرح حدیث ممانعت کو سفر حج پر اثر انداز نہیں سمجھا ہے، اور غالباً دوسرے محدثین نے بھی جو کتاب الحج میں لائے ہیں اس حدیث ممانعت کو (امام مالک و امام احمد و شافعی رحمہم اللہ کی طرح سے) حج تطوع اور دوسرے عام اسفار پر محمول کیا ہے۔ ایسی صورت میں امام اعظم رحمہ اللہ کا مسلک بھی ضرور دیگر ائمہ مجتہدین کے موافق ہی ہوگا، اور یہی رائے ہمارے حضرت شاہ صاحب کی بھی ہے، بلکہ حضرت رحمہ اللہ نے نہ صرف یہ کہ دوسرے ائمہ مجتہدین و اکابر امت کی طرح حج فرض کو نصِ قرآنی کے تحت مردوں اور عورتوں دونوں کے لیے صرف استطاعت سبیل اور زادِ راہ پر مساوی طور سے محمول کیا اور دوسری قیود محرم وغیرہ کو ثانوی درجہ میں رکھا یا حج نفل وغیرہ سے متعلق کیا۔ حضرت رحمہ اللہ نے سرے سے ہی احادیث ممانعت سفر بلا محرم کو حج فرض سے غیر متعلق قرار دیا، اور ابوابِ حج کے تحت ان کے ذکر کو بھی بے محل فرمایا۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔ احقر نے اس مسئلہ کی زیادہ تحقیق و تفصیل اس لیے بھی کی ہے، تاکہ حضرت شاہ صاحب رحمہ اللہ کی تحقیق مذکور کو

اجنبی خیال نہ کیا جائے، خاص طور سے جبکہ حضرت رحمہ اللہ کو بہ کثرت احادیث سے اس فیصلے کے لیے شرح صدر حاصل ہو گیا تھا، اور حضرت رحمہ اللہ نے خود ہی درسِ بخاری میں دونوں جگہ اور دوسرے وقت بھی یہ ہی فرمایا کہ "میرے نزدیک "مذہب" کی بھی یہی تحقیق ہے، یعنی فقہاء حنفیہ کے تشدد پر خیال نہ کیا جائے کہ انہوں نے حج فرض کو بھی حدیث ممانعت کے تحت کر دیا ہے، جبکہ امام اعظم کا خود یہ مسلک نہیں ہوسکتا۔ وللہ درہ (العرف الشذی ص۴۱۰) فیض الباری ۳/۱۴۱ میں بھی اجمالی طور سے یہی فرمایا۔ اور فیض الباری ص ۳/۳۹۷ میں تفصیل سے فرمایا کہ بشرطِ اعتماد اور فتنہ سے مامون ہونے کی صورت میں سفر حج فرض بغیر معیت محرم بھی درست ہے اور میرے پاس اس کے لیے احادیثِ کثیرہ کا ذخیرہ ہے اور فقہ حنفی میں مسائل بہ صورت فتنہ ذکر ہوئے ہیں (بعض احادیث کی طرف حاشیۂ فیض الباری میں اشارہ بھی کیا گیا ہے) مثلاً آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت زینب رضی اللہ عنہا کے شوہر حضرت ابوالعاص رضی اللہ عنہ کو مکہ معظّمہ پیغام بھیجا کہ وہ کسی کے ساتھ حضرت زینب رضی اللہ عنہا کو مدینہ منورہ بھیج دیں اور انہوں نے غیر محرم کے ساتھ بھیج دیا تھا۔

احقر بجنوری عرض کرتا ہے کہ امام مالک، امام شافعی اور امام احمد رحمہ اللہ وغیرہ کے نزدیک بھی ثقہ و مامونہ ایک یا چند عورتوں کے ساتھ سفر حج جائز ہے، اور امام احمد رحمہ اللہ سے جو ممانعت منقول ہے وہ نفلی حج کے لیے ہے۔ امام احمد رحمہ اللہ نے یہ بھی فرمایا کہ ممانعت سفر بغیر محرم کی احادیث غیر سفر فرض کے ساتھ خاص ہیں (تفصیل کے لیے ملاحظہ ہوں بدایۃ المجتہد لابن رشد، انوار المحمود، اوجز المسالک و اعلاء السنن وغیرہ)

جیسا کہ اوپر کی تفصیل سے واضح ہوا کہ امام احمد رحمہ اللہ نے بھی احادیثِ ممانعت کو سفر حج فرض سے غیر متعلق فرمایا اور وہ بعینہٖ وہی رائے ہے جو حضرت شاہ صاحب رحمہ اللہ نے اختیار فرمائی ہے، اور امام مالک نے بھی موطأ میں " والتخرج فی جماعۃ من النساء " فرمایا کہ جس عورت نے حج فرض ادا نہ کیا ہو اور محرم میسر نہ ہو تو اس کو چاہیے

کہ وہ ثقہ عورتوں کے ساتھ حج ادا کرے اور خدا کا فرض ترک نہ کرے۔

امام شافعی رحمہ اللہ بھی ثقہ عورت، رفیقِ سفر ہوتو بغیر محرم یا زوج کے حج فرض کا جواز فرماتے ہیں۔اس سے ثابت ہوا کہ حج فرض کے لیے سب کی رائیں متفقہ ہیں اور حج نفل یا دوسرے غیر مفروض سفروں کے لیے عدمِ جواز پر بھی سب کا اتفاق ہے۔

حضرات مفتیانِ دورِ حاضر کو اس دور کی مشکلاتِ حج کو بھی سامنے رکھنا چاہیے۔اس لیے کہ نہایت غیر معمولی مساعی کے بعد تو کہیں حج پر جانے کی منظوری حاصل ہوتی ہے اور حکومتِ سعودیہ کو بھی حج کے مصارف بڑھانے سے کام ہے۔حجاج کے مالی اخراجات وغیرہ مجبوریوں کا کچھ بھی خیال نہیں۔ پابندیاں بھی برابر بڑھائی جارہی ہیں۔اگر کسی عورت کے پاس ایک حج کی رقم ہو تو محرم کو ساتھ لے جانے کے لیے بھی اتنی ہی رقم اور چاہیے یعنی پچیس ہزار کی جگہ مثلاً پچاس ہزار روپے ہوں، کیونکہ ساتھ جانے والے کے تمام مصارف بھی حج کو جانے والی کے ذمہ ہیں۔اس لیے ائمہ اربعہ کے متفقہ فیصلہ مذکورہ پر ہی عمل ''شرعاً وعقلاً'' بھی مناسب ہوگا (ملفوظاتِ محدث کشمیری، ص:۳۷۱ تا ۳۷۳، مطبوعہ:ادارہ تالیفاتِ اشرفیہ، تاریخِ اشاعت: ربیع الاول ۱۴۳۱ھ)

فائدہ: مولانا سید احمد رضا بجنوری صاحب نے جن مشکلات کا اوپر کی عبارت میں ذکر کیا ہے، آج کے دور میں اس طرح کی بعض دوسری مشکلات میں اضافہ ہوگیا ہے، اور اب موجودہ زمانے میں اس پر غور وفکر کرنا اور بعض حضرات کی طرف سے جمود کی روش پر نظرِ ثانی کرنا اہم ہوگیا ہے، اس سلسلہ میں فقہائے کرام کے اقوال کی توضیح وتشریح بندہ نے اپنے رسالہ ''محرم کے بغیر سفر کا حکم'' میں بیان کردی ہے، جس میں حج کے علاوہ دیگر ضرورت پر مشتمل اسفار کا حکم بھی بیان کردیا ہے، تاکہ ضرورت منداور مجبور لوگوں کے لیے مشکلات سے بچنے اور تیسیر کا راستہ نکل آئے۔

رہا مخالفین ومعاندین اور جامدین کا معاملہ، تو ان کے متعلق پہلے ذکر کیا جاچکا ہے، اور ایسے لوگوں کا ہر دور میں وجود رہا ہے، ان کی خاطر احقاقِ وتحقیقِ حق اور جمودِ مفرط کے مقابلے میں شریعت کی عطا کردہ تیسیرات، توسع اور اعتدال کو نہیں چھوڑا جاسکتا۔

مقالات و مضامین مولانا شعیب احمد

سائنس کے میدان میں مسلمانوں کا عروج و زوال (قسط1)

جدید سائنسی علوم کی نشو نما مغرب میں ہوئی ہے۔ موجودہ دور کے اہلِ مغرب اور یورپین سائنسی تحقیقات اور تجربات میں امتیازی مقام رکھتے ہیں۔ اٹھارویں صدی مسیحی سے ٹیکنالوجی و سائنس کے میدان میں مغرب قیادت و سیادت کے منصب پر فائز ہے۔

اپنے ماضی سے بے خبر سائنس کا مسلمان طالبعلم جب یہ صورتِ حال دیکھتا ہے تو اس کے دل میں خیال آتا ہے کہ میرے آباؤ اجداد نے ورثے میں مجھے مذہب و عقائد کی تعلیمات تو بہم پہنچائی ہیں، لیکن اس میدان میں مجھے غیر مسلموں کے حوالے کر گئے۔ یہی بدگمانی بعض اوقات ایک عام مسلمان کو بھی ہو جاتی ہے کہ ہمیں سائنس سے کوئی علاقہ نہیں اور سائنس کی تمام تر دریافتیں یورپ و مغرب کے مرہونِ منت ہیں۔

جبکہ واقعہ یہ ہے کہ ایسے تمام نظریات تاریخِ سائنس اور مسلمانوں کے سائنسی کارناموں سے بے خبری کا نتیجہ ہیں۔ نیز مذکورہ غلط تصور کی تشہیر میں ان اہلِ مغرب کا بھی بڑا ہاتھ ہے، جنہوں نے مسلمانوں کی سائنسی فتوحات کو چھپانے کی منظّم کوششیں کیں۔ متعصب مغربی محققین یہ حقیقت چھپاتے ہیں کہ مسلمانوں نے سائنس کے میدان میں اُس وقت فتوحات کے جھنڈے گاڑے، جب عیسائی دنیا میں کلیسائی مظالم اپنے عروج پر تھے اور سائنسی تحقیقات و انکشافات پر سخت پابندیاں عائد تھیں اور اس کا مرتکب سخت سزا کا مستحق قرار پاتا تھا۔ [1]

---

[1] یورپ میں ایک زمانہ ایسا گزر چکا ہے کہ سائنسی تجربات کرنا تو درکنار سائنسی نظریات بیان کرنے پر بھی سخت پابندی تھی، اور پھر اسی پر اکتفاء نہیں بلکہ اپنے نظریات کو بیان کرنے پر سائنسدانوں کو کڑی سے کڑی سزائیں بھی دی جاتی تھیں۔ مولانا سید ابوالحسن علی میاں ندوی رحمہ اللہ اس کی تفصیل بیان کرتے ہوئے رقمطراز ہیں: اندازہ کیا جاتا ہے کہ اس محکمہ (احتساب) نے جن لوگوں کو سزا دی ان کی تعداد تین لاکھ سے کم نہیں، جن میں بتیس ہزار کو زندہ جلایا گیا۔ انہیں زندہ جلائے جانے والوں میں ہیئت و طبیعات کا مشہور عالم برونو (BRUNOE) بھی ہے، جس کا سب سے بڑا جرم کلیسا کے نزدیک یہ تھا کہ وہ اس کرۂ ارض کے علاوہ دوسری دنیاؤں اور آبادیوں کا بھی قائل تھا۔ محکمۂ احتساب کے حکام نے اسے اس سفارش کے ساتھ دنیوی حکام کے سپرد کیا کہ اسے نہایت نرمی سے

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

ڈاکٹر موریس بوکائلے (Maurice Bucaille) مسلمانوں کی ترقی اور عیسائیوں کی زبوں حالی کے اُس دور کا تذکرہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

''اسلام کے انتہائی ترقی کے زمانہ میں جو آٹھویں اور بارہویں صدی عیسوی کے درمیان کا زمانہ ہے، یعنی وہ زمانہ جب سائنسی ترقی پر عیسائی دنیا میں پابندیاں عائد تھیں، اسلامی جامعات میں مطالعہ اور تحقیقات کا کام بڑے پیمانے پر جاری تھا۔ یہی وہ جامعات ہیں جہاں اس دور کے قابلِ ذکر ثقافتی سرمائے ملتے ہیں۔ قرطبہ کے مقام پر خلیفہ (الحکم ثانی) کے کتب خانہ میں چار لاکھ کتابیں تھیں۔ ابنِ رشد وہاں درس دیتا تھا اور یونانی، ہندوستانی اور ایرانی علوم وہاں سکھائے جاتے تھے۔ یہی وجہ ہے کہ تمام یورپ سے کھنچ کر طلبہ قرطبہ میں تعلیم حاصل کرنے کے لئے جایا کرتے تھے، بالکل اسی طرح جیسے آج کل لوگ اپنی تعلیم مکمل کرنے کے لئے ریاست ہائے متحدہ جاتے ہیں''

(بائیبل، قرآن اور سائنس، ص:۱۸۳، حصہ دوم، بابِ اول، بعنوان: قرآن اور جدید سائنس، مطبوعہ: وقاص پبلیشرز، سنِ اشاعت: ۲۰۰۰ء)

مسلمانوں کی تہذیب وتمدن کے عروج کے متعلق مشہور فاضل محمد اسد مرحوم کے یہ الفاظ بھی قابلِ ملاحظہ ہیں:

''ایک دور ایسا بھی آیا تھا، جب مسلمانوں کی تہذیب وتمدن یورپ کے تہذیب سے زیادہ شاندار تھی، اس نے یورپ کو بہت سی انقلابی قسم کی صنعتی وفنی ایجادات عطا کیں، اس سے بڑھ کر یہ کہ اس نے یورپ کو اس عملی طریقہ کے اصول ومبادی دیے جس پر علمِ جدید اور تہذیب جدید کی بنیاد ہے'' (طوفان سے ساحل تک، ص:۱۸۸، بعنوان: مشرق اسلامی اور مغرب کے باہمی تعلقات، مطبوعہ: مجلس تحقیقات ونشریات اسلام، سنِ اشاعت: ۱۹۶۱ء)

ایک وقت وہ تھا کہ مسلمانوں کا تمدن اپنے شباب پر تھا، مسلمان سائنس وتحقیق میں سب سے آگے

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾ سزادی جائے، اور یہ خیال رکھا جائے کہ اس کے خون کا ایک قطرہ بھی نہ گرنے پائے۔ اس کا مطلب یہ تھا کہ اس کو آگ میں زندہ جلا دیا جائے، اسی طرح مشہور طبیعی عالم گلیلو (GALILEO) کو اس بنا پر موت کی سزادی گئی کہ وہ آفتاب کے گرد زمین کے گھومنے کا قائل تھا۔ (انسانی دنیا پر مسلمانوں کے عروج وزوال کا اثر، ص:۲۲۱، باب پنجم: بین الاقوامی سیادت وقیادت کا مغربی عہد اور اس کے اثرات، بعنوان: مذہب وعقلیت کی کشمکش اور ارباب کلیسا کے مظالم، مطبوعہ: مجلس نشریاتِ اسلام)

تھے، اور طلبہ غیر مسلم دنیا سے نکل کر مسلمانوں کے ہاں پڑھنے آیا کرتے تھے، اور ایک وقت یہ ہے کہ مسلمان یہ دولت کھو بیٹھے اور نوبت بایں جا رسید کہ خود مسلم طلبہ پڑھائی کے لئے یورپ وامریکہ جانے کو ترجیح دیتے ہیں۔ یہ مسلمانوں کی شامتِ اعمال کا نتیجہ ہے کہ ان سے یہ دولت اور نعمت چھین لی گئی۔ ذیل کی سطور میں ہم مسلمانوں کے سائنسی عروج وزوال کا کچھ مختصر احوال رقم کرتے ہیں۔

ایک فرانسیسی فاضل موسیو سیدیو مسلمانوں کی سائنسی ایجادات کا تذکرہ کرتے ہوئے لکھتا ہے:

''عربوں کی دماغی وذہنی ترقیات اور ان کے علوم وفنون کی مہارت کا جو درجہ تھا، اس کے اظہار کے لیے یہ کافی ہے کہ ان کے علمی عروج وکمال کی شہادت میں وہ بجنے والی گھڑی پیش کر دیں، جو خلیفہ (ہارون) رشید نے شارلمین شاہِ فرانس کو ہدیتاً ارسال کی تھی۔ یہ گھڑی نادرۂ روزگار صنعت تھی اور پانی کے ذریعے چلتی تھی'' (تاریخِ عرب، ص: ۳۷۴، مقالۂ ششم: عہدِ اول کا عربی تمدن، باب اول: مدرسۂ اسکندریہ کے بعد مدرسۂ بغداد کی علمی مرکزیت، مبحث سوم: مدرسۂ بغداد کا قیام، مطبوعہ: بیت القرآن)

یہی فرانسیسی فاضل علوم وفنون میں مسلمانوں کی ترقی کا یوں اعتراف کرتا ہے:

''عربوں کے بے شمار نتائجِ افکار اور ان کی نفیس نئی نئی ایجادیں اس بات کی شاہد عادل ہیں کہ وہ سب باتوں میں اہلِ یورپ کے استاد ہیں۔ کیونکہ قرونِ متوسطہ کی تاریخ کا خاص مواد، سیاحتوں اور سفروں کے حالات، نامور آدمیوں کی سوانحِ عمریوں کے مجموعے اور قاموسیں، بے مثل دستکاریاں اور شاندار عمارتیں، یہ سب چیزیں عربوں کے افکار اور ان کی نہایت بیش قیمت ایجادوں کی عظمت پر دلیلِ واضح ہیں اور اہلِ یورپ کی ترقیِ علوم وفنون میں رہنما۔ پس انہیں تمام وجوہ سے اس امتِ محمدیہ صلی اللہ علیہ وسلم کی رفعتِ شان کا اعتراف واجب آتا ہے، جسے اہلِ یورپ زمانۂ دراز سے ایک حقیر وذلیل قوم سمجھ رہے ہیں'' (تاریخِ عرب، ص: ۴۷۷، مقالۂ ششم: عہدِ اول کا عربی تمدن، باب سوم: عربوں کے فلسفۂ الٰہیات، فقہ اور علومِ ادبیہ کا ذکر اور ان علوم میں ایجادیں، مبحث ہفت دہم: عربوں کی نئی ایجادیں، مطبوعہ: بیت القرآن)

اندلس (موجودہ اسپین) میں مسلمانوں نے آٹھ سو سال حکومت کی۔ [1]

یہ دور مغرب میں مسلمانوں کے عروج واستحکام کا دور تھا۔اس زمانے میں اندلس کی سرزمین پہ کئی قابل اور نامور شخصیات نے جنم لیا۔انہیں میں سے ایک نابغۂ روزگار ہستی ''ابو القاسم خلف بن عباس الزہراوی'' کی تھی۔جس کی پیدائش اندلس کے حکمران عبدالرحمٰن الناصر کے زمانہ میں ہوئی۔

ابوالقاسم زہراوی کو جراحت (Surgery) کا موجد تسلیم کیا جاتا ہے۔آپریشن اور سرجری (جو ایلوپیتھی طریقۂ علاج کی امتیازی خصوصیت شمار ہوتی ہے) کا تصور اسی شخص نے پیش کیا، اس سے پہلے یہ فن بالکل سادہ اور معمولی حالت میں اور بہت محدود پیمانے پر مشتمل تھا۔اس نے کئی آلاتِ سرجری متعارف کرائے، سرجری کے کئی جدید ترین آلات انہی کی ترقی یافتہ اور جدید شکل ہیں۔

علاوہ ازیں اس نے طب کے موضوع پہ ''التصریف لمن عجز عن التالیف'' کے نام سے ایک شاہکار کتاب تصنیف کی۔جو علمِ طب کے تین اہم موضوعات یعنی داغ دینا، علاج بالدواء اور جراحت پر مشتمل ہے۔اس کتاب کا عملِ جراحی والا حصہ بہت مقبول ہوا، اور اس کے کئی زبانوں میں ترجمے بھی کیے گئے۔

تصریف کے خاص حصۂ سرجری کی اشاعت اور اس کے تراجم اتنی تعداد میں ہوئے کہ اب جب بھی زہراوی کی تصریف کا ذکر کیا جاتا ہے، تو عام طور پر اس سے تصریف کا سرجری والا حصہ ہی مراد ہوتا ہے۔ یہ کتاب صدیوں تک یورپ کی کئی یونیورسٹیوں کے نصاب میں داخل رہی، اور عرصہ تک مغربی سرجن اس سے استفادہ کرتے رہے۔ [2]

---

[1] سن ۹۲ ہجری سے ۸۹۷ ہجری تک۔تفصیل کے لئے ملاحظہ ہو: تاریخِ ملت، ج:۱ص:۵۳۱، مطبوعہ: دارالاشاعت کراچی۔سنِ طباعت: دسمبر ۲۰۰۲ء۔نیز ملاحظہ فرمایئے: مسلمانوں کا عروج وزوال، ص:۱۶۹، مطبوعہ: ادارہ اسلامیات لاہور، سنِ طباعت: ۱۹۸۳ء۔

[2] خلف بن عبّاس أبو القاسم الزهراوی الأندلسی.قال الحمیدی: کان من أهل الفضل والدین والعلم. وعلمه الذی یسبق فیه علم الطب، وله فیه کتاب کبیر مشهور کثیر الفائدة، سماه: کتاب التصریف لمن عجز عَنُ التألیف.ذکره ابن حزم وأثنی عَلیُهِ، وقال: ولئن قُلُنَا إنّه لم یؤلّف فی الطّبّ أجمع منه للقول والعمل فی الطّبائع لنصدقنّ.مات بالأندلس بعد الأربعمائة(تاریخ الإسلام ووفیات المشاهیر والأعلام، ج:۲۸ ص: ۲۲۲،حرف الخاء)

أما فی مجال العلوم الصرفة (العقلیة) فاشتهر العالم أبو القاسم خلف بن عباس الزهراوی (توفی عام 404 هـ) وهو صاحب کتاب (التصریف لمن عجز عن التألیف) وهو کبیر جراحی الأندلس فی هذه الفترة(تاریخ

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

میڈیکل سائنس کے باب میں جب مسلم اطباء کا تذکرہ کیا جاتا ہے تو سرِ فہرست جس شخصیت کا نام آتا ہے وہ ''ابوعلی ابنِ سینا'' کا ہے۔ابنِ سینا کی پیدائش دسویں صدی عیسوی میں ہوئی اور وہ ایرانی نژاد تھا۔اس کی پرورش اور تعلیم وتربیت ''بخارا'' میں ہوئی۔ ۱

میڈیکل میں اس کے تبحر کا اندازہ اس سے لگایا جا سکتا ہے کہ ایک مرتبہ نوح بن نصر (والیِ خراسان) کسی مہلک اور موذی مرض میں مبتلا ہوگیا اور بچنے کی کوئی امید نہ رہی،جس پر ابنِ سینا کو طلب کیا گیا۔اسی کے علاج سے بادشاہ نے شفاء پائی اور اس کامیابی پر خوش ہوکر ابنِ سینا کو اپنے خاص مقربین میں شامل کرلیا۔اس وقت ابنِ سینا کی عمر صرف اٹھارہ سال تھی۔ ۲

طب کے موضوع پہ ابنِ سینا کی کتاب ''القانون فی الطب'' ان کا نمایاں کام ہے۔اس کتاب کا ترجمہ ''Canon'' کے نام سے کیا گیا،اور اس کی درسی گونج انیسویں صدی کے اواخر تک یورپ کی یونیورسٹیوں میں سنی جاتی رہی۔ ۳

طب کے علاوہ سائنس کی دیگر شاخوں میں بھی مسلمانوں نے کارہائے نمایاں سرانجام دیے ہیں۔ چنانچہ ہوائی جہاز اگرچہ بیسویں صدی کی ایجاد ہے مگر یہ بات شاید کم لوگ ہی جانتے ہوں کہ ہوائی جہاز کا ابتدائی تصور اور نظریہ پیش کرنے والا شخص ایک مسلمان سائنسدان تھا۔

اندلس کا عباس بن فرناس نامی یہ سائنسدان نویں صدی عیسوی میں ہوا۔تب اندلس کے پایۂ تخت

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾ العرب وحضارتهم فی الأندلس،ج: ۱ ص: ۳۳۳،البَابُ الخَامِس:حضارة العرب فی الأندلس،الفَصْلُ الأَوَّل:تاريخ الفكر العربی فی الأندلس)
اردو ماٰخذ: تاریخِ عرب از موسیو سیدیو،ص: ۴۲۴ و ۴۲۵، مقالۂ ششم، باب دوم، مبحث چہارم۔مطبوعہ: بیت القرآن۔ نامور مسلم سائنس دان از حمید عسکری،ص: ۲۲۳ تا ۲۲۶، چھبیسواں باب: ابوالقاسم زہراوی۔مسلمانوں کے سائنسی کارنامے از محمد زکریا ورک،ص: ۴۷ تا ۱۵۱، بعنوان: علمِ طب۔

۱ وہی بخارا جو مشہور محدث امام بخاری رحمہ اللہ کا وطن تھا۔

۲ وذكر عند الأمير نوح بن نصر – صاحب خراسان – فی مرض موته، فأحضره، وعالجه حتى برىء، واتصل به، وقرب منه، ودخل إلى دار كتبه.(مرآة الجنان وعبرة اليقظان فی معرفة ما يعتبر من حوادث الزمان، ج: ۳ ص: ۳۸،تحت عنوان :سنة ثمان وعشرين واربع مائة)
اردو ماٰخذ: تاریخِ عرب از موسیو سیدیو،ص: ۴۲۴، مقالۂ ششم، باب دوم، مبحث سوم، مطبوعہ: بیت القرآن۔نیز: نامور مسلم سائنس دان از حمید عسکری،ص: ۲۶۵، اکتیسواں باب: بُوعلی سینا۔

۳ ملاحظہ فرمایئے: تاریخِ عرب از موسیو سید،ص: ۴۲۴، مقالۂ ششم، باب دوم، مبحث سوم، مطبوعہ: بیت القرآن۔مسلمانوں کے سائنسی کارنامے،ص: ۳۶ تا ۳۹ بعنوان: علمِ طب۔

پر’’عبدالرحمان ثانی ابن الحکم‘‘ براجمان تھا۔عباس بن فرناس کی کنیت ابوالقاسم تھی اور یہ قرطبہ کا رہائشی تھا۔اسے حکیمِ اندلس بھی کہا گیا ہے۔ [1]

عباس بن فرناس نے پرندوں کے طریقۂ اڑان کا بغور مشاہدہ کیا اوراس مشاہدے کی روشنی میں دو پروں والا ایک ہوائی جہاز تیار کیا،اور پھر انسانی پرواز کا پہلا تجربہ کیا۔یہ تجربہ اس حد تک تو کامیاب رہا کہ عباس بن فرناس طویل مسافت تک اس کے ذریعہ اڑتا رہا۔تاہم وہ اس جہاز کو صحیح طرح اتارنے میں کامیاب نہ ہوسکا اور لینڈنگ کے وقت اپنی کمر پر چوٹ کھا بیٹھا۔دراصل اس نے اپنے ہوائی جہاز کی دُم نہیں بنائی،وہ اس بات سے بے خبر رہا کہ پرندے اپنی دُم کی بدولت زمین پر واپس صحیح سلامت اترتے ہیں۔ [2]

یہ تجربہ اگرچہ مکمل کامیابی سے ہمکنار نہیں ہوسکا،اور پھر صدیوں تک اس باب میں تعطل ہی رہا یہاں تک کہ گزشتہ صدی کے اوائل میں اس ایجاد کا سہرا امریکی رائٹ برادران کے سر سجا۔مگر سب سے پہلے یہ نظریہ اور تصور دنیا کے سامنے پیش کرنے والا اور اسے ابتدائی عملی شکل دینے والا ایک مسلمان ہی تھا۔دنیا کا پہلا طیارچی اور پائلٹ ہونے کا اعزاز عباس بن فرناس ہی کو حاصل ہے۔

’’الأعلام‘‘ میں علامہ خیرالدین زرکلی نے عباس بن فرناس کے متعلق لکھا ہے کہ:

" فهو أول طيار اخترق الجو " (الأعلام للزركلي، ج:۳ص:۲۶۴،تحت عنوان:عباس بن فرناس)

’’عباس بن فرناس پہلا طیارچی (پائلٹ) تھا جس نے (پرواز کرتے ہوئے) فضا کو چیرا‘‘ (اعلام)

پس واضح ہوا کہ انسانی ہوائی پرواز کا تصور اور نظریہ پیش کرنے والا پہلا آدمی عباس بن فرناس تھا۔

(جاری ہے.........)

---

[1] عباس بن فرناس(274 هـ = 887م)عباس بن فرناس، أبو القاسم: مخترع أندلسى .من أهل قرطبة، من موالى بنى أمية، وبيته فى برابر (تاكرنا) كان فى عصر الخليفة عبد الرحمن الثانى ابن الحكم (فى القرن التاسع للميلاد).(الأعلام للزركلى،ج:۳ص:۲۶۴،حرف العين،تحت ترجمة :ابن بربر)

عَبَّاس بن فرناس التاكرنى ، ذكر ابُن حَيَّان أَنه نجم فِى عصر الحكم الربضى وَوَصفه بِأَنَّهُ حَكِيم الأندلس(المغرب فى حلى المغرب،ج:۱ ص:۳۳۳،تحت عنوان:عباس بن فرناس التاكرنى)

[2] وأراد (اى :عباس بن فرناس.ناقل)تطيير جثمانه، فكسا نفسه الريش، ومد له جناحين طار بهما فى الجو مسافة بعيدة، ثم سقط فتأذى فى ظهره لانه لم يعمل له ذنبا، ولم يدر أن الطائر إنما يقع على زمكه.(الأعلام للزركلى،ج:۳ص:۲۶۴،تحت عنوان :عباس بن فرناس)

بسلسلہ :تاریخی معلومات مولانا طارق محمود

ماہِ صفر: نویں نصف صدی کے اجمالی حالات وواقعات

□......ماہِ صفر ۸۰۵ھ: میں حضرت ابوالمعالی محمد بن احمد بن محمد بن احمد بن عمر بن محمد بن ثابت بن عثمان نعمانی رحمہ اللہ کی ولادت ہوئی (الضوء اللامع لأھل القرن التاسع للسخاوی، ج۷ ص ۴۶)

□......ماہِ صفر ۸۰۵ھ: میں حضرت ابوالعباس احمد بن محمد بن عثمان بن عمر بن علی بن عبداللہ خلیلی رحمہ اللہ کا انتقال ہوا (ذیل التقیید فی رواۃ السنن والأسانید للفاسی، ج ۱ ص ۳۹۰)

□......ماہِ صفر ۸۰۷ھ: میں حضرت محمد بن یوسف بن ابراہیم بن عبدالحمید اموی مقدسی رحمہ اللہ کی وفات ہوئی (ذیل التقیید فی رواۃ السنن والأسانید للفاسی، ج ۱ ص ۲۷۹)

□......ماہِ صفر ۸۱۴ھ: میں حضرت بدرالدین حسین بن علی بن محمد بن عبدالرحمٰن رحمہ اللہ کی وفات ہوئی (بغیۃ الوعاۃ فی طبقات اللغویین والنحاۃ للسیوطی، ج ۲ ص)

□......ماہِ صفر ۸۱۷ھ: میں حضرت ابوعبداللہ محمد بن احمد بن قیاس بن ہند شیرازی قاہری شافعی رحمہ اللہ کی ولادت ہوئی (الضوء اللامع لأھل القرن التاسع للسخاوی، ج۷ ص ۳۷)

□......ماہِ صفر ۸۱۹ھ: میں حضرت ابواحمد ظہیرہ بن حسین بن علی بن احمد بن عطیہ بن ظہیرہ قرشی مخزومی مکی رحمہ اللہ کی وفات ہوئی (ذیل التقیید فی رواۃ السنن والأسانید للفاسی، ج ۲ ص ۲۳)

□......ماہِ صفر ۸۲۳ھ: میں حضرت محمد بن محمد بن محمد بن امام بن سراج کرمانی کازرونی رحمہ اللہ کی ولادت ہوئی (الضوء اللامع لأھل القرن التاسع للسخاوی، ج ۹ ص ۲۰۵)

□......ماہِ صفر ۸۲۴ھ: میں حضرت محمد بن محمد بن محمد بن محمد بن محمد بن محمود اثیرالدین بن محبّ حلبی حنفی رحمہ اللہ کی ولادت ہوئی (الضوء اللامع لأھل القرن التاسع للسخاوی، ج ۹ ص ۲۹۵)

□......ماہِ صفر ۸۲۷ھ: میں حضرت ابوالعباس احمد بن محمد بن احمد بن محمد بن روزبۃ مدنی شافعی رحمہ اللہ کی ولادت ہوئی (الضوء اللامع لأھل القرن التاسع للسخاوی، ج ۲ ص ۱۷۰)

□......ماہِ صفر ۸۲۷ھ: میں حضرت شرف الدین یعقوب بن جلال التبانی رحمہ اللہ کا انتقال ہوا۔

(بغیة الوعاة فی طبقات اللغویین والنحاة للسیوطی، ج ۲ ص ۳۵۰)

......ماہِ صفر ۸۲۸ھ: میں قاضی القضاۃ حضرت علی بن محمد بن ابی بکر بن مغلی رحمہ اللہ کی وفات ہوئی (المقصد الأرشد فی ذکر أصحاب الإمام أحمد لابن مفلح، ج ۲ ص ۲۶۶)

......ماہِ صفر ۲۲۸ھ: میں حضرت علاء الدین علی بن محمد بن ابی بکر حموی ابن مغلی رحمہ اللہ کا انتقال ہوا (حسن المحاضرة فی تاریخ مصر والقاهرة، ج ۱ ص ۴۸۳)

......ماہِ صفر ۸۲۹ھ: میں حضرت یحییٰ بن علی بن محمد بن اقبرس قاہری شافعی رحمہ اللہ کی ولادت ہوئی (الضوء اللامع لأهل القرن التاسع للسخاوی، ج ۱۰ ص ۲۳۶)

......ماہِ صفر ۸۳۳ھ: میں حضرت احمد بن شمس محمد بن قطب محمد بن سراج بخاری مکی رحمہ اللہ کی ولادت ہوئی (الضوء اللامع لأهل القرن التاسع للسخاوی، ج ۲ ص ۱۷۹)

......ماہِ صفر ۸۳۵ھ: میں حضرت احمد بن ابی بکر بن علی رحمہ اللہ کا انتقال ہوا۔
(المقصد الأرشد فی ذکر أصحاب الإمام أحمد لابن مفلح، ج ۱ ص ۸۱)

......ماہِ صفر ۸۳۶ھ: میں قاضی القضاۃ حضرت شہاب الدین احمد بن محمد بن محمد اموی مالکی رحمہ اللہ کی وفات ہوئی (المنهل الصافی والمستوفی بعد الوافی لیوسف بن تغری، ج ۲ ص ۱۴۹)

......ماہِ صفر ۸۴۰ھ: میں اقضی القضاۃ حضرت ابوزکریا یحییٰ بن یحییٰ بن احمد بن حسن قبابی مصری رحمہ اللہ کا انتقال ہوا (طبقات الشافعية لابن قاضی الشبهة، ج ۴ ص ۱۱۲)

......ماہِ صفر ۸۴۵ھ: میں حضرت زین الدین عبدالرحمٰن بن یوسف طحان مراغی رحمہ اللہ کا انتقال ہوا (المقصد الأرشد فی ذکر أصحاب الإمام أحمد لابن مفلح، ج ۲ ص ۱۱۷)

......ماہِ صفر ۸۴۹ھ: میں حضرت یوسف بن احمد بن محمد جمال ملتانی سجزی گجراتی حنفی رحمہ اللہ کی ولادت ہوئی (الضوء اللامع لأهل القرن التاسع للسخاوی، ج ۱۰ ص ۲۹۸)

......ماہِ صفر ۸۴۹ھ: میں قاضی القضاۃ حضرت شمس الدین محمد بن اسماعیل بن محمد بن احمد قرافی شافعی رحمہ اللہ کی وفات ہوئی (حسن المحاضرة فی تاریخ مصر والقاهرة، ج ۱ ص ۴۴۰)

علم کے مینار　　　　مفتی غلام بلال

مسلمانوں کے علمی کارناموں وکاوشوں پر مشتمل سلسلہ

اسلامی فقہ کی ابتدائی تاریخ وترویج (قسط5)

صحابۂ کرام کی علمی وعملی شان

گزشتہ قسط میں صحابۂ کرام کی علمی وعملی شان اور ان کے ایک دوسرے کے لیے اس مرتبہ کے اعتراف واحترام اور دین کے معاملے میں ایک دوسرے سے رہنمائی حاصل کرنے سے متعلق کچھ واقعات کا ذکر گزر چکا ہے، ذیل میں چند مزید واقعات کا ذکر کیا جاتا ہے۔

(5)......امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کے استاذ اور کوفہ کے مشہور فقیہ اور تابعی امام شعبی رحمہ اللہ فرمایا کرتے تھے کہ اگر لوگوں کے درمیان کسی معاملہ میں اختلاف ہوجائے، تو آپ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے فتاویٰ اور ارشادات سے رہنمائی حاصل کریں۔

مزید فرمایا کرتے تھے کہ اس امت کے قاضی القضاۃ حضرت عمر، حضرت علی، زید بن ثابت اور ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہم کی مبارک ہستیاں ہیں۔

(6)......حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرمایا کرتے تھے کہ میں یہ گمان کرتا ہوں کہ حضرت عمر کے جانے سے علم کا ایک بہت بڑا حصہ چلا گیا، اور اگر کسی میزان میں حضرت عمر کا علم رکھ دیا جائے، اور دوسری طرف تمام لوگوں کا علم رکھ دیا جائے، تو حضرت عمر کے علم کا پلڑا بھاری ہوگا۔

(7)......اور اسی طرح حضرت حذیفہ بن یمان رضی اللہ عنہ بھی حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے علمی مقام کے معترف وقائل تھے۔ [1]

[1] وقال الشعبی: إذا اختلف الناس فی شیء فخذوا بما قال عمر.........وقال الشعبی: قضاة هذه الأمة: عمر، وعلی، وزید، وأبو موسی ....وقال ابن مسعود: إنی لأحسب عمر ذهب بتسعة أعشار العلم وقال أیضا: لو أن علم عمر وضع فی كفة المیزان ووضع علم أهل الأرض فی كفة لرجح علم عمر.........وقال حذیفة: كأن علم الناس مع علم عمر (اعلام الموقعین، ج1، ص 13)

(8)......حضرت سعید بن مسیّب مشہور تابعی ہیں، آپ کا شمار مدینہ کے مشہور فقہاء میں ہوتا ہے کہ جن کو ''فقہاء سبعہ'' بھی کہا جاتا ہے۔

فرماتے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس جب کوئی مشکل معاملہ پیش آتا ہے، اور اس مجلس میں حضرت علی تشریف فرما نہ ہوتے، تو آپ ان کے موجود ہونے کی دعا کیا کرتے تھے، اور اگر وہ کہیں موجود ہوتے، تو آپ کا اصرار ہوتا تھا کہ وہ اس مجلس میں ضرور موجود ہوں کہ جس مجلس میں آپ کے سامنے وہ مشکل مسئلہ پیش کیا گیا ہے۔ ۱

(9)......ایک حدیث میں حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: خُذُوا الْقُرْآنَ مِنْ أَرْبَعَةٍ: مِنْ ابْنِ مَسْعُودٍ، وَأُبَيِّ بْنِ كَعْبٍ، وَمُعَاذِ بْنِ جَبَلٍ، وَسَالِمٍ مَوْلَى أَبِي حُذَيْفَةَ (سنن الترمذی، رقم الحديث ۳۸۱۰، قال الترمذی: هذا حديث حسن صحيح)

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ قرآن کو چار لوگوں سے سیکھو، ایک عبداللہ بن مسعود سے، دوسرے ابی بن کعب سے، تیسرے معاذ بن جبل سے اور چوتھے سالم (رضی اللہ عنہم) سے (ترمذی)

مذکورہ حدیث حضرت عبداللہ بن مسعود اور اس کے علاوہ حضرت ابی بن کعب، معاذ بن جبل اور حضرت سالم رضی اللہ عنہم کے علمی مقام پر دلالت کرتی ہے، جن میں دو صحابہ مہاجرین میں سے ہیں اور دو صحابہ انصار میں سے ہیں، چنانچہ حضرت عبداللہ بن مسعود اور حضرت سالم رضی اللہ عنہما کا شمار سابقین اولین اور مہاجر صحابہ میں ہوتا ہے، جبکہ حضرت ابی بن کعب اور حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہما کا شمار انصار صحابہ میں ہوتا ہے، اور اس طرح یہ فضیلت انصار و مہاجر صحابہ دونوں کے حق میں صادق آتی ہے۔ ۲

چنانچہ سعید بن مسیّب فرماتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان حضرت عبداللہ بن مسعود (اور

---

۱ وقال سعيد بن المسيب: كان عمر يتعوذ بالله من معضلة ليس لها أبو حسن (اعلام الموقعين، ج1، ص 13)

۲ (خذوا القرآن) أى تعلموه (من أربعة) اثنان من المهاجرين واثنان من الأنصار (فيض القدير للمناوى، تحت رقم الحديث 3889)

باقی حضرات) کے علمی مقام پر دلالت کرتا ہے کہ جس کی نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے خود شہادت دی۔[1]

(10)......اور اسی طرح حضرت عمر رضی اللہ عنہ خود بھی حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے علم کے معترف تھے۔

(11)......حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر جو کچھ نازل ہوا، میرے نزدیک اس کو حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ سے زیادہ جاننے والا کوئی نہیں۔[2]

(12)......اور خود حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بھی فرماتے ہیں کہ جو بھی سورت نازل کی جاتی تھی، مجھے اس میں نازل شدہ تمام احکام کا علم ہوتا تھا، اور اگر مجھے پتہ چلتا کہ اگر کوئی شخص کتاب اللہ (میں نازل شدہ احکام کو) مجھ سے زیادہ جاننے والا ہے، تو میں ضرور اونٹ پر سوار ہو کر اس کے پاس جاتا۔[3]

(12)......حضرت زید بن وہب کا شمار کوفہ کے کبار تابعین میں ہوتا ہے۔[4]

فرماتے ہیں کہ میں حضرت عمر کے پاس بیٹھا ہوا تھا، اس دوران حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ وہاں تشریف لائے، پس حضرت عمران کے قریب ہو گئے، اور حضرت عبداللہ بھی حضرت عمر کے

---

[1] وشهد رسول الله – صلى الله عليه وسلم – لعبد الله بن مسعود بأنه عليم معلم، وبدأ به فی قوله: خذوا القرآن من أربعة: من ابن أم عبد .... الخ (اعلام الموقعين، ج1، ص 14)

[2] وقال عقبة بن عمرو: ما أرى أحدا أعلم بما أنزل على محمد – صلى الله عليه وسلم – من عبد الله (اعلام الموقعين، ج1، ص 14)

[3] وقال عبد الله: ما أنزلت سورة إلا وأنا أعلم فيم أنزلت، ولو أنی أعلم أن رجلا أعلم بكتاب الله منی تبلغه الإبل لأتيته (اعلام الموقعين، ج1، ص 14)

[4] حضرت زید بن وہب رحمہ اللہ قبیلہ بنی جہن سے تعلق رکھتے ہیں، آپ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں ایمان تو لے آئے تھے، مگر نبی علیہ الصلاۃ والسلام کی زیارت نہ کر سکے، واقعہ کچھ یوں ہوا کہ آپ اپنے قبیلہ کے ہمراہ نبی علیہ السلام کی زیارت کے لیے مدینہ تشریف لا رہے تھے کہ اس دوران نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کی خبر ان کو پہنچی، اس لیے شرفِ زیارت حاصل ہو سکا، چنانچہ آپ کا شمار کوفہ کے بزرگ (کبار) تابعین میں ہوتا ہے، آپ حضرت عمر، حضرت عثمان، حضرت علی، ابی بن کعب، عبداللہ بن مسعود، ابوذر اور ابو درداء رضی اللہ عنہم کبار صحابہ سے روایت کرتے ہیں، آپ کی وفات 96 ہجری میں ہوئی۔

هو زيد بن وهب، أبو سليمان، الجهنی. كان فی عهد النبی صلى الله عليه وسلم مسلمًا ولم يره، ورحل إليه فی طائفة من قومه، فبلغته وفاته فی الطريق، وهو معدود فی كبار التابعين بالكوفة. روى عن عمر وعثمان وعلى وأبی ذر وابن مسعود وأبی الدرداء وغيرهم رضی الله عنهم (الموسوعة الفقهية الكويتية، ج ١٠، ص ٣٢٣، تحت الترجمة: زيد بن وهب، م 96هـ)

قریب بیٹھ گئے، آپس میں بات چیت کی اور چلے گئے، تو حضرت عمر نے فرمایا کہ حضرت عبداللہ ایک ایسے بلند ٹیلے کے مانند ہیں، جو کہ علم سے بھرا ہوا ہے۔ [1]

(13)......حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں وہ مجلس کہ جس میں میرے ساتھ عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بھی تشریف فرما ہوں، وہ میرے نزدیک سنت پر عمل کرنے کے لحاظ سے سب سے ثقہ مجلس ہے۔ [2]

(14)......اور حضرت عبداللہ بن بریدہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد:

وَمِنْهُمْ مَنْ يَسْتَمِعُ إِلَيْكَ حَتَّى إِذَا خَرَجُوا مِنْ عِنْدِكَ قَالُوا لِلَّذِينَ أُوتُوا الْعِلْمَ مَاذَا قَالَ آنِفاً، أُولَئِكَ الَّذِينَ طَبَعَ اللَّهُ عَلَى قُلُوبِهِمْ وَاتَّبَعُوا أَهْوَائَهُمْ (سورة محمد، رقم الآية ١٦)

ترجمہ: اور ان (منافقین اور دیگر مشرکینِ مکہ) میں کچھ لوگ ایسے بھی ہیں، جو کان لگا کر آپ کی بات کو سنتے ہیں، لیکن جب آپ کے پاس سے وہ لوگ باہر جاتے ہیں کہ جن کو علم دیا گیا (یعنی صحابہ) تو ان سے (بطورِ استہزاء اور تمسخر کے) پوچھتے ہیں کہ ابھی ابھی محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے کیا کہا؟ یہی وہ لوگ ہیں کہ جن کے دلوں پر اللہ تعالیٰ نے مہر لگا دی ہے، اور جو خواہشات کی پیروی کرتے ہیں (سورہ محمد)

میں "أُوتُوا الْعِلْمَ" سے مراد حضرت عبداللہ بن مسعود اور حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما ہیں۔ [3]

چنانچہ حضرت عبداللہ بن عباس کا اپنا قول بھی ہے کہ یہ لوگ مجھ سے سوال کیا کرتے تھے۔

جبکہ بعض حضرات نے آیت کے عمومی معنیٰ مراد لیتے ہوئے تمام صحابہ کو بھی مراد لیا ہے۔

(تفسير القرطبي، ج١٦، ص ٢٣٨، سورة محمد، تحت رقم الآية ١٦)

---

[1] وقال زيد بن وهب: كنت جالسا عند عمر فأقبل عبد الله فدنا منه، فأكب عليه وكلمه بشيء، ثم انصرف، فقال عمر: كنيف مليء علما (اعلام الموقعين، ج1، ص 14)

[2] وقال أبو موسى: لمجلس كنت أجالسه عبد الله أوثق في نفسي من عمل سنة (اعلام الموقعين، ج1، ص 14)

[3] حتى إذا خرجوا من عندك قالوا للذين أوتوا العلم (العلماء الصحابة منهم بن مسعود وبن عباس) (تفسير الجلالين، ص ٦٧٥، سورة محمد، تحت رقم الآية ١٦)

تذکرۂ اولیاء حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ (قسط 31) مفتی محمد ناصر

اولیاءِ کرام اور سلفِ صالحین کے نصیحت آموز واقعات وحالات اور ہدایات وتعلیمات کا سلسلہ

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی بعض کرامات

اللہ کے نیک بندوں اور اولیائے کرام سے بعض مرتبہ کچھ ایسے کام سرزد ہوتے ہیں، جن کو عام فہم زبان میں کرامات کہا جاتا ہے۔

قرآن مجید اور احادیث مبارکہ میں بعض انبیاء اور اولیائے کرام کے معجزات وکرامات کے کچھ ایسے واقعات بیان ہوئے ہیں۔

احادیث وروایات میں حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کی بعض کرامات کا ذکر بھی خصوصیت سے ملتا ہے۔

چنانچہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے:

أَنَّ عُـمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ بَعَثَ جَيْشًا، وَأَمَّرَ عَلَيْهِمْ رَجُلًا يُدْعَى سَارِيَةَ، قَالَ: فَبَيْـنَا عُمَرُ يَخْطُبُ النَّاسَ يَوْمًا، قَالَ: فَـجَعَلَ يَصِيحُ وَهُوَ عَلَى الْمِنْبَرِ: يَا سَارِيَ الْجَبَلَ، يَا سَارِيَ الْجَبَلَ، قَالَ: فَقَدِمَ رَسُولُ الْجَيْشِ فَسَأَلَهُ، فَقَالَ: يَـا أَمِيـرَ الْمُؤْمِنِينَ، لَقِينَا عَدُوَّنَا فَهَزَمُنَاهُمْ، فَإِذَا بِصَايِحٍ يَصِيحُ: يَا سَارِيَ الْـجَبَـلَ، يَـا سَـارِيَ الْـجَبَلَ، فَأَسْنَدْنَا ظُهُورَنَا بِالْجَبَلِ فَهَزَمَهُمُ اللَّهُ، فَقِيلَ لِعُمَرَ، يَعْنِي: ابْنَ الْخَطَّابِ: إِنَّكَ كُنْتَ تَصِيحُ بِذَلِكَ (فضائل الصحابة لاحمد بن حنبل، رقم الحديث ٣٥٥، الاعتقاد للبيهقي، صفحه ٣١٤)

ترجمہ: عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے ایک لشکر بھیجا، اور اس لشکر کا امیر ساریہ نام کے ایک صاحب کو مقرر کیا، (ایک دن) جبکہ عمر رضی اللہ عنہ لوگوں کو خطبہ دے رہے تھے، تو انہوں نے منبر پر ہی (خطبہ کے دوران) اونچی آواز سے کہنا شروع کر دیا کہ ساریہ! پہاڑ کی طرف جاؤ، ساریہ! پہاڑ کی طرف جاؤ، عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ

Idara Ghufran

(کچھ دن بعد) اس لشکر کا ایک نمائندہ (وایلچی) آیا، اور اس نے (میدانِ جنگ کے حالات سنا کر) کہا کہ اے امیرُ المؤمنین! دشمن سے مقابلہ کے دوران ہم پسپا ہو رہے تھے، کہ اچانک ایک چِلّانے والے کی ہمیں آواز آئی، کہ اے ساریہ! پہاڑ کی طرف جاؤ، اے ساریہ! پہاڑ کی طرف جاؤ، چنانچہ (یہ آواز سن کر) ہم نے پہاڑ کو اپنی پشت (کی طرف رکھ کر نیا مورچہ) بنالیا، اور پھر اللہ نے دشمنوں کو شکست دیدی، عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے عرض کیا گیا کہ یہ پکارنے والے آپ ہی تھے (فضائل الصحابہ)

بعض دوسری احادیث سے معلوم ہوتا ہے کہ مذکورہ واقعہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے جمعہ کے خطبہ دینے کے دوران پیش آیا، اور آپ رضی اللہ عنہ نے تین مرتبہ حضرت ساریہ کو خطاب کر کے مذکورہ جملہ کہا، اور حضرت ساریہ رضی اللہ عنہ مدینہ منورہ سے ایک ماہ کی مسافت کی دُوری پر تھے، اور حضرت ساریہ کے لشکر کے بعض حضرات جب واپس مدینہ منورہ تشریف لائے، تو انہوں نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی آواز سُننے اور اُس کے مطابق عمل کر کے جنگ میں فتح اور کامیابی حاصل ہونے کی تصدیق کی، نیز خطبہ کے بعد حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے حضرت ساریہ کو آواز دینے سے متعلق معلوم کیا، تو عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میرے دل میں یہ بات آئی کہ جیسے ساریہ اپنے لشکر کے ساتھ دشمن کے گھیرے میں ہیں، اور ساریہ کے لئے یہ ضروری ہے کہ وہ اپنا مورچہ چھوڑ کر پہاڑ کو نیا مورچہ بنائیں (دلائل النبوۃ لابی نعیم اصبہانی، حدیث نمبر ۵۲۵، ماظہر علی ید عمر ونیاحۃ الجن علیہ)

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا خطبہ کے دوران حضرت ساریہ کو آواز دینے کی مذکورہ روایات کی سند کو بعض اہلِ علم نے صحیح جبکہ بعض نے حسن قرار دیا ہے۔ [1]

---

[1] وهذا إسناد جيد حسن (البداية والنهاية، ج۷،ص۱۴۷، فتح فسا ودار أبجرد وقصة سارية بن زنيم، ثم دخلت سنة ثلاث وعشرين وفيها وفاة عمر بن الخطاب)

قال المنلا على القارى: أخرجه البيهقي وأبو نعيم واللالكائي وابن الأعرابي والخطيب وابن مردويه عن نافع عن ابن عمر بإسناد حسن (مرقاة، باب مناقب عمر رضي الله عنه، الفصل الثالث)

قال الالبانی: صحیح. يا سارية الجبل يا سارية الجبل (السلسلة الصحيحة مختصرة، تحت رقم الحديث ۱۱۱۰)

حضرت ساریہ کو اہلِ علم کی ایک جماعت نے صحابۂ کرام میں شمار کیا ہے (الاصابۃ فی تمییز الصحابۃ، تحت رقم الترجمۃ ۳۰۴۱، جزء۳، صفحہ۴)

البتہ اس سلسلہ کی بعض دیگر روایات بھی احادیث اور تاریخ کی کتابوں میں بیان ہوئی ہیں، جن کے اندر مذکورہ واقعہ کے بارے میں مختلف طویل تفصیلات ذکر ہوئی ہیں (دلائل النبوۃ لابی نعیم الاصبہانی، رقم الحدیث ۵۲۸، ماظہر علی یدعمر ونیاحۃ الجن علیہ، کرامات الأولیاء لأبی القاسم ہبۃ اللہ اللالکائی، المتوفی:418 ہ، سیاق ماروی من کرامات أمیر المؤمنین أبی حفص عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ وما أظہر اللہ تبارک وتعالی علی یدیہ من الآیات)

مگر اُن میں سے بعض کی اسناد پر اہلِ علم حضرات نے کلام کیا ہے (سلسلۃ الاحادیث الصحیحۃ للالبانی، تحت رقم الحدیث ۱۱۱۰)

محدثین واہلِ علم حضرات نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے، حضرت ساریہ کو میلوں دُور سے آواز دینے، اور اُن کے اس آواز کو سُننے کے واقعہ کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے کشف اور الہام وکرامت ہونے پر محمول کیا ہے، جو آپ رضی اللہ عنہ کے اللہ تعالیٰ کے مقرب ہونے اور آپ کے بلند مرتبہ ہونے کی ایک علامت ہے۔

لیکن اس واقعہ سے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو غیب کا علم رکھنے والا سمجھنا درست نہیں۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی بعض دیگر کرامات بھی احادیث وروایات اور تاریخ کی کتابوں میں ذکر ہوئی ہیں (ملاحظہ ہو: مرقاۃ، باب مناقب عمر رضی اللہ عنہ، الفصل الثالث) [1]

---

[1] چنانچہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی کرامات کے تذکرے میں ایک واقعہ دریائے نیل کے نام حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا خط لکھنے کا مشہور ہے، اس واقعہ کو محمد بن عمر واقدی (ولادت ۱۳۰ھ، وفات ۲۰۷ھ) نے تاریخ کی کتاب فتوح الشام میں علم بن ساریہ کی سند سے اور عبدالرحمٰن بن عبداللہ ابوقاسم مصری (ولادت ۱۸۷ھ، وفات ۲۵۷ھ) نے اپنی تاریخ کی کتاب فتوح مصر واخبارہا میں اور ابوشیخ اصبہانی (ولادت ۲۷۴ھ، وفات ۳۶۹ھ) نے حدیث کی کتاب ''العظمۃ'' میں قیس بن حجاج کی سند کے حوالہ سے نقل کیا ہے (ملاحظہ ہو: فتوح مصر واخبارھا، صفحہ ۱۶۶، دارالنشر / دارالفکر - بیروت، فتوح الشام، ج ۲، ص ۶۳، نتائج المعرکۃ، الناشر: دارالکتب العلمیۃ، العظمۃ لابی الشیخ الاصبہانی، ج ۴، ص ۱۴۲۴، صفۃ النیل ومنتہاہ، باب صفۃ البحر والحوت، وعجائب مافیہما)

اور عام طور پر دیگر محدثین واہلِ علم حضرات نے بھی یہ واقعہ فتوح الشام اور فتوح مصر کے حوالہ سے ہی اپنی اپنی کتابوں میں ذکر کیا ہے، مگر بعض محققین نے اس واقعہ کی سند میں جہالت اور بعض ضعیف راویوں کے پائے جانے کی نشاندہی کی ہے، لیکن حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی بزرگی اور کرامات کسی تاریخی واقعہ پر موقوف نہیں، بلکہ صحیح احادیث وروایات سے مضبوط طریقہ پر ثابت ہے۔

قال الملا علی القاری: أخرجه أبو الشيخ فی العظمة بسنده إلی قيس بن الحجاج عن جدته (مرقاة، باب مناقب عمر رضی الله عنه، الفصل الثالث)

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

صحیح احادیث سے ثابت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو اس امت کا الہامی باتیں کرنے والا فرد یعنی مُلہَم قرار دیا ہے۔

چنانچہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَقَدْ كَانَ فِيمَنْ كَانَ قَبْلَكُمْ مِنْ بَنِي إِسْرَائِيلَ رِجَالٌ، يُكَلَّمُونَ مِنْ غَيْرِ أَنْ يَكُونُوا أَنْبِيَاءَ، فَإِنْ يَكُنْ مِنْ أُمَّتِي مِنْهُمْ أَحَدٌ فَعُمَرُ (بخاری، رقم الحديث ٣٦٨٩، باب مناقب عمر بن الخطاب أبي حفص القرشي العدوي رضي الله عنه)

ترجمہ: نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم سے پہلے بنی اسرائیل میں کچھ لوگ ایسے ہوتے تھے جو نبی نہ ہوتے ہوئے (بھی الہامی) باتیں کرتے تھے، اور اگر میری امت میں ایسا کوئی ہے، تو وہ عمر (بن خطاب) ہے (بخاری)

مطلب یہ ہے کہ امتِ محمدیہ میں الہامی باتیں کرنے والے شخص حضرت عمر رضی اللہ عنہ ہیں۔

اور حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ :إِنَّ اللَّهَ جَعَلَ الحَقَّ عَلَى لِسَانِ عُمَرَ وَقَلْبِهِ (ترمذی، رقم الحديث ٣٦٨٢، صحيح عند الالبانی)

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ نے عمر کے دل اور زبان پر حق جاری کر دیا ہے (ترمذی)

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

قال المحقق إمام بن علی بن إمام: أخرجه –أيضًا– ابن عبد الحكم فی فتوح مصر (ص ١٤٦) وأبو الشيخ فی العظمة (٤/١٤٢٤، رقم٩٣٧) من طريق ابن لَهِيعة، به . وإسناده ضعيف؛ لضعف ابن لَهِيعة، وجهالة مَن حدَّث عنه قيس بن الحجَّاج (مسند الفاروق لابن كثير، تحت رقم الحديث ١٨٤، خبرنيل مصر)

قال دسمان يحيى معالى، عباس صخر الحسن: فی إسناده هانء بن المتوكل، وابن لهيعة و كلاهما ضعيفان. وفيه انقطاع أيضا لأن قيسا لم يسمع عن عمرو بن العاص. أخرجه ابن عبد الحكم فی فتوح مصر والمغرب: 0/203-204، وابن الجوزی فی المنتظم: 4/294 ، وابن كثير فی البداية والنهاية: 1/27 ، و7/100، من طريق ابن لهيعة، عن قيس بن الحجاج، ممن حدثه قال: ..فذكره.وإسناده ضعيف أيضا، فشيخ قيس بن الحجاج غير معروف (حاشية الطيوريات، لصدر الدين، أبو طاهر السِّلَفی الأصبهانی المتوفی: 576 هـ، تحت رقم الحديث ١٠١٦)

اہلُ السنہ والجماعۃ کے نزدیک اللہ تعالیٰ کے نیک، صالح، اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت پر عمل کرنے والے بندے سے خلافِ عادت کسی بات کا ظاہر ہونا کرامت کہلاتا ہے، جیسا کہ بہت سے صحابۂ کرام اور اولیائے عظام کی کرامات ثابت ہیں۔

جبکہ فاسق، گناہ گار اور خلافِ شریعت کام کرنے والے شخص سے کوئی خلافِ عادت بات ظاہر ہو تو یہ استدراج یعنی اللہ تعالیٰ کی طرف سے ڈھیل کہلاتی ہے، اور فاسق و گناہ گار لوگوں کے ذریعہ بھی بعض اوقات خلافِ عادت کام ظاہر ہو جاتے ہیں، اور قیامت سے پہلے دجّال بھی بے شمار کرتب دکھا کر لوگوں کو گمراہ کرے گا۔

اور محدثین و اہلِ علم حضرات نے فرمایا کہ اصل کرامت اللہ تعالیٰ کے احکامات اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت پر عمل پیرا ہونا ہے، جسے یہ کرامت حاصل ہے، وہ اصل اللہ کا ولی اور نیک بندہ ہے، اور جو اللہ تعالیٰ کا نافرمان، اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت سے غافل ہے، وہ اللہ کا ولی اور نیک بندہ نہیں، چاہے وہ بڑی سے بڑی خلافِ عادت بات ظاہر کرے۔

TOYOTA
GENUINE PARTS
حافظ احسن: 0322-4410682
HONDA
GENUINE PARTS

اشرف آٹوز

ٹویوٹا اور ہنڈا کے جینین اور رپلیسمنٹ باڈی پارٹس دستیاب ہیں

حافظ الیاس حافظ اسامہ
گلی نمبر 6، ہاری سٹریٹ، منٹگمری پارک، لاہور
0313-4410682
0333

4318-C
چوک گوالمنڈی، راولپنڈی
Ph: 051- 5530500
5530555

ashrafautos.rawalpindi@gmail.com
Join us f on ashrafautos.rawalpindi

جلد1

علمی و تحقیقی رسائل

(1)... معینُ المفتی

(2)... رَفْعُ التَّشْکِیْکِ عَنْ حِیْلَةِ التَّمْلِیْکِ

(3)... غیر حنفی کی اقتداء میں نماز پڑھنے کا حکم

(4)... اَلْمَشَاکِلُ الْحَاضِرَةُ فِیْ حُرْمَةِ الْمُصَاهَرَةِ

(5)... تحقیق طلاق بالکتابة والاکراہ

(6)... مجنوںؔ، غضبانؔ اور سکرانؔ کی طلاق

مصنّف

مفتی محمد رضوان

جلد2

علمی و تحقیقی رسائل

(1)... صبح صادق وکاذب اور وقتِ عشاء کی تحقیق

(2)... کشفُ الغطاء عن وقتِ الفجر والعشاء

(3)... اشکالیات فلکیة وفقهیة حول تحدید مواقیت الصلاة.

(4)... کیفیةُ التحقق من صحة مواقیت الصلاة فی التقاویم.

مصنّف

مفتی محمد رضوان

جلد3

علمی و تحقیقی رسائل

(1)... النظر والفکر فی مبدء السفر والقصر

(2)... بِدَایَةُ السَّفَرِ وَالْقَصْرِ فِیْ حَالَةِ الْحَضْرِ وَالْمِصْرِ

(3)... منعُ مبدءِ السفر قبل مبدءِ القصر

(4)... جڑواں شہروں (Twin cities) میں سفر وقصر کا حکم

(5)... محرَم کے بغیر سفر کا حکم

مصنّف

مفتی محمد رضوان

جلد4

علمی و تحقیقی رسائل

(1)... خوارج سے متعلق احادیث کی تحقیق

(2)... کفار کے مخاطب بالفروع ہونے کا حکم

(3)... غیرُ اللہ کی نذرونیاز وذبح کا حکم

(4)... رویتِ باری تعالیٰ

(5)... قبر پر ہاتھ اٹھا کر دعاء کرنے کا حکم

(6)... خواب میں زیارتِ نبوی ﷺ کا حکم

(7)... محفلِ حُسنِ قرائت کا حکم

مصنّف

مفتی محمد رضوان خان

ملنے کا پتہ

کتب خانہ: ادارہ غفران، چاہ سلطان، گلی نمبر 17 راولپنڈی

فون: 051-5507270

جلد5

علمی و تحقیقی رسائل

(1)... پاکستان کی موجودہ رؤیتِ ہلال کمیٹی کی شرعی حیثیت

(2)...مقدس اوراق کا حکم

(3)...قرآن مجید کو بغیر وضو چھونے کا حکم

(4)... خیرُ بِقاعِ الارض کی تحقیق (یعنی شرعاً افضل ترین قطعۂ زمین کون سا ہے؟)

مصنّف

مفتی محمد رضوان خان

جلد6

علمی و تحقیقی رسائل

(1)...مجالسِ ذکر اور اجتماعی ذکر

(2)...جمعہ کے دن دُرود پڑھنے کی تحقیق

مصنّف

مفتی محمد رضوان خان

جلد7

علمی و تحقیقی رسائل

متبرک مقامات وآثار کے فضائل واحکام سے متعلق

13 علمی، فقہی و تحقیقی رسائل کا مجموعہ

مصنّف

مفتی محمد رضوان خان

جلد8

علمی و تحقیقی رسائل

(1)...اجتہادی اختلاف اور باہمی تعصب

(2)...تفرّد کی حقیقت

مصنّف

مفتی محمد رضوان خان

ملنے کا پتہ

کتب خانہ: ادارہ غفران، چاہ سلطان، گلی نمبر 17 راولپنڈی

فون: 051-5507270

پیارے بچو! مولانا محمد ریحان

جلد بازی کا انجام!

پیارے بچو! اشرف اور مشرف دو دوست تھے۔ وہ دونوں ایک ہی اسکول میں پڑھتے تھے۔ ایک دن ایک قریبی اسکول نے ایک پینٹنگ کے مقابلہ کا انتظام کیا جو کہ انہی کے اسکول میں ہونا تھا۔ اس مقابلہ میں کئی اسکولوں کے بچوں نے حصہ لیا اور اسی طرح اشرف اور مشرف نے بھی اس میں حصہ لیا۔ مقابلہ کا ایک خاص وقت مقرر تھا۔ مقابلہ میں اشرف اور مشرف دونوں کو مقابلہ میں ایک دوسرے کے ساتھ والی کرسی ملی۔ ہر حصہ لینے والے کو اپنے ساتھ رنگ اور دوات لانی تھیں۔ مشرف اپنا برش اور رنگ تو لے آیا تھا لیکن وہ اپنی پانی ڈالنے والی ڈبی بھول گیا تھا جس میں برش کو بار بار دھونا پڑتا ہے۔ اسی وجہ سے وہ بہت پریشان تھا۔

اشرف نے اپنے دوست کو دیکھا کہ وہ اس کے ساتھ کھڑا ہوا ہے اور وہ حیرت اور الجھن کا شکار تھا۔ تو اس نے اس سے کہا:

''یہاں کیا ہے جو آپ اتنے پریشان کھڑے ہو؟''

تو مشرف نے جواب دیا:

''میں اپنی پانی والی ڈبی لانا بھول گیا ہوں''

اشرف نے اس سے کہا:

''کوئی بات نہیں، آپ میری ڈبی استعمال کر سکتے ہو؛ میں اسے درمیان میں اس طرح رکھ دوں گا کہ ہم دونوں کو اس کا استعمال آسان ہوگا''

مشرف بہت خوش ہوا اور ان دونوں نے پینٹنگ بنانا شروع کر دی۔ مشرف نے ایک پودے کی تصویر بنائی اور اشرف نے ایک گاڑی کی تصویر بنائی۔ وہ دونوں اپنا برش دھونے کے لیے ایک ہی پانی کی ڈبی استعمال کر رہے تھے۔ اسی طرح دونوں نے جلدی میں اپنے برش ایک ساتھ ڈبی میں ڈال دیئے۔ اور وہ دونوں زور سے بولے: ''نہیں، نہیں''

پانی کی ڈبی پھسل گئی اور سارا پانی ان کی پینٹنگ کی تختیوں پر گر گیا اور ساری پینٹنگ خراب ہو گئی۔ پانی کی وجہ سے ان کی بنائی ہوئی ساری پینٹنگ خراب ہو گئی۔ وہ دونوں ایک دوسرے کے چہرے کی طرف غم اور افسوس سے دیکھنے لگے، اور ان دونوں کو کچھ سمجھ نہ آئی کہ وہ کیا کریں۔ اس بات کا وہاں کوئی فائدہ نہ تھا کہ اس سارے معاملے کا ذمہ دار کسے ٹھہرایا جائے۔ وقت بہت تیزی سے گزر رہا تھا، اور ان دونوں کو بہت جلد اپنی پینٹنگ جمع کروانی تھی۔

بغیر وقت ضائع دونوں نے جلدی سے ٹیبل کو صاف کرنا شروع کر دیا اور ایک نئے چارٹ پر نئی پینٹنگ بنانا شروع کر دی۔ مشرف نے ڈبی کو دوبارہ پانی سے بھر دیا اور اسے درمیان میں رکھ دیا۔

اس دوران جب کہ دونوں اپنی پینٹنگ بنانے میں غرق تھے، اشرف نے سوچا:

"دیکھا جائے تو کیوں پانی میز پر گرا؟"

اس نے محسوس کیا کہ دونوں نے ایک ہی وقت میں اس ڈبی میں اپنا برش دھونا چاہا اس وجہ سے پانی گر گیا۔ اگر دونوں میں سے کوئی ایک دوسرے کا انتظار کرتا تو کبھی پانی نہ گرتا۔ یہ سوچ کر اشرف نے اس بات کا اقرار کیا کہ وہ کبھی ایسا دوبارہ نہیں کرے گا۔

دونوں دوست سکون سے اپنی تختیوں پر پینٹنگ بنا رہے تھے کہ اچانک ایک اور مرتبہ دونوں نے زور سے حرکت کی تاکہ وہ ایک ہی وقت میں پانی میں اپنا برش ڈبوئیں، لیکن اس مرتبہ اشرف نے مشرف سے کہا:

"آپ پہلے ڈبوئیں، میں اپنا برش بعد میں صاف کر لوں گا۔"

مشرف نے مسکراتے ہوئے کہا:

"آپ کا شکریہ"

اس طرح اشرف اور مشرف نے تھوڑے ہی وقت میں اپنی پینٹنگ مکمل کر لی۔

پیارے بچو! آپ کا کسی کے لیے یہ چاہنا کہ وہ آپ سے پہلے کوئی چیز استعمال کر لے، یہ آپ کا اس کے ساتھ لگاؤ کو ظاہر کرتا ہے۔ اور انتظار ہی ایک ایسی چیز ہے جس سے ہر ایک کی باری آتی ہے اور سارے کام بغیر مشکل کے اور آسانی سے ہو جاتے ہیں۔

IdaraGhufran

بزمِ خواتین (عورت کا تقدس اور حقوق نسواں کا فریب: قسط 20) مفتی طلحہ مدثر

رہائش اور خرچہ میں خواتین کے اختیارات

معزز خواتین! نکاح اور مہر کے بارے میں خواتین کے اختیارات کے بارے میں تفصیل گزشتہ اقساط میں تحریر ہو چکی ہے، نکاح اور مہر کے علاوہ عورت کے ان حقوق میں سے جو شریعت نے عورت کو دیے ہیں، ایک حق یہ ہے کہ بیوی کی ضروریات رہائش، کپڑے، خوراک کا بندوبست صحیح طور پر کیا جائے، اسی کو شریعت میں ''نفقہ'' کہا جاتا ہے، اور ہماری بول چال میں نان، نفقہ یا رہائش وغیرہ اسی کے ہم معنیٰ الفاظ ہیں، اس کی کچھ تفصیل ملاحظہ فرمائیں۔

نفقہ (خرچہ، رہائش وغیرہ) کا حق واختیار

نکاح صحیح ہو جانے کے بعد اور مہر کی ادائیگی یا تعین کے بعد اگلا مرحلہ بیوی کے نان، نفقہ اور رہائش وغیرہ کا آتا ہے، نکاح صحیح ہو جانے کے بعد جب بیوی شوہر کو حقوق کی ادائیگی کے لیے خود کو سپرد کر دے اور کوئی شرعی یا فطری مانع بھی نہ ہو، تو ایسی صورت میں شوہر کے ذمہ بیوی کا نان، نفقہ واجب ہوتا ہے جس کی مختلف قسمیں ہیں۔

قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے سورہ طلاق میں فرمایا ہے:

أسكنوهن من حيث سكنتم من وجدكم ولا تضاروهن لتضيقوا عليهن

(سوره الطلاق،٦)

ترجمہ: ان عورتوں کو اپنی حیثیت کے مطابق اسی جگہ رہائش مہیا کرو جہاں تم رہتے ہو اور انہیں تنگ کرنے کے لیے انہیں ستاؤ نہیں (سورہ طلاق)

اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

لينفق ذو سعة من سعته ومن قدر عليه رزقه فلينفق مما آتاه الله (سوره طلاق،٧)

ترجمہ: ہر وسعت والا اپنی وسعت کے مطابق نفقہ دے، اور جس شخص کے لیے اس کا رزق تنگ کردیا گیا ہو (تنگ دست)، تو وہ اسی میں سے خرچ کرے جو اللہ نے اسے دیا ہو (سورہ طلاق)

مذکورہ بالا آیت عدت گزارنے والی عورتوں کے بارے میں ہے۔

اور اللہ تعالیٰ کا سورہ بقرہ میں ارشاد ہے:

وعلى المولود له رزقهن وكسوتهن بالمعروف (سورة البقرة، ۲۳۳)

ترجمہ: اوران ماؤں کا کھانا اور لباس کا خرچ بچے والے کے ذمہ ہے دستور کے مطابق (سورہ بقرہ)

مذکورہ آیت میں بھی اللہ تعالیٰ نے بیویوں کا خرچ شوہر کے ذمہ لازم قرار دیا ہے۔

اسی طرح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی بیویوں کا نفقہ شوہروں کے ذمہ لازم قرار دیا ہے چنانچہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے حجۃ الوداع کے خطبہ میں ارشاد فرمایا:

فاتقوا الله فى النساء، فإنكم أخذتموهن بأمان الله، واستحللتم فروجهن بكلمة الله ......ولهن عليكم رزقهن وكسوتهن بالمعروف

(صحيح مسلم، كتاب الحج، باب حجة النبى صلى الله عليه وسلم، رقم الحديث ۱۲۱۸، ۱۴۷)

ترجمہ: تم عورتوں کے بارے میں اللہ سے ڈرو! بیشک تم نے ان عورتوں کو اللہ کی امانت کے ساتھ لیا ہے، اور تم نے ان کی شرمگاہوں کو اللہ کے حکم سے اپنے لیے حلال کیا ہے ......تمہارے ذمہ ان کا کھانا پینا اور لباس معروف طریقے کے مطابق لازم ہے (مسلم)

قرآن اور حدیث کے ساتھ ساتھ تمام امت کا شوہر کے ذمہ بیوی کا نفقہ لازم ہونے پر اتفاق ہے، لیکن نفقہ واجب ہونے کے لیے کچھ شرائط ہیں، اگر وہ شرائط نہیں پائی جائیں گی تو شوہر کے ذمہ نفقہ لازم نہیں ہوگا، مثلاً یہ کہ نکاح شرعی قواعد کے مطابق درست ہوا ہو، نکاح فاسد میں نفقہ لازم نہیں ہوتا، اسی طرح ایک شرط یہ ہے کہ بیوی خود کو شوہر کے سپرد کرے، جس بنا پر خصوصی تعلقات قائم کرنے میں کوئی رکاوٹ نہ ہو، اگر منکوحہ کم عمر ہے یا کسی شرعی وجہ کے بغیر وہ شوہر کو خود سے تعلق قائم نہیں

کرنے دیتی ،تو وہ نفقہ کی مستحق نہیں ہے،اسی طرح ایک شرط یہ ہے کہ وہ بغیر اجازت شوہر کے گھر سے منتقل نہ ہو،اگر بغیر اجازت شوہر کے پاس سے چلی جائے تو شرعاً یہ عمل شوہر کی نافرمانی شمار ہوگا اور ایسی صورت میں بھی بیوی نفقہ کی مستحق نہیں ہوگی،ان شرائط کا آسان الفاظ میں حاصل یہ ہے کہ عورت کی طرف سے کوئی ایسی کوتاہی پائے جائے جس کا اثر شوہر کے حقوق پر بالواسطہ یا بلاواسطہ پڑ رہا ہو تو ایسی صورت میں بیوی اپنا نفقہ کا استحقاق کھودے گی۔

اقبال ٹریڈرز
ہمارے ہاں پلاسٹک ،اسٹیل ،آفس فرنیچر اور کمپیوٹر ٹیبل کی ورائٹی دستیاب ہے
اس کے علاوہ المونیم کی کھڑکیاں اور دروازے ،سیلنگ ،بلائنڈز ،وال پیپر ،ونائل فلور ٹائل بھی دستیاب ہیں
بالمقابل چوک کوہاٹی بازار مری روڈ راولپنڈی
فون 5962705--5503080

عدنان احمد خان
0345-5067603
الفہد فوڈز کوکنگ سنٹر
دوکان نمبر K-93،ظفر الحق روڈ،نزد ببلی پان شاپ، کمیٹی چوک،راولپنڈی
فون: 051-5961624

حکمرانی اللہ کی امانت ہے

حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

قُلْتُ:يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ، أَلَا تَسْتَعْمِلُنِيْ؟ قَالَ:فَضَرَبَ بِيَدِهِ عَلٰى مَنْكِبِيْ، ثُمَّ قَالَ:يَا أَبَا ذَرٍّ، إِنَّكَ ضَعِيْفٌ، وَإِنَّهَا أَمَانَةٌ، وَإِنَّهَا يَوْمَ الْقِيَامَةِ خِزْيٌ وَّنَدَامَةٌ، إِلَّا مَنْ أَخَذَهَا بِحَقِّهَا، وَأَدَّى الَّذِيْ عَلَيْهِ فِيْهَا (مسلم، رقم الحدیث 1825"16")

ترجمہ: میں نے عرض کیا کہ اے اللہ کے رسول کیا آپ مجھے عامل (یعنی کسی علاقہ کا وزیر وگورنر) نہیں بناتے؟ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے (شفقت سے) اپنا ہاتھ میرے کندھے پر مار کر فرمایا کہ اے ابوذر! آپ کمزور ہیں اور یہ (امارت وحکومت کا معاملہ اہم ونازک) امانت ہے اور یہ قیامت کے دن رُسوائی اور شرمندگی ہے، سوائے اس کے کہ جس نے اس کے حقوق پورے کیے اور اس بارے میں جو اس کی ذمہ داری تھی اس کو ادا کیا (مسلم)

معلوم ہوا کہ حکومت کا عہدہ اللہ کی طرف سے عوام کی اجتماعی، نازک اور اہم امانت ہے، جس کی حفاظت نہایت ضروری ہے، اور اگر اس اہم عہدہ کی ذمہ داریاں اور اس کے حقوق ادا نہ کیے جائیں، تو یہ عہدہ بروز قیامت باعثِ وبال وباعثِ رسوائی وشرمندگی ہوگا، جس کا انجام دنیا میں بھی اچھا نہیں ہوتا۔

Savour Foods®

● RAWALPINDI
Gordon College Road
Tel: 5532556-8,Fax: 5531923

● ISLAMABAD
Blue Area
Tel:2348097-9

● Lahore
Shama Chowk
Ferozpur Road
Tel: 37422635,37422640

● Pindi Cricket Stadium
Tel:4855019 , 4855021

● Melody Food Park
Tel:2873300

www.savourfoods.com.pk

امانتوں کو اہل کی طرف سپرد کرنے کا حکم

قرآن مجید کی سورہ نساء میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ:

إِنَّ اللّٰهَ يَأْمُرُكُمْ أَنْ تُؤَدُّوا الْأَمَانَاتِ إِلَى أَهْلِهَا وَإِذَا حَكَمْتُمْ بَيْنَ النَّاسِ أَنْ تَحْكُمُوا بِالْعَدْلِ إِنَّ اللّٰهَ نِعِمَّا يَعِظُكُمْ بِهِ إِنَّ اللّٰهَ كَانَ سَمِيعًا بَصِيرًا. يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا أَطِيعُوا اللّٰهَ وَأَطِيعُوا الرَّسُولَ وَأُولِي الْأَمْرِ مِنْكُمْ (سورة النساء ،رقم الآيات 58،59)

ترجمہ: بے شک اللہ تمہیں حکم دیتا ہے کہ امانتیں ان کے اہل لوگوں تک پہنچادو اور تم جب لوگوں کے درمیان فیصلہ کرو تو انصاف سے فیصلہ کرو بیشک اللہ تمہیں نہایت اچھی نصیحت کرتا ہے بیشک اللہ خوب سُننے والا، خوب دیکھنے والا ہے۔اے ایمان والو! اللہ کی اطاعت کرو اور رسول کی اطاعت کرو اور ان لوگوں کی جو تم میں سے حاکم ہوں (سورہ نساء)

ان آیات سے جہاں حکمرانوں کی اطاعت کا حکم معلوم ہوا، اسی کے ساتھ یہ بھی معلوم ہوا کہ امانتوں کو ان کے اہل کو سپرد کرنا ضروری ہے، اور حکومت کا عہدہ کیونکہ اللہ اور اس کے رسول کی طرف سے عوام کی بہت بڑی، اہم اور نازک اجتماعی امانت ہے، اس لئے اس کے لئے خصوصیت کے ساتھ اہلیت ضروری ہے، اور فیصلہ کرنے والے کے لیے بھی ضروری ہے کہ وہ لوگوں کے درمیان عدل وانصاف سے فیصلہ کرے، ورنہ یہ اپنے عہدے سے خیانت اور نا اہلی ہوگی۔

نااہل کوحکومت کا عہدہ سپرد کرنا امانت کوضائع کرنا ہے

حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ: مَنِ اسْتَعْمَلَ عَامِلًا عَلٰی قَوْمٍ وَفِیْ تِلْکَ الْعِصَابَۃِ مَنْ ھُوَ اَرْضٰی لِلّٰہِ مِنْہُ فَقَدْ خَانَ اللّٰہَ وَخَانَ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَخَانَ جَمِیْعَ الْمُسْلِمِیْنَ.

ترجمہ: رسولُ اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس نے کسی قوم کا وزیر مقرر کیا، اور اُس جماعت میں اُس آدمی سے زیادہ اللہ کا پسندیدہ بندہ تھا، تو اس نے اللہ کے ساتھ خیانت کی، اور اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ بھی خیانت کی، اور تمام مسلمانوں کے ساتھ بھی خیانت کی (السنۃ لابن ابی عاصم، حدیث نمبر1462)

اس سے معلوم ہوا کہ کسی عہدے یا حکمرانی کی ذمہ داری پورے ملک اور اس کے لاکھوں کروڑوں عوام بلکہ اللہ اور اس کے رسول کی امانت ہے، اس لیے اپنے ماتحت یا کسی بھی قوم کے لیے صاحبِ اختیار شخص کو ایسے شخص کو وزیر یا عامل مقرر کرنا چاہئے، جو کہ اس عہدے کا اہل ہو، اور اگر وہ شخص نااہل ہے، تو یہ اللہ اور اس کے رسول اور لاکھوں لوگوں کے ساتھ خیانت ہے، پھر نااہل کو حکومت کا عہدہ سپرد کرنے میں صدر یا وزیر یا کسی دوسرے مجاز شخص کا کسی نااہل کو سرکاری منصب کا چھوٹا بڑا عہدہ دینا بھی داخل ہے، اور عوام کی طرف سے نااہل کو ووٹ وغیرہ کے ذریعہ سے حکومت کے عہدہ کے لئے منتخب کرنا بھی داخل ہے۔

CANNON PRIMAX PLUS
15 سالہ گارنٹی
051-5517039
0300-8559001
نذیر سنز
Cannon not selling a mattress but a good night sleep
418۔خان بلڈنگ بابو بازار، صدر راولپنڈی

حکومت کا آغاز، درمیان اور اختتام

حضرت ابواُمامہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ قَالَ: مَا مِنْ رَجُلٍ يَلِيْ أَمْرَ عَشَرَةٍ فَمَا فَوْقَ ذٰلِكَ إِلَّا أَتَى اللّٰهَ مَغْلُوْلًا يَوْمَ الْقِيَامَةِ يَدُهُ إِلٰى عُنُقِهِ فَكَّهُ بِرُّهُ أَوْ أَوْبَقَهُ إِثْمُهُ أَوَّلُهَا مَلَامَةٌ، وَأَوْسَطُهَا نَدَامَةٌ وَآخِرُهَا خِزْيٌ يَوْمَ الْقِيَامَةِ.

ترجمہ: نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو آدمی بھی دس آدمیوں یا اس سے زیادہ کا ولی (حکمران وحاکم) بنا، تو وہ اللہ کے پاس قیامت کے دن اس حال میں طوق پہن کر آئے گا کہ جس کا ہاتھ اس کی گردن سے بندھا ہوا ہوگا، جسے اس کی نیکی (اور عدل وانصاف) ہی کھول سکے گی، ورنہ اس کے گناہ اسے ہلاک کردیں گے حکومت کا آغاز ملامت سے ہوتا ہے درمیان ندامت سے اور اختتام قیامت کے دن رُسوائی پر ہوگا (مسند احمد، رقم الحدیث 22300)

مطلب یہ ہے کہ حکومت کا آغاز ملامت کے ساتھ ہوتا ہے، کہ لوگ مختلف طریقوں سے ملامت کرتے ہیں، اور طرح طرح سے شکوے شکایت کرتے ہیں، جس کے نتیجہ میں پھر ندامت وشرمندگی اُٹھانی پڑتی ہے، اور قیامت کے دن ناانصافی اور لوگوں کی حق تلفیوں اور بے جا طرفداریوں کی وجہ سے ذلت ورُسوائی اور عذاب کا بھی سامنا ہوگا، یہ اس کی انتہاء ہے۔

البتہ جو حکمران عدل وانصاف سے کام لے، وہ بَری ہوگا۔

نیو عباسی الیکٹرونکس

بااختیار ڈیلر
Dawlance
CORONA
UNITED

فریج، ڈیپ فریز، واشنگ مشین، جوسر، استری، گیزر، کچن کی تمام ورائٹی
بہترین ہوم سروس دی جاتی ہے

Deals in: All kind of Electric & Gas Appliances

شہناز پلازہ، چاندنی چوک، مری روڈ راولپنڈی۔ فون: 051-4906381, 0321-5365458

آپ کے دینی مسائل کا حل — ادارہ

کعبہ کو دیکھنے کے وقت دعاء کا حکم (قسط5)

(باب نمبر2)

رؤیتِ کعبہ پر دعا کے وقت رفعِ یدین سے متعلق فقہاء وعلماء کے اقوال

یہ جان لینا ضروری ہے کہ احادیث میں مسجد میں داخل ہو کر پہلے تحیۃ المسجد پڑھنے کا حکم آیا ہے، بشرطیکہ کوئی عذر نہ ہو، لیکن جمہور فقہائے کرم نے فرمایا کہ حدودِ حرم میں داخل ہونے والے کے لیے خواہ وہ مسافر ہو یا حاجی ہو یا کوئی اور، مسجد حرام کا تحیۃ طواف ہے، البتہ اگر مسجدِ حرام میں داخل ہونے والے کو کوئی عذر ہو، یا اس کا طواف کا ارادہ نہ ہو، اور مکروہ وقت بھی نہ ہو، تو پھر دو رکعات تحیۃ المسجد پڑھنا بہتر ہے۔

اسی طرح جو شخص خود حدودِ حرم کا باشندہ ہو، تو اس کے لیے دوسری مساجد کی طرح مسجدِ حرام کا تحیۃ ''نماز'' ہے۔

(ملاحظہ ہو: الموسوعة الفقهية الكويتية، ج١٠، ص٣٠٦، مادة''تحية'')

مگر افسوس کہ جو شخص حج وعمرہ کی غرض سے احرام باندھ کر مسجدِ حرام میں آئے، اور اس کو مسجدِ حرام میں داخل ہو کر طواف کرنے میں کوئی عذر اور مانع بھی نہ ہو، اس کو مسجدِ حرام کا اصل تحیۃ طواف، جو مسجدِ حرام کی ایک لاکھ نمازوں کے برابر نماز پر بھی مقدم رکھا گیا، وہ وہ ترک کرا کر لمبی لمبی دعاؤں میں مشغول کرا دیا جاتا ہے، جس کا درجہ نہ طواف کے برابر ہے، اور نہ نماز کی شکل میں ''تحیۃ المسجد'' کے برابر ہے، جو سراسر سنت کے خلاف ہے۔

اس کے بعد عرض ہے کہ مسجدِ حرام میں داخل ہوتے وقت، مسجد میں داخل ہونے کی دعا سنت ہے، اور اکثر فقہائے کرام کے نزدیک مسجدِ حرام میں داخل ہوتے وقت، بیت اللہ پر نظر پڑنے کے وقت دعا مستحب ہے، لیکن اس موقع پر دعا کے لیے ہاتھ اٹھانے کے مستحب ہونے نہ ہونے میں فقہائے

کرام کا اختلاف ہے۔
مالکیہ کے اصل مذہب میں اور بعض حنفیہ کی تصریح کے مطابق مکروہ ہے۔
حنفیہ کے اصل اور راجح مذہب کے مطابق کم از کم مستحب نہیں۔
جبکہ شافعیہ کے نزدیک جائز یا مستحسن ہے۔
اور حنابلہ اور بعض حنفیہ و مالکیہ کے نزدیک مستحب ہے۔
آگے مختلف عبارات کی روشنی میں اس کی تفصیل ذکر کی جاتی ہے۔

’’الموسوعةُ الفقهية الكويتية‘‘ کا حوالہ

’’الموسوعةُ الفقهية الكويتية‘‘ میں ہے کہ:

’’بیتُ اللہ کو دیکھتے وقت ہاتھ اٹھانے کے مسئلے میں فقہائے کرام کا اختلاف ہے۔

شافعیہ اور حنابلہ کے نزدیک اور حنفیہ کے ایک قول کے مطابق اور مالکیہ میں سے ابنِ حبیب کے نزدیک اور سفیان ثوری اور ابنِ مبارک اور امام اسحاق کے نزدیک بیتُ اللہ کو دیکھنے کے وقت رفعِ یدین مستحب ہے، حضرت ابنِ عمر اور حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہما سے بھی یہی مروی ہے۔

ان حضرات کا استدلال حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہ کی اس حدیث سے ہے، جس میں سات مواقع پر ہاتھ اٹھانے کا ذکر آیا ہے، ان میں سے ایک موقع بیتُ اللہ کو دیکھنے کے وقت کا ہے۔

اور ایک وجہ یہ بھی ہے کہ بیتُ اللہ کو دیکھنے کے وقت دعاء مستحب ہے، اور دعاء کے وقت رفع یدین کا شرعی حکم ہے (اگر چہ وہ مستحب درجے کا ہو)

اور حنفیہ اور مالکیہ کے مذہب کے مطابق بیتُ اللہ کو دیکھنے کے وقت رفع یدین مستحب نہیں، ملا علی قاری نے اپنی ’’لباب‘‘ کی شرح میں فرمایا کہ ’’اپنے ہاتھ نہیں اٹھائے گا، اگر چہ دعاء کی حالت میں ہو، کیونکہ ہمارے اصحاب کی مشہور کتابوں میں اس کا ذکر نہیں پایا جاتا‘‘ سروجی نے فرمایا کہ ’’حنفیہ کا اصل مذہب اس موقع پر رفع یدین نہ کرنے کا

ہے’’ اور امام طحاوی نے اس بات کی تصریح کی ہے ہمارے تینوں ائمہ کے نزدیک اس موقع پر ہاتھ اٹھانا مکروہ ہے۔

(ملاحظہ ہو:الموسوعة الفقهية الكويتية، ج۴۵ص۲۶۸، مادة ’’ يد ‘‘ رفع اليدين عند رؤية البيت الحرام)

یہ بھی ملحوظ رہے کہ حنفیہ کے اصل مذہب کے مطابق بیتُ اللہ کو دیکھنے کے وقت دعاء کے لیے ہاتھ اٹھانا مستحب نہیں، لیکن طواف کی ابتداء کرتے وقت نماز کی طرح ہاتھ اٹھانا مستحب ہے۔

اور حنفیہ کے علاوہ دیگر حضرات کے نزدیک طواف کی ابتداء میں نماز کی طرح ہاتھ اٹھانا مستحب نہیں۔

البتہ حجرِ اسود کی تقبیل یا اس کے بدلے میں استلام کا مسئلہ اس سے جدا ہے، کیونکہ اس میں اصل تقبیل ہے، اور تقبیل نہ کرنے کی صورت میں اس کا بدل استلام ہے، جس کے لیے ہاتھوں سے اشارہ کیا جاتا ہے۔

حنفیہ کے نزدیک طواف کی ابتداء میں نماز کی طرح ہاتھ اٹھانے کے مستحب ہونے کی دلیل حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہ کی وہی حدیث ہے، جس میں سات مواقع پر ہاتھ اٹھانے کا ذکر ہے، اور اس میں ایک موقع بیتُ اللہ کو دیکھنے کا ہے، اس بیتُ اللہ کو دیکھنے کے وقت ہاتھ اٹھانے کا محمل ومصداق حنفیہ کے نزدیک طواف کی ابتداء کا وقت ہے، اور اس موقع پر ہاتھ اٹھانے کی کیفیت نماز کے آغاز والی ہے، نہ کہ دعاء کے وقت والی، جبکہ دیگر حضرات کے نزدیک بیتُ اللہ کو دیکھنے کے وقت ہاتھ اٹھانے کا محمل ومصداق بیتُ اللہ پر طواف کے علاوہ عام حالات میں نظر پڑنا ہے، اور ان کے نزدیک اس موقع پر ہاتھ اٹھانے کی کیفیت دعاء والی ہے، نہ کہ نماز شروع کرنے کے وقت ہاتھ اٹھانے والی، جس کی تفصیل آگے آتی ہے۔

(ملاحظہ ہو:الموسوعة الفقهية الكويتية، ج۲۹،ص۱۳۶،مادة’’طواف‘‘)

’’شرح معانی الآثار‘‘ کا حوالہ

امام ابوجعفر طحاوی رحمہ اللہ (المتوفی: 321ہجری) نے شرح معانی الآثار میں بیت اللہ کو دیکھنے کے وقت دعا اور رفعِ یدین سے متعلق مستقل باب’’باب رفع اليدين عند رؤية البيت ‘‘ کے عنوان سے قائم کیا ہے، جس میں انہوں نے اس مسئلہ پر مفصل و مدلل بحث فرمائی ہے، اور اس

سلسلہ میں انہوں نے امام ابوحنیفہ اور صاحبین کے موقف کو بھی واضح فرمایا ہے۔

امام طحاوی رحمہ اللہ نے جس مدلل انداز میں اس مسئلہ پر روشنی ڈالی ہے، اس پر اہلِ علم کی پوری طرح نظر نہ ہونے کی وجہ سے، اس مسئلہ میں حنفیہ کے موقف کے متعلق غلط فہمیاں پیدا ہوتی ہیں، اس لیے امام طحاوی رحمہ اللہ کے اس مفصل باب کا اردو زبان میں مفہوم بیان کیا جاتا ہے۔

امام طحاوی رحمہ اللہ نے ''باب رفع الیدین عند رؤیۃ البیت'' قائم کرکے سب سے پہلے ابنِ ابی لیلیٰ کی سند سے حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہ سے مروی اس حدیث کو روایت کیا ہے، جس میں سات مواقع پر ہاتھ اٹھانے کا ذکر ہے، جن میں سے ایک موقع نماز شروع کرتے وقت، اور دوسرا بیت اللہ کے قریب، تیسرا صفا پر، چوتھا مروہ پر، پانچواں عرفات میں، چھٹا مزدلفہ میں، ساتواں جمرتین کے قریب بیان کیا گیا ہے۔

پھر اس کے بعد امام طحاوی نے ابنِ ابی لیلیٰ کی سند سے حضرت ابنِ عمر رضی اللہ عنہ سے بھی اس کے مثل مروی ہونا روایت کیا ہے۔

اس کے بعد امام طحاوی نے فرمایا کہ اس حدیث کو تمام حضرات نے لیا ہے، جس میں ہمارے علم کے مطابق کسی نے مخالفت نہیں کی، سوائے بیت اللہ کے نزدیک رفعِ یدین کے مسئلہ میں، پس ایک قوم اس (بیت اللہ کے قریب رفعِ یدین کرنے) کی طرف گئی ہے، اور انہوں نے (ابنِ عباس کی) اسی حدیث سے دلیل پکڑی ہے، جیسا کہ شافعیہ و حنابلہ وغیرہ)

(ملاحظہ ھو: شرح معانی الآثار، رقم الحدیث ۳۸۲۱ و ۳۸۲۲، کتاب مناسک الحج، باب رفع الیدین عند رؤیۃ البیت)

اور دوسرے حضرات نے مذکورہ مسئلہ کی مخالفت کی ہے، اور انہوں نے بیت اللہ کو دیکھنے کے وقت رفعِ یدین کو مکروہ قرار دیا ہے، جیسا کہ مالکیہ وحنفیہ)

اور انہوں نے اس سلسلہ میں مہاجر مکی کی جابر بن عبداللہ سے مروی حدیث سے دلیل پکڑی ہے، جس میں حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے بیتُ اللہ کو دیکھنے کے وقت ہاتھ اٹھانے سے متعلق سوال کیا گیا، اس کے جواب میں حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے اس کو

ایک تو یہودیوں کا فعل قرار دیا، اور ساتھ ہی یہ فرمایا کہ ہم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ حج کیا، مگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بیتُ اللہ کو دیکھنے کے وقت ہاتھ نہیں اٹھائے۔

اب اگر اس مسئلہ کو (دونوں قسم کی احادیث میں تقابل کر کے)

سند کے اعتبار سے لیا جائے، تو حضرت جابر رضی اللہ عنہ کی اس حدیث کی سند کا حال، حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہ کی مذکورہ حدیث کی سند سے بہتر ہے (کیونکہ حدیثِ جابر مسند اور حسن یا مقبول ہے، اور حدیث ابنِ عباس مرسل اور ضعیف ہے)

اور اگر اس مسئلہ کو احادیث کے معانی کی تصحیح کے اعتبار سے لیا جائے، تو حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے چونکہ اس کو یہودیوں کا فعل قرار دیا ہے، اس لیے یہ بات ممکن ہے کہ یہودیوں کی شریعت میں قبلہ کو دیکھنے کے وقت ہاتھ اٹھانے کا حکم ہو، کیونکہ وہ اہلِ کتاب ہیں، اور ابتدائے اسلام میں اہلِ کتاب کی اقتدا کا حکم یا اجازت تھی، بعد میں جب اللہ عزوجل نے ان کی شریعت کے احکام منسوخ کر دیئے، اور پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حج کیا، تو اہلِ کتاب کی مخالفت کی، اور بیتُ اللہ کو دیکھنے کے وقت اپنے ہاتھ نہیں اٹھائے، پس اس صورت میں حضرت جابر رضی اللہ عنہ کی حدیث اولیٰ ہوگی، کیونکہ اس میں دونوں حدیثوں کی تصحیح پائی جاتی ہے کہ ابنِ عباس رضی اللہ عنہ کی حدیث میں مذکور عمل منسوخ ہے، اور حضرت جابر رضی اللہ عنہ کی حدیث کا عمل ناسخ ہے (کیونکہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے حجۃ الوداع آخر میں کیا تھا)

(ملاحظہ ہو: شرح معانی الآثار، تحت رقم الحدیث ۳۸۲۳، کتاب مناسک الحج، باب رفع الیدین عند رؤیۃ البیت)

اور اگر اس مسئلہ کو ''نظر'' (یعنی قیاس) کے طریقہ سے لیا جائے، تو اس کی تقریر یہ ہے کہ ہم نے اس (سات مواقع پر ہاتھ اٹھائے جانے والی) حدیث میں جو رفع یدین مذکور ہے، اس کی دو قسمیں پائی ہیں، ایک تو وہ رفع یدین ہے، جو نماز کی تکبیر کے لیے کیا جاتا ہے (یعنی کانوں تک ہاتھ اٹھائے جاتے ہیں) اور دوسرا وہ رفع یدین ہے، جو دعاء کے

لیے کیا جاتا ہے (جس میں اپنے سامنے کی طرف ہاتھ پھیلائے جاتے ہیں) پس صفا اور مروہ اور مزدلفہ اور عرفات اور جمرتین کے نزدیک رفع یدین کرنے پر تو سب کا اتفاق ہے (کہ ان مواقع پر دعاء کے طور پر ہاتھ اٹھائے جائیں گے) اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرفہ میں رفع یدین کرنا بھی حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ کی سند سے مروی ہے۔

پھر ہم نے (اس حدیث میں مذکور) بیتُ اللہ کو دیکھنے کے وقت رفع یدین کے بارے میں غور کیا کہ کیا وہ بھی اسی (دعا کے لیے ہاتھ اٹھانے کے) طریقے سے ہے یا نہیں؟

تو ہم نے دیکھا کہ جو حضرات اس کے قائل ہیں (کہ یہاں دعا کے طور پر ہاتھ اٹھائے جائیں گے) وہ یہ کہتے ہیں کہ بیتُ اللہ کو دیکھ کر (دعا کے لیے) ہاتھ اٹھانا، احرام کی وجہ سے نہیں ہے، بلکہ بیتُ اللہ کی تعظیم کی وجہ سے ہے۔ [1]

اور ہم نے یہ بھی دیکھا کہ عرفات اور مزدلفہ میں اور جمرتین کے نزدیک اور صفا اور مروہ پر ہاتھ اٹھانے کا حکم (ان مواقع کی تعظیم کی وجہ سے) دعاء کے طریقہ پر اس موقع پر ہے، جس میں اس وقوف کو احرام کی وجہ سے مقرر کیا گیا ہے۔

اور ہم نے یہ بھی دیکھا کہ جو شخص عرفہ یا مزدلفہ یا رمیِ جمار کی جگہ یا صفا اور مروہ پر، احرام کے بغیر (کسی دوسرے وقت) جائے، تو وہ ان میں سے کسی جگہ کی تعظیم کی وجہ سے (دعا

---

[1] ملحوظ رہے کہ سوال کے ساتھ منسلکہ کراچی کے فتوے میں اس موقع پر امام طحاوی کی عبارت کو سمجھنے میں تسامح ہوا ہے، وہ اس طرح کہ یہ سمجھ لیا گیا کہ امام طحاوی نے بیت اللہ کو دیکھ کر جس رفعِ یدین کو مکروہ قرار دیا ہے، وہ دعا کی طرح کا رفعِ یدین نہیں، بلکہ نماز شروع کرنے کی طرح کا رفعِ یدین مراد ہے، جو بیت اللہ کو تعظیم کے لیے ہر مرتبہ بیت اللہ پر نظر پڑنے پر کیا جائے، اور امام ابو حنیفہ اور صاحبین سے امام طحاوی نے جس رفعِ یدین کا مکروہ ہونا نقل کیا ہے، وہ اسی رفعِ یدین سے متعلق ہے، اور حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے جس رفعِ یدین کو ناپسند قرار دیا، وہ اسی طرح کا رفعِ یدین تھا۔

لیکن منسلکہ فتوے کے ان تمام دعووں سے ہمیں اتفاق نہ ہوسکا، کیونکہ اولاً تو امام طحاوی نے جو بیت اللہ کی تعظیم کے لیے ہاتھ اٹھانے کی بحث کی ہے، وہ دعا کے طور پر ہاتھ اٹھانے سے متعلق ہے، جس کے شافعیہ وحنابلہ وغیرہ قائل ہیں، دوسرے انہوں نے حدیثِ جابر کے تناظر میں جو بحث کی ہے، وہ دعا کے طور پر رفعِ یدین سے متعلق ہے، تیسرے انہوں نے جو حدیث ابنِ عباس کے تناظر میں بحث کی ہے، اور اس پر فقہائے کرام کے اقوال مستحب ہونے نہ ہونے یا مکروہ ہونے کے ذکر کیے ہیں، وہ سب اسی رفعِ یدین سے متعلق ہیں، جہاں تک امام ابنِ خزیمہ کا حدیثِ جابر کے متعلق موقف ہے، وہ ان کا اپنا موقف ہے، اس کو امام طحاوی یا حنفیہ کا موقف سمجھنا یا قرار دینا صحیح نہیں، جس پر کلام آگے آتا ہے۔ محمد رضوان۔

کے لیے) ہاتھ نہیں اٹھائے گا۔

پس جب یہ بات ثابت ہوگئی کہ ان مذکورہ مقامات پر ہاتھ اٹھانا صرف احرام کی وجہ سے ہے، احرام کے علاوہ اس کا حکم نہیں ہے، اسی طرح سے بیت اللہ کو دیکھ کر ہاتھ اٹھانے کا حکم بھی احرام کے علاوہ میں نہیں ہوگا، پھر جب یہ بات ثابت ہوگئی کہ احرام کے علاوہ میں اس کا حکم نہیں ہوگا، تو اسی سے یہ بات بھی ثابت ہوگئی کہ اس کا احرام میں بھی حکم نہیں ہوگا (کیونکہ یہ نسک کسی کے نزدیک بھی نہیں)

(ملاحظہ ہو: شرح معانی الآثار، تحت رقم الحدیث ۳۸۲۴، کتاب مناسک الحج، باب رفع الیدین عند رؤیة البیت)

اور (قیاس کے اعتبار سے) دوسری دلیل یہ ہے کہ ہم نے دیکھا کہ بیت اللہ کے قریب احرام میں رفع یدین کا حکم نہیں ہے، جس طرح سے بیت اللہ کے قریب بھی وقوف کا حکم نہیں ہے، ان مواقع کی طرح، جن کا ہم نے ذکر کیا (یعنی دوسرے مواقع مثلاً صفا، مروہ، مزدلفہ، عرفات اور جمرتین پر وقوف کا حکم ہے، اس لیے وہاں رفع یدین کے ساتھ دعاء بھی ہے) اور ہم نے دیکھا کہ جمرۂ عقبہ بھی دوسرے جمار کی طرح ایک جمرہ ہے، لیکن جمرۂ عقبہ کے قریب نہیں ٹھہرا جاتا، تو وہاں ہاتھ اٹھانے کا حکم نہیں ہے، پس اس پر قیاس کا تقاضا یہ ہوگا کہ بیت اللہ کے قریب بھی جب وقوف کا حکم نہیں ہے، (اور اس کا کوئی بھی قائل نہیں ہے) تو اس موقع ہاتھ اٹھانے کا بھی حکم نہیں ہوگا، جو کچھ ہم نے ذکر کیا، اور قیاس سے ثابت کیا، اس کا تقاضا یہی ہے، اور یہی امام ابوحنیفہ، امام ابویوسف اور امام محمد رحمہم اللہ کا قول ہے۔ [1]

---

[1] امام طحاوی رحمہ اللہ کی یہ دلیل بڑی اہم ہے، جس میں انہوں نے ایسے نکتہ کو واضح فرمایا ہے، جس میں کسی کا اختلاف نہیں، اور وہ مسجدِ حرام میں داخل ہو کر بیت اللہ کو دیکھنے کے وقت ٹھہرنے کا حکم نہ ہونا ہے، اس موقع پر ٹھہرنے کا نہ تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے قول سے ثبوت ملتا اور نہ فعل سے، اور نہ ہی صحابۂ کرام کے قول وفعل سے اور نہ ہی اس کے فقہائے کرام قائل ہیں۔

جہاں تک دعا کا تعلق ہے، تو وہ عام مساجد میں داخل ہونے کی طرح ٹھہرے بغیر بھی ممکن ہے، جیسا کے طواف اور رمی کے دوران بعض ماثور دعائیں ہیں، اور وہ چلتے چلتے اور ہاتھ اٹھائے بغیر پڑھی جاتی ہیں، مگر افسوس کہ موجود دور کے عوام کا طرزِ عمل بالکل اس کے برعکس ہے، وہ یہ کہ اس مجوث فیہ دعا کے لیے مسجدِ حرام کا اصل تحیۃ ترک کر کے لمبا توقف کیا جاتا ہے، راستہ میں رکاوٹ ڈالی جاتی ہے، بدمزگی پیدا کی جاتی ہے، وغیرہ وغیرہ۔

جبکہ اس طرح کی ایذاء رسانی کی اجازت تو اس موقع پر بھی نہیں، جہاں توقف ثابت ہے، مثلاً حجرِ اسود کو بوسہ دینے کے وقت، پھر یہاں کیسے اجازت ہوسکتی ہے، جس ثبوت بھی مشکل ہے۔ محمد رضوان۔

اورابراہیم نخعی سے یہی مروی ہے،جیسا کہ امام ابو یوسف نے امام ابوحنیفہ کی سند سے ابراہیم نخعی کی یہ روایت ذکر کی ہے کہ سات مواقع پر ہاتھ اٹھائے جائیں گے،ایک نماز کے شروع میں،دوسرے وتر کی نماز میں قنوت کی تکبیر کہتے وقت،تیسرے عیدین میں، چوتھے حجرِ اسود کے استلام کے وقت، پانچویں صفا اور مروہ پر، چھٹے مزدلفہ اور عرفات میں،ساتویں جمرتین کے قریب ٹھہرنے کے وقت۔

امام ابو یوسف رحمہ اللہ نے فرمایا کہ جہاں تک نماز کے شروع میں،اورعیدین میں،اور وتر میں،اور حجرِ اسود کے استلام کے وقت کا تعلق ہے،تو ان مواقع پر اپنی ہتھیلیوں کی پشت کو اپنے چہرے کی طرف کرے گا، اور جہاں تک آخری تین چیزوں کا تعلق ہے(یعنی صفا،مروہ،مزدلفہ،عرفات اور جمرتین کے قریب ٹھہرنے کے وقت) تو ان میں اپنی ہتھیلی کے اندرونی حصہ کو(دعا کے لیے)اپنے چہرے کی طرف کرے گا۔

(ملاحظہ ہو: شرح معانی الآثار،تحت رقم الحدیث ۳۸۲۵ ،کتاب مناسک الحج،باب رفع الیدین عند رؤية البيت)

اورہم نے نماز کے شروع میں جو ہاتھ اٹھانے کا ذکر کیا،تو تمام مسلمانوں کا اس پر اتفاق ہے۔

جہاں تک قنوتِ وتر میں تکبیر کا تعلق ہے،تو یہ اس نماز کی زائد تکبیر ہے،اور جو حضرات رکوع سے پہلے قنوت پڑھنے کے قائل ہیں، وہ اس موقع پر ہاتھ اٹھانے کے بھی قائل ہیں،تو اس پر قیاس کا تقاضا یہ ہے کہ ہر نماز میں زائد تکبیر کے وقت بھی اسی طرح حکم ہو، پس دوسری نمازوں کے مقابلہ میں عیدین کی زائد تکبیرات کا بھی یہی حکم ہوگا،اور حجرِ اسود کے استلام کے وقت بھی یہی حکم ہوگا، کیونکہ اس کو ایسی تکبیر بنایا گیاہے،جس پر طواف کو شروع کیا جاتا ہے،جس طریقہ سے تکبیر کے ساتھ نماز کو شروع کیا جاتا ہے، جس کا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی حکم فرمایا ہے۔

چنانچہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا کہ آپ طاقت ورآدمی ہیں،اور آپ حجرِ اسود کے قریب مزاحمت کرکے ضعیف کو ایذا پہنچاتے ہیں، جب آپ

خالی جگہ پائیں، تو استلام کرلیں، ورنہ تکبیر کہہ کر گزر جائیں۔

پس جب اس تکبیر کو طواف شروع کرنے کی حیثیت دے دی گئی، جس طرح سے نماز شروع کرنے کی تکبیر کو حیثیت دی گئی ہے، تو طواف کے شروع میں اسی طرح ہاتھ اٹھانے کا حکم ہوگا، جس طریقے سے نماز شروع کرنے کی تکبیر کے وقت میں ہاتھ اٹھانے کا حکم ہے، بالخصوص جبکہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے بیت اللہ کے طواف کو نماز کی طرح قرار دیا ہے۔

چنانچہ حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہ سے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد مروی ہے کہ بیت اللہ کا طواف کرنا نماز ہے، سوائے اس کے کہ (طواف کے دوران) اللہ عزوجل نے تمہارے لیے بات چیت کرنے کو حلال قرار دے دیا ہے، پس جو شخص (طواف کے دوران) کلام کرے، تو وہ صرف اچھا کلام ہی کرے۔

پس پہلی حدیث میں جو اضافی ہاتھ اٹھانے کا ذکر ہے (یعنی بیت اللہ کے قریب) تو وہ اسی حیثیت سے ہے (یعنی نماز کی طرح، طواف شروع کرنے کی حیثیت سے)

جہاں تک صفا اور مروہ میں اور مزدلفہ اور عرفات میں اور جمرتین کے قریب ٹھہرنے کے وقت ہاتھ اٹھانے کا تعلق ہے، تو اس کی حدیث میں تصریح آئی ہے (کہ وہ دعا کے لیے ہاتھ اٹھانا ہے، اور وہاں وقوف کرنا بھی ثابت ہے) جیسا کہ گزرا۔

اور ہم نے جو گزشتہ تفصیل ذکر کی، یہ امام ابوحنیفہ اور امام ابو یوسف اور امام محمد رحمہم اللہ تعالیٰ کے قول کے مطابق ہے۔

(ملاحظہ ہو: شرح معانی الآثار، تحت رقم الحدیث ۳۸۲۶ الیٰ ۳۸۲۹، کتاب مناسک الحج، باب رفع الیدین عند رؤیۃ البیت)

’’نخبُ الأفکار فی تنقیح مبانی الاخبار‘‘ کا حوالہ

علامہ بدرالدین عینی (المتوفی:855ہجری) نے’’نخب الأفکار فی تنقیح مبانی الأخبار فی شرح معانی الآثار‘‘میں امام طحاوی رحمہ اللہ کے مذکورہ کلام کی عمدہ تشریح فرمائی ہے، اور اس

کے ضمن میں مذکور احادیث وروایات کی اسنادی حیثیت پر بھی روشنی ڈالی ہے۔

(ملاحظہ ہو: نخب الأفكار فی تنقيح مبانی الأخبار فی شرح معانی الآثار، لبدر الدين العينی ، ج ۹، ص ۳۶۰، کتاب مناسک الحج، باب :رفع اليدين عند رؤية البيت)

علامہ بدرالدین عینی نے ''نخب الأفكار فی تنقيح مبانی الأخبار فی شرح معانی الآثار'' میں امام طحاوی رحمہ اللہ کے کلام کی تشریح کرتے ہوئے ''مہاجر مکی'' کی حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مروی حدیث کی سند کو صحیح قرار دیا، اور ''مہاجر مکی'' کے متعلق ابنِ حبان سے ''ثقہ'' ہونا نقل کیا ہے۔

اور فرمایا کہ جہاں تک بعض حضرات کے ''مہاجر مکی'' کو ''ضعیف'' قرار دینے کا تعلق ہے، تو ہم یہ بات ذکر کر چکے ہیں کہ ابنِ حبان نے ان کو ''ثقہ'' قرار دیا ہے، اور ابوداؤد، ترمذی اور نسائی نے ان سے حجت پکڑی ہے، اور ان میں سے جن حضرات نے اس حدیث کی تخریج کی ہے، انہوں نے ''مہاجر مکی'' کے سبب سے اس حدیث کے ضعیف ہونے سے تعرض نہیں کیا، لہٰذا ان حضرات کا اس سے سکوت اختیار کرنا، ان کے اس حدیث سے راضی ہونے کی دلیل ہے، خاص طور پر ابوداؤد کی عادت تو یہ ہے کہ وہ اپنی تخریج شدہ جس حدیث پر سکوت اختیار کرتے ہیں، وہ ان کے نزدیک اس حدیث کے صحیح ہونے کی دلیل ہوتی ہے، جس کا کم از کم درجہ یہ ہے کہ یہ حدیث ''حسن'' ہو۔

(ملاحظہ ہو: نخب الأفكار فی تنقيح مبانی الأخبار فی شرح معانی الآثار، لبدر الدين العينی ، ج ۹، ص ۳۶۰، کتاب مناسک الحج، باب :رفع اليدين عند رؤية البيت)

جہاں تک امام بیہقی کے اس قول کا تعلق ہے کہ حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہ کی حدیث ''مرسل'' ہونے کے باوجود، حضرت جابر رضی اللہ عنہ کی حدیث کے مقابلہ میں زیادہ مشہور ہے، تو علامہ بدرالدین عینی نے ''نخب الأفكار'' میں اس کا جواب دیتے ہوئے فرمایا کہ ہمیں یہ بات مسلّم نہیں ہے، کیونکہ ''مرسل'' حدیث کا درجہ ''مسند'' حدیث کے برابر نہیں ہوتا (لہٰذا حضرت جابر کی مسند حدیث کو حضرت ابنِ عباس کی مرسل حدیث پر ترجیح حاصل ہوگی)

اور جہاں تک امام بیہقی کے اس قول کا تعلق ہے کہ ''جس نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو بیتُ اللہ کی رؤیت کے وقت ہاتھ اٹھاتے ہوئے دیکھا، اس کا قول مثبت ہونے کی وجہ سے راجح ہوگا'' یہ بھی مسلّم نہیں، کیونکہ دیکھنے والے کا قول ''مثبت'' اس وقت ہوا کرتا ہے، جبکہ وہاں کوئی ناسخ موجود نہ

ہو، اور یہاں ناسخ موجود ہے، جس کی دلیل یہ ہے کہ حضرت جابر رضی اللہ عنہ کی حدیث میں اس کو یہودیوں کا فعل بتایا گیا ہے، اور ابتداء میں یہودیوں کی موافقت کا حکم تھا، بعد میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے جب حج کیا، تو بیتُ اللہ کو دیکھنے کے وقت ہاتھ نہیں اٹھائے، جو اس کے منسوخ ہونے کی دلیل ہے، جس کی امام طحاوی نے توضیح کردی ہے۔ [1]

اس کے بعد علامہ عینی نے امام طحاوی کے کلام کی تشریح کرتے ہوئے فرمایا کہ اگر قیاس کی رُو سے دیکھا جائے، تو بھی بیت اللہ کو دیکھ کر ہاتھ نہ اٹھانے کو ترجیح حاصل ہوتی ہے۔

کیونکہ حدیث میں سات مواقع پر ہاتھ اٹھانے کا جو ذکر کیا گیا ہے، اس کی دو صورتیں ہیں، ایک تو نماز شروع کرنے کے وقت ہاتھ اٹھانا، دوسرے صفا، مروہ، مزدلفہ، عرفات اور جمرتین کے قریب ہاتھ اٹھانا، اس کے بعد بیت اللہ کو دیکھتے وقت ہاتھ اٹھانے پر غور کیا جائے گا کہ کیا اس کی بھی یہی حیثیت ہے یا نہیں؟ تو جو حضرات بیت اللہ کو دیکھنے کے وقت ہاتھ اٹھانے کے مستحب ہونے کے قائل ہیں، وہ بیت اللہ کی تعظیم کی وجہ سے مستحب ہونے کے قائل ہیں، احرام کی وجہ سے مستحب ہونے کے قائل نہیں، اور صفا، مروہ، مزدلفہ وعرفات اور جمرتین کے مواقع پر دعا کے لیے ہاتھ اٹھانے کے احرام کی وجہ سے مستحب ہونے کے قائل ہیں، اسی وجہ سے اگر کوئی احرام کی حالت میں نہ ہو، تو وہ اس کے لیے مذکورہ مقامات کی تعظیم کی وجہ سے رفعِ یدین کو مستحب نہیں کہتے۔

جب یہ بات ثابت ہوگئی کہ مذکورہ بالا مقامات پر رفعِ یدین کا حکم صرف احرام کی وجہ سے ہے، اور غیر احرام میں اس کا حکم نہیں، تو اس پر قیاس کا تقاضا یہ ہے کہ بیت اللہ کو دیکھنے کے لیے ہاتھ اٹھانے کا غیر احرام میں حکم نہیں ہوگا، اور جب غیر احرام میں حکم نہیں ہوگا، تو احرام میں بھی حکم نہیں ہوگا، اور

---

[1] (ملاحظہ ہو: نخب الأفکار فی تنقیح مبانی الأخبار فی شرح معانی الآثار، لبدر الدین العینی، ج۹، ص ۳۶۰، کتاب مناسک الحج، باب: رفع الیدین عند رؤیة البیت)

علامہ عینی رحمہ اللہ نے اس موقع پر امام بیہقی اور شافعیہ وغیرہ کی مندرجہ بالا دلیل کا حنفیہ کی طرف سے عمدہ جواب دے دیا ہے، لیکن ملا علی قاری نے مشکاۃ کی شرح، مرقاۃ میں پہلے تو امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کے قول کو امام شافعی کے مطابق رفعِ یدین کے مستحسن یا مستحب ہونے کا سمجھا، پھر امام بیہقی کی مذکورہ بالا دلیل کو اختیار کیا، اور اس کے بعد اپنی طرف سے جمع وتطبیق کی صورت اختیار کی، جن کے بعد متعدد متاخرینِ حنفیہ نے اس کو اختیار کیا، اور بات کہیں کے کہیں نکل گئی، جس کی مزید تفصیل ملا علی قاری وغیرہ کی عبارات کے ضمن میں آگے آتی ہے۔ محمد رضوان۔

اس کا تعلق احرام وغیر احرام وغیرہ کے بجائے، طواف کے آغاز وافتتاح سے ہوگا، جس طرح نماز کے افتتاح سے بھی تعلق ہے۔

(ملاحظہ ہو: نخب الأفكار في تنقيح مباني الأخبار في شرح معاني الآثار، لبدر الدين العيني، ج ۹، ص ۳۶۰، كتاب مناسك الحج، باب :رفع اليدين عند رؤية البيت)

علامہ بدرالدین عینی نے ''نخب الأفكار'' میں امام طحاوی رحمہ اللہ کے کلام کی تشریح کرتے ہوئے فرمایا کہ جمرات میں اس موقع پر ہاتھ اٹھانے کا حکم ہے، جہاں ٹھہرنے کا حکم ہے، اور جس جمرہ پر ٹھہرنے کا حکم نہیں، وہاں ہاتھ اٹھانے کا حکم نہیں، اور بیتُ اللہ کو دیکھنے کے وقت ٹھہرنے کا حکم نہیں، لہٰذا یہاں بھی ہاتھ اٹھانے کا حکم نہیں ہوگا، امام ابوحنیفہ، امام ابویوسف اور امام محمد سب کا یہی قول ہے۔

(ملاحظہ ہو: نخب الأفكار في تنقيح مباني الأخبار في شرح معاني الآثار، لبدر الدين العيني، ج ۹، ص ۳۶۰، كتاب مناسك الحج، باب :رفع اليدين عند رؤية البيت)

اس کے بعد علامہ بدرالدین عینی نے ''نخب الأفكار'' میں امام طحاوی رحمہ اللہ کے کلام کی تشریح کرتے ہوئے فرمایا کہ حجرِ اسود کے استلام کے وقت رفع یدین کو وہ حیثیت حاصل ہے، جو نماز شروع کرنے کے وقت رفع یدین کو حاصل ہے، پس جس طرح سے نماز شروع کرنے کے لیے تکبیر کہتے وقت ہاتھ اٹھائے جاتے ہیں، اسی طرح طواف شروع کرنے کے لیے استلام کے وقت بھی اٹھائے جائیں گے، کیونکہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے طواف کو نماز کے مشابہ قرار دیا ہے۔

(ملاحظہ ہو: نخب الأفكار في تنقيح مباني الأخبار في شرح معاني الآثار، لبدر الدين العيني، ج ۹، ص ۳۶۰، كتاب مناسك الحج، باب :رفع اليدين عند رؤية البيت)

امام طحاوی اور علامہ بدرالدین عینی کے مفصل ومدلل کلام سے مندرجہ ذیل چند اہم باتیں معلوم ہوئیں:

(1)...... امام ابوحنیفہ، امام ابویوسف اور امام محمد رحمہم اللہ کے نزدیک بیتُ اللہ کو دیکھنے کے وقت دعاء میں ہاتھ اٹھانا سنت ومستحب نہیں۔

(2)...... امام ابوحنیفہ اور ان کے اصحاب کی اصل نقلی دلیل حضرت جابر رضی اللہ عنہ کی حدیث ہے، جس میں انہوں نے بیتُ اللہ کو دیکھنے کے وقت ہاتھ اٹھانے کو ایک تو

یہودیوں کا فعل قرار دیا، اور دوسرے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے حِجۃُ الوِداع کے موقع پر بیتُ اللہ کو دیکھنے کے وقت ہاتھ نہ اٹھانے کی تصریح کی، جس کو مرفوع حدیث کا درجہ حاصل ہے۔

(3)...... نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے حجۃ الوداع کے موقع پر بیت اللہ کو دیکھ کر ہاتھ نہ اٹھانے کا عمل اور حضرت جابر رضی اللہ عنہ کا قول اس مرسل حدیث کے لیے ناسخ ہے، جس میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا بیتُ اللہ کو دیکھنے کے وقت ہاتھ اٹھانا مذکور ہے، کیونکہ اس میں حج کے موقع کا ذکر نہیں، اور حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے حج کے موقع کا ذکر کیا ہے، جو کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا ''حجۃ الوداع کے موقعہ پر'' بعد کا فعل ہے۔

اور پہلے اہلِ کتاب کی موافقت سے منع نہیں کیا گیا تھا، بعد میں منع کیا گیا۔

(4)...... حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہ سے جو بیتُ اللہ کے قریب یا بیتُ اللہ کو دیکھنے کے وقت ہاتھ اٹھانے کی حدیث مروی ہے، اس سے حنفیہ کے نزدیک طواف شروع کرنے کے وقت اس طرح ہاتھ اٹھانا مراد ہے، جس طرح نماز شروع کرنے کے وقت ہاتھ اٹھائے جاتے ہیں۔

(5)...... امام ابوحنیفہ اور ان کے اصحاب کی ایک اہم دلیل یہ ہے کہ جس حدیث سے بیتُ اللہ کو دیکھنے کے وقت دعاء کے لیے ہاتھ اٹھانے پر استدلال کیا جاتا ہے، اس میں ''جمرتین'' کے قریب ہاتھ اٹھانے کا بھی ذکر ہے، اور صفا اور مروہ اور مزدلفہ اور عرفات میں بھی ہاتھ اٹھانے کا ذکر ہے، اور ان مواقع پر نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے وقوف کرنا ثابت ہے، اس لیے یہاں ہاتھ اٹھا کر دعاء کرنا بھی مستحب ہوگا۔

لیکن جہاں نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے وقوف ثابت نہیں، وہاں ہاتھ اٹھانا بھی مستحب نہیں ہوگا، اسی وجہ سے جس ''جمرہ'' پر وقوف ثابت نہیں، جیسا کہ پہلے دن کے جمرہ پر رَمی کرنے کے بعد، اور باقی دنوں میں آخری جمرہ پر رَمی کرنے کے بعد، وہاں ہاتھ اٹھانا بھی مستحب نہیں، بلکہ مکروہ ہے۔

اور بیتُ اللہ کو دیکھنے کے وقت وقوف کرنا ثابت نہیں، لہٰذا اس موقع پر ہاتھ اٹھانا بھی مستحب نہیں ہوگا، بلکہ جس ''جمرہ'' پر وقوف ثابت نہیں، یہاں بھی اس کی طرح ہاتھ اٹھانا مکروہ ہوگا۔

(ملاحظہ ہو: تبیین الحقائق، ج۲ص ۳۰، کتاب الحج، باب الاحرام،فتح القدیر، ج۲ص ۴۸۵، کتاب الحج،باب الاحرام،بدائع الصنائع، ج۲ص ۱۵۹، کتاب الحج، فصل بیان سنن الحج وبیان الترتیب فی أفعاله،ردالمحتار، ج۱ص۵۰۷، کتاب الصلاۃ، باب صفة الصلاۃ)

(6)......اس پر سب کا اتفاق ہے کہ بیت اللہ کی رؤیت پر رفعِ یدین، احرام کے ساتھ مختص نہیں، جس کا مطلب یہ ہوا کہ یہ کسی کے نزدیک حج یا عمرہ کا نسک نہیں۔

اور جو حضرات حج یا عمرہ کی غرض سے جانے پر پہلی مرتبہ نظر پڑنے کی صورت میں رفعِ یدین کے استحباب کو مختص قرار دے رہے ہیں، ان کے قول کی رُو سے اس کا نسک ہونا لازم آرہا ہے، جو کہ درست نہیں۔ (جاری ہے...........)

051-4455301
051-4455302
Sweet Palace
سویٹ پیلس
SWEET PALACE
Satellite Town plaza, 4th B Road,
Commercial Market, Satellite Town,
Rawalpindi. (Pakistan)

کیا آپ جانتے ہیں؟ مفتی محمد رضوان

دلچسپ معلومات،مفید تجزیات اور شرعی احکامات پر مشتمل سلسلہ

صفائی ستھرائی(Cleanliness)کے آداب (پانچویں وآخری قسط)

گھر اور رہن سہن کی جگہ کی صفائی کے آداب

(36)......ممکن ہوتو روزانہ گھر کی صفائی کرنی چاہیے،اور وقتاً فوقتاً حسبِ حیثیت گھر میں چونا وغیرہ کرنا چاہیے،اور ہمیشہ ایک جگہ رہنے والی چیزوں کو ہٹا کران کے نیچے سے اچھی طرح صفائی کرنی چاہیے،تاکہ کوڑا اور اس کے نتیجہ میں پیدا ہونے والے جراثیم دور ہوتے رہیں،اور مختلف قسم کی بیماریوں سے حفاظت رہے۔

(37)......گھروں وغیرہ میں وہ جگہیں جہاں بار بار مختلف لوگوں کے ہاتھ پڑتے اور لگتے ہیں،مثلاً بجلی کے بٹن،دروازہ کی کنڈی،ان کو وقتاً فوقتاً سَرف یا ڈیٹول(Detol)وغیرہ سے احتیاط کے ساتھ صاف کرتے رہنا چاہیے۔

(38)......صفائی کرنے کے بعد کوڑے کو جمع کرلینا چاہیے اور گھر کے کسی ایک طرف ڈھک کر رکھ دینا چاہیے،اور جلدی موقع ملنے پر کوڑے والی مخصوص جگہ پہنچا دینا چاہیے،اور اس کو بلاوجہ گھر میں جمع کرکے نہیں رکھنا چاہیے۔

کوڑا کرکٹ اور سبزیوں اور پھلوں وغیرہ کے چھلکے پڑے رہنے اور ان کے سڑ جانے اور بدبو پیدا ہوجانے سے مچھر وغیرہ پیدا ہوتے ہیں اور ہوا میں کثافت بھی پیدا ہوجاتی ہے،اور اس کی وجہ سے وہ ہوا صحت کے لئے مضر ونقصان دہ شمار ہوتی ہے۔

ایسی صورت میں روشن دان،کھڑکیاں وغیرہ کھول دینے سے ایک حد تک اس ہوا کے مضر اثرات سے حفاظت رہتی ہے،مگر صفائی کی ضرورت اپنی جگہ پھر بھی برقرار رہتی ہے۔

(39)...... گھر میں یا گھر سے باہر ایسی جگہ کوڑا رکھنا۔ جو دوسروں کی تکلیف کا باعث ہو، مثلاً آمدورفت والے کی نظر پڑے، یا چلتے پھرتے ہوئے پیروں یا گاڑی وغیرہ کے ٹائروں میں آئے یا اٹھنے بیٹھنے اور کھانے پینے کی جگہ کے قریب ہو، اسلامی معاشرت کے خلاف ہے، اور بعض اوقات اس پر کوئی موذی جانور بھی آ جاتا ہے، جو تکلیف کا باعث ہوسکتا ہے، نیز بعض اوقات کوڑے کے خراب ہونے سے اس کی بدبو اور جراثیم پھیلتے اور کیڑے اور مچھر وغیرہ پیدا ہوتے ہیں، جو تکلیف اور مختلف قسم کی بیماریوں کا باعث بھی ہوتے ہیں۔

(40)...... اپنے گھر کی صفائی کے ساتھ ساتھ وقتاً فوقتاً اپنے گھر اور رہائش گاہ سے باہر کے حصوں اور نالیوں کی بھی صفائی کرنی یا کرانی چاہئے، ورنہ وہاں غلاظت کھڑے رہنے اور سڑنے کی وجہ سے اس کے بھی مضر اثرات صحت پر پڑتے ہیں۔

(41)...... کسی جگہ گھر میں یا گھر سے باہر گڑھے وغیرہ میں یا چھت پر پانی وغیرہ کھڑا ہو تو اس کو ہٹا دیجئے، ورنہ پانی خراب ہوکر اور اس میں طرح طرح کے کیڑے اور مچھر پیدا ہوکر مختلف بیماریاں پیدا ہوتی ہیں، اور انسان کے وہاں سے گزرتے وقت چھینٹے پڑنے سے کپڑے وغیرہ بھی خراب ہوتے ہیں اور عمارت کو بھی نقصان پہنچ جاتا ہے۔

(42)...... اگر گھر کے باہر استعمالی پانی خارج ہونے والا پائپ وغیرہ ٹوٹ گیا ہو، تو اس کی مرمت واصلاح کرادیجئے، آپ کی ذرا سی غفلت سے دوسرے لوگوں کو طرح طرح کی تکلیف پہنچ سکتی ہے، اور آپ کی ذرا سی توجہ سے لوگ ان تکلیفوں سے محفوظ ہوسکتے ہیں۔

(43)...... کسی جگہ گندگی جمع ہونے پر چوہے، مکھی اور مچھر اور دوسرے موذی حشرات آتے ہیں، وہاں پلتے بڑھتے ہیں، جو مختلف بیماریوں کا سبب بنتے ہیں، جیسا کہ آگے جانوروں کے آداب میں تفصیل کے ساتھ آتا ہے۔ اس لئے ہر شخص کو چاہئے کہ وہ اپنے آپ اور اپنے اہلِ خانہ بلکہ تمام آبادی کی تندرستی کی حفاظت کے لئے صفائی کا خاص خیال رکھے۔

گھروں کو کھانے پینے کی چیزوں کے ذرّات بکھیرنے سے بچایا جائے، کھانے کے ریزوں اور چکنائی کے دھبوں کو صاف کیا جائے، مکان کی دیواروں اور اس کے صحن کو صاف ستھرا رکھا جائے،

کوڑا کرکٹ اور کسی طرح کی گندگی کو جمع نہ ہونے دیا جائے، اور نہ کسی جگہ گلی سڑی چیزیں رکھی جائیں، اگر کسی جگہ کچھ دیر کے لئے کوئی فضلہ یا کوڑا ڈالا بھی جائے، تو اس کوراکھ یا چونے یا کسی اور چیز سے ڈھک دیا جائے، یا کسی بالٹی وغیرہ میں ڈھک کر رکھا جائے، پھر اس کو جلد سے جلد وہاں سے اٹھا کر ٹھکانے لگا دیا جائے۔

کھانے پینے کی تمام چیزوں کو ڈھک کر رکھا جائے، اگر ہو سکے، تو ان کو جالی دار الماریوں میں رکھا جائے، مٹھائی یا کھانے کی دوسری چیزوں کے چُورے کو بے احتیاطی سے اِدھر اُدھر نہ ڈالا جائے، اگر اتفاق سے گر جائے، تو اس کو صاف کر دیا جائے۔

بیت الخلاء اور نالیوں کو روزانہ صاف کر کے ان میں فینائل وغیرہ ڈالی جائے، پانی اِدھر اُدھر نہ پھینکا جائے، اور پانی جمع نہ ہونے دیا جائے، گھر کے کونوں، الماریوں اور صندوقوں کے پیچھے کے حصہ کو روزانہ یا وقتاً فوقتاً جھاڑا جائے۔

(44)...... گھروں، دفتروں اور مسجدوں وغیرہ میں جو قالین ایک عرصہ سے بچھے رہتے ہیں، ان کے اندر اور نیچے آہستہ آہستہ گرد وغبار جمع ہوتی رہتی ہے، جو چلتے، پھرتے اور اٹھتے بیٹھتے وقت اڑ کر سانس کے ذریعہ سے اندر پہنچ کر سخت بیماریوں کا سبب بنتی ہے، اس لئے ایسے قالین وغیرہ کی صفائی، دھلائی وغیرہ کراتے رہنا اور ان کے نیچے سے صفائی کرنا بہت ضروری ہے، اور اگر ضرورت نہ ہو تو ایسے قالین بچھانے سے پرہیز کرنا ہی بہتر ہے، اس کے بجائے پختہ فرش یا ماربل وغیرہ لگا لینا زیادہ مناسب ہے، یا پھر ایسے قالین بچھائے جائیں، جن میں گرد وغبار جذب اور جمع نہیں ہوتی، یا پھر وقتاً فوقتاً ان کو صاف کیا جائے۔

حُسنِ معاشرت اور آدابِ زندگی

اچھی معاشرت اور طرزِ زندگی گزارنے، رہنے سہنے، ایک دوسرے سے ملنے جلنے لین و دین کرنے، تہذیب وشرافت والی زندگی بسر کرنے کے مختصر، جامع اور سہل آداب و احکام اور زندگی میں کام آنے والی مفید باتوں اور آدابِ زندگی کا مجموعہ

مصنّف: مفتی محمد رضوان

عبرت کدہ　　حضرت موسیٰ وہارون علیہما السلام: قسط40　　مولانا طارق محمود

﴿اِنَّ فِیۡ ذٰلِکَ لَعِبۡرَۃً لِّاُولِی الۡاَبۡصَارِ﴾

عبرت وبصیرت آمیز حیران کن کائناتی تاریخی اور شخصی حقائق

حضرت موسیٰ کی فرعون اور آلِ فرعون کو دوبارہ نصیحت

حضرت موسیٰ علیہ السلام سے معاہدہ طے پانے کے بعد فرعون نے لوگوں کو اکٹھا کرنے کے لیے اپنی حکومت کے تمام وسائل جھونک دیے، کیونکہ یہ مقابلہ صرف جادوگروں کی ہار جیت کا مسئلہ نہ تھا، بلکہ یہ دراصل فرعون کی جھوٹی خدائی، رعب وھیبت اور عظمت کا پول کھلنے یا اس کا بھرم رہنے کا مسئلہ تھا، لہٰذا ملک بھر کے ماہر جادوگروں کو اکٹھا کرنے کے لیے اس نے اپنے مقدور بھر جتن کر لیے، اور اس نے مقابلے کی حکمت عملی طے کی اور ایک فرمان کے ذریعے تمام نامور اور ماہر جادوگروں کو اپنے پاس طلب کر لیا۔

چونکہ فرعون اور اس کے درباریوں کی نگاہ میں اس مقابلے کی اہمیت یہ تھی کہ وہ اسی کے فیصلے پر اپنی قسمت کا فیصلہ معلق سمجھ رہے تھے، اس لیے تمام ملک میں آدمی دوڑا دیے گئے کہ جہاں جہاں کوئی ماہر جادوگر موجود ہو، اسے لے آئیں، اسی طرح عوام کو بھی جمع کرنے کی خاص طور پر ترغیب دی گئی، تاکہ زیادہ سے زیادہ لوگ اکٹھے ہوں، اور اپنی آنکھوں سے جادو کے کمالات دیکھ کر عصائے موسیٰ کے رعب سے محفوظ ہو جائیں، اور کھلم کھلا کہا جانے لگا کہ ہمارے دین کا انحصار اب جادوگروں کے کرتب پر ہے، وہ جیتیں تو ہمارا دین بچے گا، ورنہ موسیٰ کا دین چھا کر رہے گا۔

قرآن مجید کی سورہ شعراء میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ:

فَجُمِعَ السَّحَرَةُ لِمِيقَاتِ يَوْمٍ مَّعْلُومٍ. وَقِيلَ لِلنَّاسِ هَلْ أَنتُم مُّجْتَمِعُونَ. لَعَلَّنَا نَتَّبِعُ السَّحَرَةَ إِن كَانُوا هُمُ الْغَالِبِينَ (سورۃ الشعراء، رقم الآیۃ ۳۸ الیٰ ۴۰)

یعنی ”چنانچہ ایک دن مقررہ وقت پر سارے جادوگر جمع کر لیے گئے۔ اور لوگوں سے کہا گیا کہ کیا تم لوگ جمع ہو رہے ہو؟ متوقع طور پر اگر یہ جادوگر غالب آ گئے تو ہم انہی کے

راستے پر چلیں‘‘۔

فرعون نے لوگوں کو اس اجتماع میں شمولیت کی عام دعوت اس لیے دی تھی، تاکہ چوٹی کے جادوگروں کی بہت بڑی تعداد جمع ہوجائے، اور اعیانِ سلطنت بھی وہاں موجود ہوں، تو ان کے دبدبہ اور رعب سے بھی موسیٰ مرعوب ہوکر رہ جائے گا، چنانچہ اسی توقع اور امید کا مظاہرہ کرتے ہوئے کہنے لگا کہ ہمارے جادوگر ہی غالب آئیں گے، اس صورت میں ہمیں اپنے جادوگروں کا ہی ساتھ دینا ہوگا، تاکہ موسیٰ کی شکست اور مغلوبیت پوری طرح سب لوگوں پر کھل کر واضح ہوجائے۔

گویا وہ لوگوں کو تاثر یہ دینا چاہتا تھا کہ جب مقابلہ میں ہمارا پلہ بھاری رہے گا، تو اس کا ایک نتیجہ یہ بھی سامنے آجائے گا کہ ہمارا ہی دین درست ہے، اور اس سے منحرف ہونے کی کوئی وجہ نہیں ہوسکتی، اور اس فیصلہ میں ہماری خودغرضی کو کچھ دخل نہ ہوگا، بلکہ انصاف کا تقاضا اور عین قرینِ قیاس ہوگا کہ جو غالب ہو اس کا ساتھ دیا جائے۔

مقابلے کے دن فرعون، میدان میں تختِ شاہی پر بیٹھ گیا، اور تمام ارکانِ دولت اس کے سامنے صف بستہ کھڑے ہوگئے، اور تمام جادوگر بھی اس کے سامنے صف بستہ کھڑے ہوگئے، اور فرعون ان کو طرح طرح کے انعامات کی امیدیں دلا رہا ہے، کہا جاتا ہے کہ جادوگروں کی تعداد چار سو تھی، اسرائیلیات میں ہزاروں کی تعداد منقول ہے، جو بظاہر مبالغہ اور خلافِ واقعہ ہے۔ [1]

پیغمبروں کی تو شان یہی ہوتی ہے کہ ان کو جونہی نصیحت کا کوئی موقع ملتا ہے، تو وہ اس موقع کو ضائع نہیں کرتے، چنانچہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے جب دیکھا کہ دربار لگا ہوا ہے، اور عمائدینِ سلطنت بھی موجود ہیں، اور جادوگر بھی صف بستہ کھڑے ہیں، اور تماشائی لوگ بھی بہت سے موجود ہیں، اس لیے اس موقع پر ان سب کو نصیحت کرنا چاہیے، تاکہ وہ اچھی طرح اپنے معاملے پر غور و فکر

[1] قوله تعالى: (فتولى فرعون فجمع كيده)أى حيله وسحره، والمراد جمع السحرة .قال ابن عباس: كانوا اثنين وسبعين ساحرا، مع كل ساحر منهم حبال وعصى .وقيل: كانوا أربعمائة .وقيل: كانوا اثنى عشر ألفا .وقيل: أربعة عشرا ألفا .وقال ابن المنكدر: كانوا ثمانين ألفا .وقيل: كانوا مجتمعين على رئيس يقال له شمعون .وقيل: كان اسمه يوحنا معه اثنا عشر نقيبا، مع كل نقيب عشرون عريفا، مع كل عريف ألف ساحر .وقيل كانوا ثلاثمائة ألف ساحر من الفيوم، وثلاثمائة ألف ساحر من الصعيد، وثلاثمائة ألف ساحر من الريف، فصاروا تسعمائة ألف وكان رئيسهم أعمى (تفسير القرطبى، ج ١١ ص ٢١٤، سورة طٰهٰ)

کرسکیں، کیونکہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کو اندیشہ تھا کہ فرعون اور آلِ فرعون کی یہ جسارت کہ وہ اللہ تعالیٰ کے نبیوں کو ساحر قرار دے کر جادوگروں کو مقابلے کے لیے بلائیں، کہیں اللہ تعالیٰ کے غضب کا باعث نہ ہوجائے، چنانچہ اس اندیشے کی وجہ سے حضرت موسیٰ علیہ السلام نے ضروری سمجھا کہ فرعون اوراس کے مصاحبین بے شک میری بات کو قبول نہ کریں، لیکن میں اپنا فرض ضرور انجام دوں گا۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام نے ارشاد فرمایا کہ اے میری قوم! تمہیں کچھ معلوم بھی ہے کہ تم کیا کر گزرنے والے ہواوراس کا نتیجہ کیا نکل سکتا ہے، تم فرعون کے رب ہونے پر اصرار کر رہے ہواور اپنے اس عقیدے کی صداقت کو ثابت کرنے کے لیے جادوگروں کو مقابلے کے لیے بلا رہے ہو، اور اس طرح سے تم اللہ تعالیٰ کی ربوبیت میں کسی دوسرے کو شریک ٹھہرا کر اللہ تعالیٰ پر جھوٹ باندھ رہے ہو۔

فرعون ایک معمولی حکمران ہے وہ اپنی حکومت اور سطوت میں کسی دوسرے کی شرکت گوارا نہیں کرتا، تو یہ کیسے ممکن ہے کہ پروردگار جو کائنات کا خالق و مالک ہے، تم اس کی ربوبیت میں کسی کو شریک ٹھہراؤ اور پھر اس کے غضب سے بچے رہو۔

جب تک اللہ تعالیٰ کی طرف سے کوئی رسول نہیں آتا تو لوگوں کو بے خبری کا فائدہ پہنچتا رہتا ہے، لیکن اس کی طرف سے رسول آجانے اور تبلیغ و دعوت کا حق ادا ہوجانے کے بعد اتمامِ حجت ہوجاتا ہے، پھر تکذیب اور انکار کرنے والوں پر کسی وقت بھی عذاب ٹوٹ سکتا ہے۔

تم اس حقیقت کو سمجھو اور اپنے انجام کی فکر کرو، اور یہ یقین رکھو کہ جس نے بھی اللہ تعالیٰ پر جھوٹ باندھا ہے وہ نامرادی سے کبھی نہیں بچا۔

قرآن مجید کی سورہ طٰہٰ میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ:

فَتَوَلّٰی فِرْعَوْنُ فَجَمَعَ کَیْدَهٗ ثُمَّ اَتٰی . قَالَ لَهُمْ مُّوْسٰی وَیْلَکُمْ لَا تَفْتَرُوْا عَلَی اللّٰهِ کَذِبًا فَیُسْحِتَکُمْ بِعَذَابٍ وَقَدْ خَابَ مَنِ افْتَرٰی (سورة طٰهٰ، رقم الآیات ٦٠، ٦١)

یعنی ''چنانچہ فرعون (اپنی جگہ) واپس چلا گیا، اوراس نے اپنی ساری تدبیریں اکٹھی

کیں، پھر (مقابلے کے لیے) آ گیا۔موسیٰ نے ان سے کہا کہ افسوس ہے تم پر! اللہ پر بہتان نہ باندھو، ورنہ وہ ایک سخت عذاب سے تمہیں ملیا میٹ کر دے گا، اور جو کوئی بہتان باندھتا ہے، نامراد ہوتا ہے"۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام کے اس وعظ و نصیحت سے جس میں اللہ کی بڑائی کفر کے نقصانات اور اللہ پر ایمان کی اچھائیاں بیان کیں، سننے والے اور جادوگروں کے دل میں ایمان کی محبت اور آپ کی عزت پیدا ہوگئی، جس کی وجہ سے ان کے درمیان کسی حد تک پھوٹ پڑ گئی، اور آپس میں چہ میگوئیاں کرنے لگے، بعض تو سمجھ گئے اور کہنے لگے یہ کلام جادوگروں کا نہیں، یہ تو سچ مچ اللہ کے رسول ہیں، ایسے نورانی چہرے والے جادوگر نہیں ہو سکتے، بعض نے کہا نہیں بلکہ یہ جادوگر ہیں، مقابلہ کرو، یہ باتیں بہت ہی احتیاط اور آہستہ آواز سے کی گئیں، تاکہ فرعون اس کو نہ سن سکے۔

قرآن مجید کی سورہ طٰہٰ میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ:

فَتَنَازَعُوٓا اَمۡرَهُمۡ بَيۡنَهُمۡ وَاَسَرُّوا النَّجۡوٰى (سورة طٰهٰ، رقم الآية ٦٢)

یعنی "اس پر ان کے درمیان اپنی رائے قائم کرنے میں اختلاف ہوگیا، اور وہ چپکے چپکے سرگوشیاں کرنے لگے"

آخر کار فرعون اور اس کے امراء نے مقابلہ کا فیصلہ کر لیا، اور سب لوگوں کو یہ کہہ کر خاموش کر دیا کہ یہ نبی نہیں، بلکہ یہ دونوں جادوگر ہیں، ان کا مقصد صرف یہ ہے کہ اپنے جادو کے زور سے تمہیں حکومت سے محروم کر دیں، اس کے علاوہ ہمارا مثالی تمدن، بے نظیر تہذیب جس کی صفحہ ہستی پر کوئی مثال نہیں، یہ اس کو تہس نہس کرنا چاہتے ہیں۔

قرآن مجید کی سورہ طٰہٰ میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ:

قَالُوٓا اِنۡ هٰذٰنِ لَسٰحِرٰنِ يُرِيۡدٰنِ اَنۡ يُّخۡرِجٰكُمۡ مِّنۡ اَرۡضِكُمۡ بِسِحۡرِهِمَا وَيَذۡهَبَا بِطَرِيۡقَتِكُمُ الۡمُثۡلٰى (سورة طٰهٰ، رقم الآية ٦٣)

یعنی "(آخرکار) انہوں نے کہا کہ یقینی طور پر یہ دونوں (یعنی موسیٰ اور ہارون) جادوگر ہیں جو یہ چاہتے ہیں کہ اپنے جادو کے زور پر تم لوگوں کو تمہاری سرزمین سے نکال باہر

کریں، اور تمہارے بہترین طریقے کا خاتمہ ہی کر ڈالیں‘‘۔

مطلب یہ ہے کہ تمہیں ملک سے نکال دیں گے، عوام ان کے ماتحت ہوجائیں گے، ان کا زور ہوجائے گا، یہ بادشاہت چھین لیں گے، اور تمہارے مذہب (ازم، نظام، آئیڈیالوجی، کلچر، تمدن اور عقائد والٰہیات) کو ملیامیٹ کر دیں گے، اور تم بنی اسرائیل کے غلام بن جاؤ گے، پھر جو سلوک وہ چاہیں تم سے کریں گے، تم انھی کے رحم وکرم پر ہو گے۔

تمہاری یہ تہذیب یہ تمدن، تمہاری یہ ثقافت اور عیش وطرب کی محفلیں ایسی سب چیزیں ختم ہوجائیں گی، لہٰذا اپنی صفوں میں اتحاد پیدا کرو، اور جادوگروں کی خوب حوصلہ افزائی کرو۔ [1]

---

[1] والغرض أن السحرة قالوا فيما بينهم: تعلمون أن هذا الرجل وأخاه– يعنون موسى وهارون– ساحران عالمان، خبيران بصناعة السحر، يريدان فى هذا اليوم أن يغلباكم وقومكم ويستوليا على الناس، وتتبعهما العامة، ويقاتلا فرعون وجنوده، فينتصرا عليه، ويخرجاكم من أرضكم(تفسير ابنِ كثير، ج٥ص ٢٦٥، سورة طٰهٰ) قال بعضهم لبعض سرا إن هذان لساحران يعنى موسى وهارون يريدان أن يخرجاكم من أرضكم يعنى من مصر بسحرهما ويذهبا بطريقتكم المثلى قال ابن عباس: يعنى بسراة قومكم وأشرافكم، وقيل معناه يصرفان وجوه الناس عنكم، وقيل أراد أهل طريقتكم المثلى وهم بنو إسرائيل يعنى يريد أن يذهبا بهم لأنفسهما، وقيل معناه يذهبا بسنتكم وبدينكم الذى أنتم عليه (تفسير الخازن، ج٣ص٢٠٧، سورة طٰهٰ)

پروپرائیٹر: محمد اخلاق عباسی محمد نذران عباسی

نیو

عباسی چکن شاپ

ہمارے ہاں شیور دیسی مرغی، صاف گوشت اور پوٹہ کلیجی ہول سیل ریٹ پر دستیاب ہے۔

نیز شادی بیاہ اور دیگر تقریبات کے لئے ہماری خدمات حاصل کریں۔

دوکان نمبر H-919، حق نواز روڈ، گلاس فیکٹری چوک، راولپنڈی

موبائل: 0301-5642315---0300-5171243

طب وصحت "کَمْأَۃُ" کا پانی آنکھ کے لیے شفاء ہے (قسط3) حکیم مفتی محمد ناصر

"کَمْأَۃُ" اور اس کے پانی سے متعلق اطباء ومحدثین کی آراء

"کَمْأَۃُ" سے متعلق گزشتہ قسطوں میں احادیث ذکر کرنے کے بعد اب "کَمْأَۃُ" سے متعلق بعض محدثین واطباء کی بیان کردہ تشریحات ذیل میں ذکر کی جاتی ہیں۔

محمد بن زکریا رازی (ولادت 251ھ، وفات 313ھ) الحاوی فی الطب میں فرماتے ہیں:

"کَمْأَۃُ" سے جو خِلط پیدا ہوتی ہے، تو وہ برودت (یعنی سردی) کی طرف زیادہ مائل ہوتی ہے، اور "کَمْأَۃُ" سے جو غذاء حاصل ہوتی ہے، وہ کدو یا لوکی سے بننے والی خِلط سے زیادہ غلیظ (وگاڑھی) ہوتی ہے۔

کیموسین کی کتاب میں ہے کہ "کَمْأَۃُ" سے غلیظ (وگاڑھا) کیموس بنتا ہے اور غذا کم بنتی ہے، البتہ اس سے خراب کیموس نہیں بنتا۔ [1]

ابنِ ماسہ کے بقول "کَمْأَۃُ" معدہ کے فعل کے لئے رُکاوٹ کا باعث اور دیر ہضم غذا ہے۔ [2]

"کَمْأَۃُ" زیادہ کھانے والے کو قولنج (یعنی فضلات کے خروج میں دشواری مثلاً قبض وغیرہ کا مرض) اور سکتہ اور ریاح پیدا ہوتا ہے، خاص طور پر معدہ کے درد میں زیادتی کا سبب ہے۔

اور خشک "کَمْأَۃُ" زیادہ نقصان دہ ہے، اور جو کوئی "کَمْأَۃُ" کھانا چاہے، تو اسے گیلی مٹی میں دفن کردے، یہاں تک کہ وہ تر ہو جائے، اور اس کے کھانے کے بعد خالص (کشمش یا کھجور کی) نبیذ پی جائے، اور اس کے بعد ادرک کو استعمال کیا جائے، اور

---

[1] معدہ میں خوراک ہضم ہونے کی پہلی حالت وشکل کو کیلوس کہتے ہیں، جبکہ خوراک ہضم ہونے کے بعد معدہ میں جس رقیق وپتلے رَس کی شکل اختیار کرتی ہے، اسے کیموس کہتے ہیں، کیموس کے معنیٰ رَس کے ہیں، گویا خوراک کا معدہ میں دوسرا ہضم کیموس کہلاتا ہے۔

[2] ساخت وبناوٹ کے اعتبار سے معدہ کا مزاج گرم ہے، لہٰذا معدہ کے لئے "کَمْأَۃُ" جیسی شدید سرد غذاؤں کو ہضم کرنا، درجہ اول ودوم کی عام غذاؤں کے مقابلہ میں زیادہ محنت طلب ہوتا ہے۔

’’کَمْأَۃُ‘‘ کونمک اوراور پودینہ میں پکانے کے بعد گرم مصالحہ جات کے ساتھ استعمال کیا جائے۔

اور میں نے ایک مقالہ میں ’’کَمْأَۃُ‘‘ کی نسبت زہروں کی طرف پائی، چنانچہ اس (مقالہ) میں ’’کَمْأَۃُ‘‘ کو چوتھے درجہ میں سرد گمان کیا ہے، اور یہ میرے نزدیک غلط ہے۔ [1]

اور اسی مقالہ میں یہ بھی ہے کہ ’’کَمْأَۃُ‘‘ پیشاب کی تنگی اور قولنج کی تکلیف پیدا کرتا ہے، اور فُطر (کی دیگر اقسام) کا یہی خاصہ ہے۔ [2]

ابن ماسویہ کے بقول فُطر (یعنی ’’کَمْأَۃُ‘‘ کے علاوہ خودرو نباتات کی دیگر اقسام) ’’کَمْأَۃُ‘‘ سے زیادہ غلیظ اور گاڑھی اخلاط پیدا کرتی ہیں، اور جب آپ فُطر (یعنی ’’کَمْأَۃُ‘‘ کے علاوہ خودرو نباتات کی دیگر اقسام) سے متعلق پڑھوگے، تو آپ کو واضح ہوگا کہ فُطر (یعنی ’’کَمْأَۃُ‘‘ کے علاوہ خودرو نباتات کی دیگر اقسام) کا ’’کَمْأَۃُ‘‘ کے مقابلہ میں بہت گھٹیا درجہ ہے (یعنی خودرو نباتات کی اقسام میں فائدہ مند اور قابلِ استعمال چیز ’’کَمْأَۃُ‘‘ ہی ہے) [3]

ماسرجویہ کے بقول ’’کَمْأَۃُ‘‘ غلیظ سرد کیفیت کی حامل ہے، اور اس کی ایک سُرخ رنگت والی قسم ہے، جو مہلک ہے۔

---

[1] اطباء نے ادویات کے چار درجات مقرر کیے ہیں، جن میں سے چوتھا درجہ تندرست مزاج انسان کے اعتبار سے سمّی یعنی زہریلی ادویات کا ہے، گویا چوتھے درجے کی ادویات تاثیر کے اعتبار سے انتہائی تیز ہوتی ہیں، جو انسانی جسم میں داخل ہونے کے بعد نمایاں تبدیلی پیدا کرتی ہیں، محمد بن زکریا رازی نے بعض اطباء کے ’’کَمْأَۃُ‘‘ کو برودت میں چوتھے درجے کی دواء قرار دینے کے گمان کو غلط قرار دیا ہے، اور علامہ ابنِ قیم نے ’’الطب النبوی‘‘ میں ’’کَمْأَۃُ‘‘ کا مزاج تیسرے درجے میں سردتر قرار دیا ہے۔

[2] ’’کَمْأَۃُ‘‘ دراصل نباتات کی وہ قسم ہے، جو خودرَو ہے، اور خودرَو نباتات کی دنیا میں بے شمار اقسام ہیں، اور عربی میں خودرَو نباتات کو فُطر کا نام دیا جاتا ہے، اُردو میں فُطر کی وہ اقسام جو کھانے کے کام آتی ہیں، اور نقصان دہ نہیں ہیں، انہیں کھمبی یا مشروم کہا جاتا ہے، جبکہ فُطر یعنی خودرَو نباتات کی ایسی قسمیں بھی ہیں، جو زہریلی اور نقصان دہ ہیں، چنانچہ جدید میڈیکل سائنس میں دریافت کردہ پھپھوندی کو بھی فُطر کی اقسام میں شمار کیا گیا ہے، جسے انگریزی میں فنگس (Fungus) کہا جاتا ہے، اسی طرح بیکٹیریا بھی اسی قسم سے تعلق رکھتے ہیں۔

[3] ابن ماسویہ عیسائی طبیب تھے، جو 243 ہجری میں فوت ہوئے (الوافی بالوفیات لصلاح الدین خلیل بن أیبک بن عبد اللہ الصفدی، المتوفی: 764 ھـ، جزء ۲۹، الطبیب ابن ماسویہ، الناشر: داراحیاء التراث، بیروت)

ابنِ ماسویہ اور ابن ماسہ کے بقول ''کَـمْـأَةُ'' کا مزاج سرد تر دوسرے درجے میں ہے، اور یہ معدہ کے ثقل (اور بوجھل پَن) کا باعث ہے، پس اگر آپ نے ''کَـمْـأَةُ'' کو گرم مصالحوں اور زیتون اور کڑوی چیز (مثلاً ہینگ) کے ساتھ کھایا، تو اس کا ثقل (اور بوجھل پَن) کم ہوجائے گا، اور ایسا (نمک وغیرہ میں) پکانے کے بعد کیا جائے، اس طرح یہ بہتر ہوجائے گا، اور خراب (ونقصان دہ) خلط نہیں بنے گی۔ [1]

خوزی کے بقول ''کَـمْـأَةُ'' کھانے میں کثرت کرنے سے پیشاب کی تنگی اور قولنج کی تکلیف پیدا ہوتی ہے۔

قلهمان کے مطابق فُطر (یعنی ''کَـمْـأَةُ'' کے علاوہ خودرو نباتات کی دیگر اقسام) کے مقابلہ میں ''کَـمْـأَةُ'' کم غلیظ ہوتے ہیں، اور ''کَـمْـأَةُ'' میں بہتر وہ ہیں، جو کم پانی والی ریتلی جگہوں میں ہوں۔

مسیح کے مطابق ''کَـمْـأَةُ'' کھانے سے سوداء (کی خِلط) پیدا ہوتی ہے، اور ''کَـمْـأَةُ'' کا پانی ملا ہوا سُرمہ آنکھوں کی بصارت کو صاف کرتا ہے (ترجمہ الحاوی فی الطب) [2]

ایک دوسرے مقام پر محمد بن زکریا رازی (ولادت 251ھ، وفات 313ھ) الحاوی فی الطب میں کھانے پینے کی چیزوں کے استعمال کرنے کے قوانین بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

---

[1] حکیم فیض محمد فیض صاحب تحریر فرماتے ہیں:

نمک قدرتی عظیم نعمت ہے، قشری اعصابی (یعنی گرم تر مزاج کی حامل) مصفی خون ملین (یعنی خون پتلا اور صاف کرنے والی دوا) ہے، سوداوی اور ریحی (یعنی سردی اور خشکی کے) مادوں کو صاف کرنے میں شافی اثر ہے، تمام منشیات چھوڑنے کے لئے 2 ماشہ ہاضم ہے، 1 تا 2 تولہ قے آور ہے، نیم گرم پانی سے کھلانا بہتر ہے، شہد کی طرح قدرتی نمک میں ہزاروں بیماریوں کی شفاء ہے، اس سے متقی مسلمان ہی فائدہ اُٹھا سکتے ہیں، اس سے اچھی معدہ صاف کرنے کے لئے دنیا بھر میں کوئی غذا و دوا نہیں ہے (المفردات الاسلامی، صفحہ 124، وصفحہ 132، وصفحہ 175، مطبوعہ: فیض الحکمت، اسلامیہ کالج، اوکاڑا، مزید تفصیل کے لئے ملاحظہ ہو: خواص المفردات، حصہ دوم غدی، صفحہ 303 تا صفحہ 306، مطبوعہ: یٰسین دواخانہ وطبی کتب خانہ، دنیاپور، لاہور، دیہاتی معالج، صفحہ 301، اشاعت: دسمبر 2003ء، مطبوعہ: فضلی سنز و ہمدرد فاؤنڈیشن)

[2] (اصل عبارت کے لئے ملاحظہ ہو: الحاوی فی الطب لابی بکر محمد بن زکریا، الرازی، المجلد السابع، الجزء الحادی والعشرون، ص ۱۴۲، وص ۱۴۳، فی الادویة المفردة، باب الکاف، الناشر: دارالکتب العلمیة، بیروت، لبنان)

’’کَمْأَۃٌ‘‘ کو پانی اور نمک اور پہاڑی پودینہ کے ساتھ پکایا جائے، پھر آپ جیسے چاہیں، اسے استعمال کریں، اور اگر آپ نے ’’کَمْأَۃٌ‘‘ کو زیتون اور ہینگ کے ساتھ پکایا، تو یہ معدہ میں پیدا ہونے والے چپکنے والے بلغم کو ختم کر دیتا ہے۔ [1]

اور یہی طریقۂ کار فُطر (یعنی ’’کَمْأَۃٌ‘‘ کے علاوہ خودرو نباتات کی دیگر اقسام) کے ساتھ اختیار کرنا چاہیئے، پھر اگر ان دونوں کاموں کے کرنے کے بعد بھی (یعنی ’’کَمْأَۃٌ‘‘ کو پانی اور نمک اور پہاڑی پودینہ یا زیتون اور ہینگ کے ساتھ پکانے کے بعد بھی معدہ پر) ثِقل اور بوجھ محسوس ہو، تو خالص شراب یا شہد کا پانی یا درہم کے بقدر تریاق لیا جائے

(ترجمہ الحاوی فی الطب) [2]

’’کَمْأَۃٌ‘‘ کا استعمال کھانے کے طور پر بھی کیا جاتا ہے، اس لئے اطباء نے ’’کَمْأَۃٌ‘‘ کے خواص اور فوائد پر طبی اعتبار سے بھی بحث کی ہے، مگر صحیح احادیث میں ’’کَمْأَۃٌ‘‘ کے پانی کی افادیت خصوصیت کے ساتھ نظر کے لئے بیان ہوئی ہے، جس کی بعض دیگر اہلِ علم نے تفصیل بیان کی ہے، اس کی تفصیل آگے ذکر کی جائے گی، ان شاء اللہ۔

---

[1] ہینگ کو عربی میں حلتیت اور انگریزی میں Asafetida کہا جاتا ہے، یہ درخت انجدان کا گوند ہے، اور مزاجاً درجہ چہارم میں گرم اور درجہ دوم میں خشک ہے (خواص المفردات، صفحہ ۵۱۵، از حکیم مظفر حسین اعوان، ناشر شیخ غلام علی اینڈ سنز)
اس اعتبار سے ہینگ کو سرد تر مزاج والی اشیاء کے ساتھ استعمال کرنے سے وہ غذائیں معتدل ہو جاتی ہیں۔

[2] (اصل عبارت کے لئے ملاحظہ ہو: الحاوی فی الطب لابی بکر محمد الرازی، المجلد الثامن، الجزء الثالث والعشرون، ق ا، ص ۹ ا، قوانین استعمال الاطعمة والاشربة لحفظ الصحة، الناشر: دارالکتب العلمية، بیروت، لبنان)
یاد رہے کہ قرآن وسنت میں شراب کو حرام قرار دیا گیا ہے، اور شہد میں شفاء بتلائی گئی ہے، نیز شہد والا پانی (یعنی ماء العسل) پینا سنت سے ثابت ہے، اور احادیث میں شہد والے پانی کے متعدد فوائد بیان ہوئے ہیں، لہٰذا سرد غذاؤں مثلاً چاول، بھنڈی، مٹر، آلو، گوبھی، دال ماش، دال مونگ وغیرہ کے استعمال کے بعد سادے یا نیم گرم پانی میں شہد اور تھوڑا سا خوردنی (سادہ) نمک ملا کر پینا معدہ کے بوجھ کو ختم کرنے کے علاوہ دیگر کئی تکالیف کے لئے باعثِ شفاء ہے، معدہ کے بوجھ کو ختم کرنے کے لئے مذکورہ مسنون علاج کے علاوہ اگر کوئی دواء اختیار کرنا چاہے، تو تریاق کے طور پر یہ دواء استعمال کی جاسکتی ہے: لونگ تین تولہ، دارچینی تین تولہ، رائی سُرخ (خردل احمر) پانچ تولہ، کچلہ (ازراقی) مدبر ایک تولہ، سُرخ مرچ بارہ تولہ، تمام اجزاء کو پیس کر چھان لیں، اور زیرو نمبر کا ایک کیپسول دن رات میں ایک مرتبہ یا شدید مرض کی صورت میں دو مرتبہ دودھ کے ساتھ استعمال کرایا جائے۔

ادارہ غفران میں قمری مہینوں کی 17، 19، اور 21 تاریخوں میں حجامہ کیا جاتا ہے۔
حجامہ کے لئے تشریف لانے والے حضرات مندرجہ ذیل فون نمبر پر وقت لے کر تشریف لائیں۔
حکیم مفتی محمد ناصر صاحب: 051-5507270 0333-5365830

اخبارِ ادارہ مفتی محمد ناصر

ادارہ کے شب وروز

□......18 / 25 / جمادی الاولیٰ اور 2 / و9 / جمادی الاخریٰ1440ہجری بروز جمعہ متعلقہ مساجد میں وعظ ومسائل کے سلسلے حسبِ معمول ہوئے۔

□......13 / 20 / 27 / جمادی الاولیٰ ،اور4 / 11 جمادی الاخریٰ1440ہجری بروزاتوار،مفتی صاحب مدیر کی اصلاحی مجالس صبح تقریباً ساڑھے دس بجے حسبِ معمول منعقد ہوتی رہیں، البتہ 27 / جمادی الاولیٰ کومفتی صاحب مدیرکی مشغولی کی وجہ سے مفتی امجد صاحب نے اصلاحی مجلس میں بیان کیا۔

□......12 / جمادی الاولیٰ ، بروز ہفتہ، بعدظہر، مولانا ضیاء الحسنین صاحب (مہتمم: مدرسہ انوارالقرآن، جھاٹلہ، تلہ گنگ) ادارہ تشریف لائے، حضرت مدیر صاحب سے ملاقات کی، اس موقع پر مولانا موصوف کے برادرنسبتی مولانا محمد عثمان صاحب (ابن حافظ مشتاق صاحب، مکی مسجد، حکمداد، راولپنڈی) بھی موجود تھے۔

□......14 / جمادی الاولیٰ ، بروز پیر، بعد مغرب، مدیر صاحب مع اراکینِ ادارہ، جناب صاحبزادہ مولانا قاری عبدالباسط صاحب کے یہاں مدرسہ انس بن مالک، سیٹلائٹ ٹاؤن میں عشائیہ پر مدعو تھے۔

□...... 17 / جمادی الاولیٰ بروز جمعرات مفتی صاحب مدیر، بندہ ناصر کی بھانجی کے نکاح کی تقریب میں مدعو تھے، جہاں بندہ ناصر نے اپنی بھانجی کا نکاح پڑھایا۔

□......19 / جمادی الاولیٰ بروز ہفتہ بعد نمازِ عشاء مفتی صاحب مدیر کا مسجد علی المرتضیٰ، شکریال میں تفسیر جلالین کی تکمیل پر اصلاحی بیان ہوا۔

□...... 21 / جمادی الاولیٰ بروز پیر مفتی صاحب مدیر مع چند اراکینِ ادارہ کے اپنے چھوٹے بھائی جناب عدنان صاحب کے گھر عشائیہ پر مدعو تھے۔

□......10 / جمادی الاخریٰ بروز ہفتہ مفتی صاحب مدیر، صاحبزادہ مولانا قاری عبدالباسط صاحب کے ساتھ ایک مختصر سفر پر تشریف لے گئے۔

□......21 جمادی الاولیٰ، بروز پیر ادارہ میں بعض مریضوں کا حجامہ کیا گیا۔

□...... 11 / جمادی الاخریٰ، بروز پیر، بعد ظہر، مولانا نعمان اللہ صاحب نعمانی (استاذِ حدیث: جامعہ اسلامیہ، کشمیر روڈ، صدر، راولپنڈی) تشریف لائے، دارالافتاء میں مدیر صاحب سے ملاقات کی۔

Idara Ghufran

☐......12/5/ جمادی الاخریٰ بروز پیر، بعد ظہر، ادارہ میں حکیم قاری محمد اقبال صاحب نے بعض مریضوں کا طبی معائنہ کیا۔

☐......26/ جمادی الاولیٰ (2/فروری) بروز ہفتہ تعمیرِ پاکستان سکول میں سالانہ امتحانات کے لئے طلبہ/ طالبات کے والدین کو سکول میں مدعو کر کے نظامُ الامتحانات (Date Sheet) فراہم کیا گیا، اور والدین کے ساتھ اُن کے بچوں سے متعلق سال کی آخری مشاورت (Last Parents Teacher Meeting) ہوئی، اور 5 جمادی الاخریٰ (11/فروری) بروز پیر سے سالانہ امتحانات کا آغاز ہوگیا، اللہ تعالیٰ تمام طلبہ وطالبات کو دنیا وآخرت کے امتحانات میں کامیاب فرمائیں، آمین۔

پروپرائیٹر: وسیم ریاض

ریاض سٹیل فرنیچر اینڈ الماری سنٹر

ہمارے ہاں الماری، کیبنٹ، سیف، آفس فرنیچر وغیرہ دستیاب ہیں

دوکان نمبر: M-76,77
وارث خان بس سٹاپ، راولپنڈی

Tel: 051-5500104
Ph: 051-5962645
Mob: 0333-5585721

بسلسلہ اسلامی مہینوں کے فضائل واحکام

ماہِ رجب کے فضائل واحکام

قرآن، حدیث، فقہ، تاریخ اور تعلیماتِ اکابر کی روشنی میں اسلامی وقمری سال کے ساتویں مہینے "رجب" کے فضائل ومسائل، احکامات وہدایات، بدعات ومنکرات، ماہِ رجب سے متعلق تاریخی حالات ودلچسپ واقعات۔

شعبان وشبِ برأت کے فضائل واحکام

شعبان سے متعلق فضائل ومسائل اور منکرات ومفاسد، "شبِ برأت" کے بارے میں افراط وتفریط، "شبِ برأت" کے بارے میں اہلُ السنۃ والجماعۃ کا معتدل نظریہ، اس بارے میں علمی وعملی، فکری ونظریاتی بے اعتدالیاں، ماہِ شعبان سے متعلق تاریخی حالات ودلچسپ واقعات۔

مصنِّف: مفتی محمد رضوان

اخبارِ عالم

مولانا غلام بلال

دنیا میں وجود پذیر ہونے والے اہم ومفید حالات وواقعات، حادثات وتغیرات

✍ 21/جنوری/2019ء/14/جمادی الاولیٰ/1440ھ: پاکستان: منی بجٹ پیکج تیار، قیمتی گاڑیوں اورلگژری اشیاء پر کسٹمز وریگولیٹری ڈیوٹی بڑھانے کا فیصلہ ✍ 22/جنوری: پاکستان: سانحہ ساہیوال، قوم سراپا سوگ، ارکانِ پارلیمنٹ برہم، وکلاء کا بائیکاٹ، تاجروں نے کاروبار بند رکھا، پارلیمنٹ کے دونوں ایوانوں میں سانحے پر بحث، ارکان ذمے داروں کوسخت سزادینے پر متفق ✍ 23/جنوری: ابوظہبی: متحدہ عرب امارات نے 3ارب ڈالرسٹیٹ بینک کے اکاؤنٹ میں منتقل کردیے ✍ 24/جنوری: پاکستان: منی بجٹ پیش، سستے گھر کے لیے قرضِ حسنہ سکیم، فائلرز پر وِدہولڈنگ ٹیکس ختم، موبائل فون بڑی گاڑیاں مہنگی، کسانوں کے لیے ڈیزل پر ڈیوٹی کم، یوریا کھادستی ✍ 25/جنوری: پاکستان: زمین سے زمین تک مار کرنے والے شارٹ رینج بیلسٹک میزائل نصر کا کامیاب تجربہ، دشمن کے ایئر ڈیفنس سسٹم کو تباہ کرنے کی صلاحیت رکھتا ہے ✍ 26/جنوری: پاکستان: حکومت پاکستان کی سیاحت کے فروغ کے لیے ویزہ پالیسی، 175 ممالک کے لیے ای ویزہ، 50 کو ویزہ آن ارائیول کی سہولت، بزنس ویزہ کا دائرہ 96 ممالک تک وسیع، آزادانہ پالیسی کے خدوخال ✍ 27/جنوری: قطر: امریکہ، طالبان، افغان جنگ ختم کرنے پر متفق، غیرملکی فوجیوں کا انخلا 18 ماہ میں ہوگا ✍ 28/جنوری: پاکستان: حکومت کا 5 سال کے لیے نئی ٹیکس پالیسی لانے کا فیصلہ، ٹیکس کے پیچیدہ نظام کو آسان بنایا جائے گا، دہندگان کی تعداد بڑھانے کے لیے بھی ہدایات جاری کی جائیں گی ✍ 29/جنوری: پاکستان: ن لیگ کی جنوبی پنجاب میں 2 صوبوں کی تجویز، ترمیمی بل قومی اسمبلی میں جمع ✍ 30/جنوری: پاکستان: لورالائی میں پولیس پر حملہ، اہلکاروں سمیت 9 افراد شہید، حملہ کانسٹیبل اور کلرک پوسٹوں کے لیے انٹرویو کے دوران ڈی آئی جی آفس میں کیا گیا ✍ 31/جنوری: پاکستان: سینیٹ کمیٹی، 18 سال سے پہلے شادی پر پابندی کا بل منظور، فنکشنل کمیٹی انسانی حقوق کا اجلاس، ارکان نے ترمیمی بل 2018 کی حمایت کی ✍ یکم/فروری: پاکستان: وفاقی کابینہ کا اجلاس، حاجیوں کوسبسڈی نہ دینے کا فیصلہ، حج ڈیڑھ لاکھ سے زاید مہنگا، حج اخراجات دوزونز میں تقسیم، شمالی زون میں رہنے والوں کے لیے 4لاکھ 36ہزار، جنوبی زون کے لیے 4لاکھ 26ہزار روپے ہونگے، سرکاری کوٹا 60 فیصد، نجی ٹورز آپریٹرز کے لیے 40 فیصد مقرر ✍ پیٹرول صرف 59 پیسے، ڈیزل 25 پیسے سستا، ہائی اسپیڈ ڈیزل کی قیمت برقرار ✍ 2/فروری: پاکستان: نصر بیلسٹک میزائل کا ایک ہفتے میں دوسرا تجربہ، کم فاصلے پر زمین سے زمین پر مار کرنے کی صلاحیت، مقصد دشمن کے اینٹی میزائل دفاعی

نظام کونا کام بنانا ہے 3/فروری: پاکستان: سرگودھا: ضمنی الیکشن، تحریک انصاف نے ن لیگ سے نشست چھین لی، الیکشن کمیشن کے حکم پر کروائی گئی ری پولنگ میں حکمران جماعت کا امیدوار کامیاب اسلام آباد، کراچی سمیت کئی شہروں میں زلزلے کے جھٹکے، شہری خوفزدہ، شدت 5.8ریکارڈ 4/فروری: پاکستان: گھریلو صارفین کواورگیس بلنگ کا انکشاف، وزیراعظم اوراوگرا کا نوٹس 5/فروری: پاکستان: نیپرا نے بجلی کی قیمت 56پیسے فی یونٹ اضافہ کردیا، صارفین پر 4ارب 20 کروڑ کا اضافی بوجھ پڑے گا، نوٹیفکیشن جاری 6/فروری: پاکستان: دنیا کشمیریوں کی آواز سے گونج اٹھی، پاکستان بھر، ٹوکیو، برسلز کابل میں مظاہرے، دنیا بھر کے دارالحکومتوں میں پاکستانی اور کشمیری شہروں کا بھارت کے خلاف احتجاج 7/فروری: پاکستان: آف شور کمپنی اسکینڈل، نیب نے حکمران جماعت اور پنجاب کے سینیئر وزیر عبدالعلیم خان کو گرفتار کرلیا، وزارت سے مستعفی 8/فروری: چین: چین کا پاکستان کو طیارہ بردار جہاز فراہم کرنے کا فیصلہ، جنگی بحری جہاز دینے کے حوالے سے مکمل تفصیلات جلد جاری کردی جائیں گی 9/فروری: پاکستان: رینٹل پاور کیس، پاکستان کے خلاف 86 کروڑ ڈالر ہرجانے کا فیصلہ معطل، عالمی عدالت کا ترک جہاز کے حق میں دیا گیا اپنا ہی فیصلہ معطل کرکے دوبارہ کاروائی شروع کرنے کا فیصلہ، حکومتِ پاکستان نے نئے شواہدات عدالت میں پیش کردیے، سزا معطل ہونے پر پاکستانی مبصرین نے سکھ کا سانس لیا 11/فروری: پاکستان: پاکستان اور آئی ایم ایف معاشی اصلاحات پر متفق، وزیر اعظم ایک روزہ دورے پر دبئی پہنچ گئے، ولی عہد نے استقبال کیا، ڈائریکٹر آئی ایم ایف سے ملاقات میں بیل آؤٹ پیکج پر بات چیت 12/فروری: پاکستان: حج پالیسی 2019جاری، قرعہ اندازی 8مارچ کو، ایک لاکھ 84ہزار پاکستانی حج ادا کریں گے، رواں سال سعودی عرب نے کوٹہ 5ہزار بڑھایا، شمالی ریجن کے لیے 4لاکھ 36ہزار اور جنوبی ریجن کے لیے 4لاکھ 26ہزار کا پیکج ہوگا، قربانی کے اخراجات کے لیے 19ہزار الگ چارج ہوں گے 13/فروری: پاکستان: وزیرِ اعظم نے ٹرین ٹریکنگ سسٹم کا افتتاح کردیا، ٹریکنگ سسٹم سے معلوم ہوگا کہ ٹرین کس مقام پر ہے، اور منزل پر کب پہنچے گی، عوام موبائل پر الارم لگاسکتے ہیں، انچارج ریلوے 14/فروری: پاکستان: سعودی ولی عہد کا دورہ، تیاریاں مکمل، سعودی عرب پاکستان میں 7ارب ڈالر کی سرمایہ کاری کرے گا، سیکورٹی انتظامات پاک فوج کے حوالے سوشل میڈیا پر نفرت انگیز مواد کے خلاف کریک ڈاؤن کا اعلان، مکنزم تیار کرلیا، وزیر اطلاعات 15/فروری: پاکستان: لاہور ہائیکورٹ نے صدر ن لیگ شہباز شریف کی آشیانہ اور شوگر ملز کیس میں ضمانت منظور کرلی، فوری رہائی کا حکم، زرداری کی عبوری ضمانت میں بھی توسیع، چودھری برادران کے خلاف نیب کیس کھل گئے مقبوضہ کشمیر: خودکش

دھماکے میں 45 بھارتی اہلکار ہلاک، درجنوں زخمی، پلوامہ میں حملہ آوروں نے قابض فورسز کی 70 گاڑیوں پر حملہ بول دیا، خودکش حملے کے ساتھ دستی بم پھینکے اور فائرنگ بھی کی، متعدد کی حالت تشویش ناک ٭ 16/فروری: مقبوضہ کشمیر: پلوامہ حملہ، الزامات مسترد، بھارتی سفارتکار کی طلبی، پاکستان کا شدید احتجاج، سفارتی سطح پر سخت اقدام کا امکان، انتہا پسند ہندوؤں کے ہاتھوں بھارتی مسلمانوں کی املاک پر حملے ٭ 17/فروری: پاکستان: سعودی عرب نے پاکستانیوں کے لیے ویزہ فیسوں میں کمی کردی، سنگل انٹری وزٹ ویزہ 2 ہزار ریال سے کم ہوکر 338 ریال کردیا گیا ٭ 18/فروری: پاکستان: سعودی ولی عہد محمد بن سلمان کی پاکستان آمد، فقید المثال استقبال، 21 توپوں کی سلامی اور گارڈ آف آنر بھی پیش کیا گیا، سعودی عرب کے ساتھ 20 ارب ڈالر کے 7 معاہدوں پر دستخط، سرمایہ کاری بڑھانے اور دفاعی تعاون مزید مستحکم کرنے پر بھی اتفاق ٭ پنجاب حکومت، انسداد پولیو کے قطرے 10 سال تک کے بچوں کو پلانے کا فیصلہ ٭ 19/فروری: پاکستان: ملک بھر میں بارش جاری، پہاڑوں پر برفباری، موسم سرد، حادثات سے 9 جاں بحق ٭ 20/فروری: پاکستان: پمز ہسپتال، 3 ارب کے چار منصوبوں کی منظوری، ماں، بچے کی صحت کا تین ارب 88 کروڑ 65 لاکھ سے زائد مالیت کا توسیعی منصوبہ۔

Awami Poultry
Hole sale center
پروپرائیٹر: پرویز اعوان
عوامی پولٹری ہول سیل سینٹر
ہمارے ہاں مرغی کا مکمل سپیئر پارٹس دستیاب ہے، مثلاً گردن، پوٹا کلیجی،
ونگ، لیگ پیس اور بون لیس وغیرہ دستیاب ہیں
تھوک و پرچون ہول سیل ڈیلر
نیز شادی بیاہ میں مال منڈی ریٹ پر دستیاب ہے
مین روڈ، رتہ امرال، راولپنڈی 0336-5478516 0321-5055398

قرآن تھراپی | ہومیوپیتھی | طب نبویؐ | حجامہ

قرآن تھراپی سنٹر کے تحت تمام مریضوں کیلئے
خصوصی رعایت

حجامہ

حجامہ کا پہلا پوائنٹ -/500 روپے اور اسکے بعد کے تمام پوائنٹ -/300 روپے میں

مائیگرین | درد شقیقہ | کمر درد | لقوہ
فالج | شوگر | نیند کا نہ آنا | ڈپریشن
خون کے امراض | معدہ جگر کے امراض | ذہنی نفسیاتی امراض | مہروں کے درد

"اس میں روحانی اور جسمانی دونوں امراض کا علاج ہے"
حفظانِ صحت کے تمام اصولوں کو مدِنظر رکھا جاتا ہے۔

جدید تشخیصی نظام

خواتین کیلئے لیڈی ڈاکٹر

آپکے خون کا ایک قطرہ آپکے جسم میں چھپی تمام بیماریوں کی نشاندہی کرسکتا ہے

تشریف لانے سے پہلے وقت ضرور لیں — کلینک ٹائمنگ صبح 9 بجے تا شام 6 بجے

قرآن تھراپی سنٹر سید پور روڈ حیدری چوک راولپنڈی بالمقابل عائشہ ہاسپٹل (ناغہ جمعہ، ہفتہ)

لاہور کلینک: گارڈن ٹاؤن ابوبکر بلاک 77/B (بروز ہفتہ)

0300-5208331-0300-5208331

طب نبویؐ کی تمام پراڈکٹس دستیاب ہے۔ خالص شہد بیری، زیتون کا تیل، خالص زیتون، کلونجی، سنا مکی، تلبینہ وغیرہ

لذیذہ مرغ پلاؤ®

Laziza Murgh Pulao®

Laziza Murgh Pulao®
لذیذہ مرغ پلاؤ®

Murgh Pulao
Pulao Kabab

برانچ:
چوک آفندی کالونی، صادق آباد، راولپنڈی
051-8489611
0300-9877045

Website for Order:
www.lazizamurghpulao.com
Contact All Branches:
51-8489511 , 0310-4043333

برانچ: النور پلازہ، نزد شیل پٹرول پمپ، مین اڈیالہ روڈ، راولپنڈی
051-8772884 0334-8082229
برانچ: سلمان شہید روڈ، آفندی کالونی، چوک صادق آباد، راولپنڈی

إِنَّ أَفْضَلَ مَا تَدَاوَيْتُمْ بِهِ الْحِجَامَةُ، أَوْ إِنَّ مِنْ أَمْثَلِ دَوَائِكُمُ الْحِجَامَةَ (ترمذی)

ترجمہ:تم جس چیز سے(بیماریوں کی)دواءوعلاج کرتے ہو،اُس میں افضل چیز حجامہ ہے،یا یہ فرمایا کہ تمہاری دواؤں میں سب سے بہتر دواء حجامہ ہے(ترمذی،بخاری،مسلم)

سنت بھی علاج بھی

الحجامہ کلینک

ان بیماریوں کا بہترین علاج

پچھنے لگوانے میں روحانی وجسمانی دونوں بیماریوں کی شفا ہے

جسم کا درد	ڈپریشن	ہائی بلڈ پریشر	عرق النساء	بواسیر
موٹاپا	گھنٹیا	یرقان	دردِشقیقہ	بانجھ پن
ہارمونز کا مسئلہ	یورک ایسڈ	معدہ	شوگر	جوڑوں کا درد

جسم کا سُن ہوجانا — کولیسٹرول — اس کے علاوہ72بیماریوں کا علاج

علاج برائے خواتین

مسز عمران رشید (Cupping Therapist)

Diploma Holded of Cupping Therapy(Hijamah)

Executive Member : Hijamh Aps Fourm

مکان نمبرNE-786،ڈاک خانہ ٹیوب ویل والی گلی نمبر4،ڈھوک فرمان علی،راولپنڈی۔

فون نمبر: 0321-5349001-0331-5534900

علاج برائے مرد حضرات

شہر یار صاحب

فیز8،بحریہ ٹاؤن،راولپنڈی فون 0313-9524191

زیرِ انتظام

عمران رشید،ڈھوک فرمان علی،راولپنڈی ۔فون0333-5187568

Shaikh Ahsan
0314-5165152

Shaikh M. Usman
0321-5593837

Classic Electronics

Deals in :Computer Networking,
Cable & Accessories

TP-LINK
The Reliable Choice
Authorized Dealer in Pakistan

CISCO
UBIQUITI NETWORKS
D-Link Building Networks for People
Baynet Advance Network Products
MikroTik
netis
Tenda
BAYLAN
TOTO LINK
The Smartest Network Device

Shop # 3,G/F, TM Plaza
D.A.V. College Road,Rawalpindi
Tell: 051-5775571-2. Cell: 0314-5165152

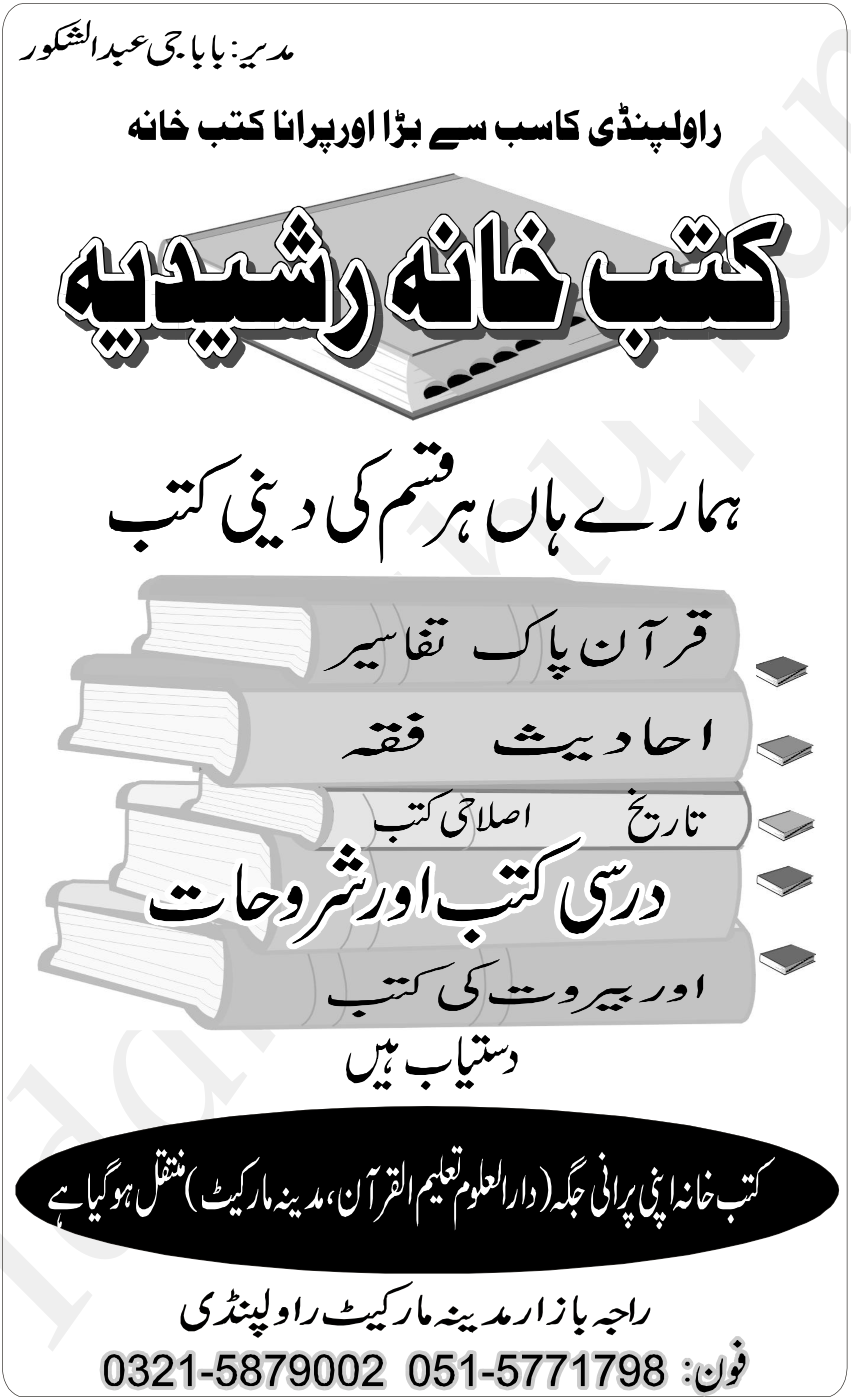

مدیر: بابا جی عبدالشکور
راولپنڈی کا سب سے بڑا اور پرانا کتب خانہ
کتب خانہ رشیدیہ
ہمارے ہاں ہر قسم کی دینی کتب
قرآن پاک تفاسیر
احادیث فقہ
تاریخ اصلاحی کتب
درسی کتب اور شروحات
اور بیروت کی کتب
دستیاب ہیں
کتب خانہ اپنی پرانی جگہ (دارالعلوم تعلیم القرآن، مدینہ مارکیٹ) منتقل ہوگیا ہے
راجہ بازار مدینہ مارکیٹ راولپنڈی
فون: 051-5771798 0321-5879002